وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ

فرقانِ حمید

وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا

مَا يَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا مِنْ بَعْدِهٖ

قرآن مجید

لا خلافة الا بمشورة

من اطاع امیری فقد اطاعنی

حدیث

خلافتِ حقّہ

تصنیف لطیف

عالمِ با عمل فاضل اجل حضرت مولانا سید محمد سرور شاہ صاحب

مفتی سلسلہ عالیہ احمدیہ و پرنسپل جامعہ احمدیہ قادیان

مولوی نور احمد مولوی فاضل کارکن جامعہ احمدیہ

فیض اللہ پریس قادیان میں باہتمام حافظ فیض اللہ پرنٹر قادیان سے شائع ہوا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی ھدانا لھذا وما کنا لنھتدی لولا ان ھدانا اللہ
لقد جاءت رسل ربنا بالحق۔ والصلوٰۃ والسلام علی من ارسلہ
بالھدی ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ ولو کرہ المشرکون۔
وبعثہ فی الامیین واخرین منھم یتلوا علیھم ایٰتہ ویزکیھم ویعلمھم
الکتٰب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین۔ وعلی الہ المطھرین
وخلفائہ الراشدین المھدیین الذین استخلفھم اللہ فی الارض و
مکن لھم دینھم الذی ارتضی لھم وخسر ھنالک الفاسقون المبطلون۔

عرض حال

یہ رسالہ میں نے جناب شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری کے ان ابتدائی
دو اشتہاروں پر لکھا تھا جن میں سے ایک کا عنوان تھا۔ (کیا تمام خلیفے خدا ہی بناتا
ہے) (خدا تعالیٰ کے حکم اور عدل کا فیصلہ) اور دوسرے کا عنوان تھا (عزل خلفاء)
اور اس کے اخیر پر تاریخ اشاعت ۲۱ر دسمبر ۱۹۳۷ء لکھی ہوئی تھی۔

یہ رسالہ جنوری ۱۹۳۸ء میں ہی لکھا گیا۔ اور فروری ۱۹۳۸ء کے پہلے عشرہ
میں طبع ہو گیا۔ اس کے ٹائیٹل کا پروف جس دن میرے پاس آیا۔ اسی دن بلکہ اسی
وقت جناب ناظر صاحب امور عامہ نے مجھ سے ذکر کیا۔ کہ ایک افسر کی اس خواہش
پر کہ اگر کچھ عرصہ مصری کے مقابل تحریرات شائع نہ ہوں تو بہتر ہو۔ ہم نے کہہ دیا ہے
کہ اگر دوسری طرف سے ہمارے خلاف کوئی تحریر شائع نہ ہوئی۔ تو ہم اس کے خلاف
کوئی تحریر شائع نہیں کرینگے۔ اس لئے آپ یہ رسالہ شائع نہ کریں۔ چنانچہ میں نے
اسی وقت اس کا کام بند کر دیا۔ اس کے بعد جناب مصری صاحب کی تحریرات ہمارے
خلاف شائع ہوتی رہیں۔ تو نومبر ۱۹۳۹ء میں میں نے دریافت کیا۔ تو مجھے بتایا
گیا۔ کہ وہ معاہدہ مدت سے ختم ہو چکا ہے۔ تو میں نے ٹائیٹل کا پروف پھر مطبع
کو دیا۔ اور ساتھ ہی یہ عرض حال کی تحریر بھی طبع کیلئے دیدی۔

۱۲ر دسمبر ۱۹۳۹ء

محمد سرور سابق پرنسپل جامعہ احمدیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین۔ الرحمن الرحیم مالک یوم الدین والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا ولد آدم وخاتم النبیین وآلہ المطہرین وخلفائہ الراشدین المہدیین

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

شیخ لاہوری مصری صاحب کے دو اشتہاروں "کیا تمام خلیفے خدا ہی بناتا ہے" "عزل خلفاء" پر ایک نظر

جناب شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری کے دونوں اشتہار (کیا تمام خلیفے خدا ہی بناتا ہے۔ اور عزل خلفاء) راستہ میں کسی نے مجھے دیئے تھے۔ اور چلتے ہوئے میں نے ان دونوں کی چند چند سطریں پڑھیں۔ اور گھر میں جاکر ان کو اپنی چارپائی پر رکھدیا۔ اور ارادہ تھا۔ کہ فرصت کے وقت ان کو پڑھونگا۔ لیکن کئی دن گذر گئے۔ اور میں ان کو نہ پڑھ سکا۔ ایک دن رات کے وقت جبکہ میں ایک فتوے کے لئے ایک حوالہ تلاش کر رہا تھا۔ تو اچانک ان اشتہاروں کے جواب کے متعلق ایک مضمون میرے دل میں ڈالا گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی میرے ذہن کو اس طرف پھیر اگیا۔ کہ ان اشتہاروں میں جو یہ لکھا ہے۔ کہ "مجھ پر میری غلطی واضح کرنے کے لئے جو سب سے بڑی دلیل پیش کی ہے۔ وہ یہی ہے۔ کہ خلیفہ خدا ہی مقرر کرتا ہے۔ اس کے بنانے میں انسانوں کا دخل نہیں۔ اس لئے اس کے معزول کرنے کا بھی ہمیں اختیار نہیں۔ اور اس کے ثبوت میں آیت استخلاف کو پیش کیا ہے۔" یہ سب سے پہلے تم نے ہی ایک اور شخص کی تردید کے لئے خطبۂ جمعہ میں بیان کیا تھا جبکہ شیخ صاحب ابھی جماعت میں ہی تھے۔ اور اس وقت وہ بھی مسجد اقصےٰ میں موجود تھے۔ اور فلاں شخص نے نماز جمعہ کے بعد تم کو سنایا تھا۔ کہ شیخ صاحب کہتے تھے۔ کہ مولوی صاحب نے غلط کہا ہے۔ ہم خلیفہ کو معزول کر سکتے ہیں۔ اور یہ اشتہار تمہارے اس خطبہ کی تردید میں ہیں۔ اس کا نہیں جواب دینا چاہئے۔ مگر میں تب میں نے جناب شیخ صاحب کے دونوں اشتہاروں کو خوب غور سے پڑھا۔

جوں جوں پڑھتا جاتا تھا۔ میری حیرت بڑھتی جاتی تھی۔ یہاں تک کہ بعض تحریروں کو پڑھکر مجھے یہ شبہ ہونے لگا۔ کہ یہ شیخ عبدالرحمن صاحب مصری کی لکھی ہوئی نہیں۔ کیونکہ وُہ صریح غلط اور جاہلانہ باتیں تھیں۔ جو کہ ایک عالم فاضل کی شان سے بالکل بعید تھیں۔ اور بعض ایسے امور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف منسوب کئے ہوئے تھے۔ جن کو کوئی پڑھا لکھا احمدی کبھی حضوؑر کی طرف منسوب نہیں کر سکتا۔ مگر اس کی کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی تھی۔ کہ اور کوئی لکھکر شیخ صاحب کے نام پر شائع کرے تب ایک مشہور مصرع کسی قدر تغیر کے ساتھ میری زبان سے نکلا۔ مشہور تو یوں ہے "چو آشفتی الف با نا نہ دانی" (جب تو مبتلاء محبت ہو جائے تو الف بے بھی نہ جانے گا) لیکن میری زبان پر یوں جاری ہوا۔ ع

"چو برگشتی الف با نا نہ دانی"

(جب تو پھر گیا۔ تو پھر تو الف۔ بے بھی نہیں جانتا) تب مجھے سمجھ آگیا۔ کہ ہیں تو یہ جناب شیخ صاحب ہی کے لکھے ہوئے۔ مگر **بیت**

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد   میلش اندر طعنۂ پاکاں زند

(جب خدا کسی کا پردہ پھاڑنا چاہتا ہے۔ تو پاک بندوں پر طعن کرنے کی خواہش اس میں پیدا کر دیتا ہے)

البتہ اس سے مجھے خوشی بھی ہوئی۔ کہ میرے پیش کردہ دو امروں میں سے ایک امر کو تو سالم تسلیم کر لیا ہے۔ اور دوسرے کا کچھ حصہ مانا ہے۔ مگر اس کے بڑے حصہ سے انکار کیا ہے۔ جس کو مانا ہے وہ یہ ہے۔ کہ جن خلفاء کو خدا بناتا ہے۔ ان کو انسان معزول کرنے کے مجاز نہیں۔ اور دوسرا امر میں نے تو یہ پیش کیا تھا۔ کہ سب خلفاء کو خدا ہی بناتا ہے۔ مگر شیخ صاحب نے اس میں سے صرف اس قدر مانا ہے۔ کہ پہلے خلیفہ کو تو خدا ہی بناتا ہے۔ مگر اس کے بعد کے خلفاء کو خدا نہیں بناتا۔ بلکہ انسان بناتے ہیں۔

اب میں پہلے اپنا دعویٰ اور اس کے مقابل جناب شیخ صاحب کا دعویٰ لکھتا ہوں۔ اور اس کے بعد جناب شیخ صاحب کے ان حوالہ جات کو (کہ جن کو ہمارے دعویٰ کی تردید

اور اپنے دعویٰ کے اثبات کے لئے آپ نے اپنے اشتہار میں درج کیا ہے لکھوں گا اور
دعووں پر چسپاں کر کے دکھاؤنگا۔ کہ کیا وہ ہمارے دعویٰ کی تردید اور ان کے دعویٰ کا
اثبات کرتے ہیں یا نہ۔ اور ساتھ ہی یہ بھی بتاؤں گا۔ کہ جناب شیخ صاحب نے ان حوالجات
سے کام لینے میں کہاں تک دیانت و امانت سے کام لیا ہے۔ اور اس کے بعد میں زیادہ تر
سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے حوالوں سے اپنے دعویٰ کا اثبات اور
ان کے دعوے کی تردید کرونگا۔ اور کچھ آیت اور حدیث اور مسلّمہ قواعد سے۔

ہمارا یہ دعوےٰ ہے۔ کہ نبیؑ کے سب خلفاء کو خداوند تعالےٰ ہی مقرر فرماتا ہے۔

جناب شیخ صاحب کا یہ دعوےٰ ہے۔ کہ نبی کے پہلے خلیفہ کو تو خداوند تعالےٰ ہی خلیفہ
بناتا ہے۔ اور اس کے بعد جو خلفاء ہوتے ہیں۔ ان کو خداوند تعالےٰ خلیفہ نہیں بناتا۔ بلکہ
انسان ان کو خلیفہ بناتے ہیں۔

آیت استخلاف براہِ راست زیر بحث نہیں۔ بلکہ وہ اس لئے زیر بحث آتی ہے۔ کہ
ہم نے آیت استخلاف کو اپنے مذکورہ دعوےٰ کے ثبوت میں پیش کیا تھا۔ کہ لیستخلفنّہم
میں سب خلفاء کے خلیفہ بنانے کی نسبت اللہ کی طرف ہے یعنی اللہ نے تم میں سے ان سے
وعدہ کیا ہے۔ جو ایمان لائے۔ اور انہوں نے عمل صالح کئے۔ کہ ضرور ہی ان کو وہ خود خلیفہ
بنائے گا۔ مگر شیخ صاحب فرماتے ہیں۔ کہ اس کا یہ مطلب ہے۔ کہ پہلے خلیفہ کو اللہ تعالیٰ
خلیفہ بنائے گا۔ حالانکہ آیت میں ھُمْ ضمیر جمع ہے۔ جس کے معنے بلا شک و شبہ ہیں
کہ ان کو۔ اور اس کے معنے اول کے ہرگز نہیں۔ اور نہ ہی اس آیت میں کوئی اور ایسا لفظ
ہے۔ کہ جس کے معنے اول کے ہوں۔ اور نہ ہی اس کے معنے یوں ہو سکتے ہیں۔ کہ ان مذکورہ
مومنوں کو خلیفہ اول بنائے گا۔ آخر خلیفہ اول ایک مومن مرد ہوگا نہ بہت سے مومن۔ آیت
کا جو بھی مطلب لیا جائیگا۔ وہ آیت کے الفاظ ہی سے لیا جائے گا۔ اور یہ انسانی دماغ میں
آ ہی نہیں سکتا۔ کہ آیت میں تو لیستخلفنّھم بلفظ ضمیر جمع ہو۔ اور معنے اس کے ہو جائیں
پہلا خلیفہ۔ مگر جناب شیخ صاحب نے غضب تو یہ کیا ہے۔ کہ ان نامعقول معنوں کو جو کہ قرآن مجید
کے الفاظ کے بالکل خلاف ہیں سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی طرف

منسوب کر کے حوالے دینے شروع کر دیئے۔ کہ دیکھو اس حوالہ میں خدا کا حکم عدل مسیحؑ صاف صاف کہتا ہے۔ کہ آیت استخلاف میں صرف پہلے خلیفہ کا ذکر ہے۔ کہ خدا اس کو خلیفہ بنائے گا۔ اور اس کے بعد کے خلیفوں کا اس آیت میں ذکر نہیں۔ کہ ان کو خدا خلیفہ بنائے گا۔ کیا کوئی اس کو باور کر سکتا ہے۔ کہ خدا کا وہ مسیحؑ کہ جس کو خداوند تعالےٰ نے عربی زبان پر معجزانہ اقتدار دیا۔ وہ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ کے یہ معنے کرتا ہے۔ کہ خدا ضرور نبیؐ کے پہلے خلیفہ کو خلیفہ یا ایک مومن کو اس کا پہلا خلیفہ بنائے گا۔

جناب شیخ صاحب اپنے اشتہار میں پہلے اپنا خیال اور دعویٰ ان الفاظ میں لکھتے ہیں۔

"میرے نزدیک ان خلفاء میں سے جن کو قوم منتخب کرتی ہے۔ صرف پہلا خلیفہ ہی ایسا ہوتا ہے جس کے متعلق حضرت مسیح علیہ السلام کا عقیدہ ہے۔ کہ وہ آیت استخلاف کے ماتحت منتخب کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد آنے والے خلفاء کے متعلق آپؑ کا یہ عقیدہ ہرگز نہیں۔ کہ ان کے انتخاب میں اللہ تعالےٰ کا دخل ہوتا ہے۔"

اس کے بعد اپنے اس دعویٰ کے اثبات میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حوالہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

چنانچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔ صوفیاء نے لکھا ہے۔ جو شخص کسی شیخ یا رسول اور نبی کے بعد خلیفہ ہونیوالا ہوتا ہے۔ تو سب سے پہلے خدا کی طرف سے اس کے دل میں حق ڈالا جاتا ہے۔ جب کوئی رسول و مشائخ وفات پاتے ہیں۔ تو دنیا پر ایک زلزلہ آجاتا ہے۔ اور وہ ایک بہت ہی خطرناک وقت ہوتا ہے۔ مگر خدا کسی خلیفہ کے ذریعے اس کو مٹاتا ہے۔ اور پھر گویا اس امر کا ازسرِ نو اس خلیفہ کے ذریعہ اصلاح و استحکام ہوتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیوں اپنے بعد خلیفہ مقرر نہ کیا۔ اس میں بھی یہی بھید تھا۔ کہ آپؐ کو بھی خوب علم تھا۔ کہ اللہ تعالےٰ خود ایک خلیفہ مقرر فرما دیگا۔ کیونکہ یہ خدا کا ہی کام ہے۔ اور خدا کے انتخاب میں نقص نہیں۔ چنانچہ انہوں نے حضرت ابوبکر صدیقؓ اس کام کے واسطے خلیفہ بنایا۔ اور سب سے اول حق انہی کے دل میں ڈالا۔ (الحکم جلد ۱۲ نمبر ۲۷ مورخہ ۱۴ اپریل ۱۹۰۸ء صفحہ ۲)"

پہلے حوالہ کا جواب

اب ہم نے یہ دیکھنا ہے۔ کہ کیا اس حوالہ سے جناب شیخ صاحب کا مندرجہ بالا دعویٰ ثابت ہوتا ہے یا نہیں۔ سو واضح ہو۔ کہ جناب شیخ صاحب کے مندرجہ بالا خیال اور دعویٰ کے دو حصے ہیں۔ پہلا حصہ یہ ہے۔ کہ پہلا خلیفہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نزدیک آیت استخلاف کے ماتحت ہوتا ہے۔ اور اس کو خداوند تعالےٰ منتخب کرتا ہے۔ دُوسرا حصہ یہ ہے کہ حضورؑ کے نزدیک پہلے خلیفہ کے بعد کے خلفاء آیت استخلاف کے ماتحت نہیں ہوتے۔ اور ان کے انتخاب میں خدا کا کوئی دخل نہیں ہوتا۔ پہلے حصہ میں کوئی اختلاف نہیں۔ کیونکہ جب ہم سب خلفاء کو آیت استخلاف کے ماتحت مانتے ہیں۔ اور یقین رکھتے ہیں۔ کہ سب کو خدا ہی منتخب فرماتا ہے۔ اور سب میں پہلا خلیفہ بھی آجاتا ہے۔ لہٰذا جناب شیخ صاحب کو پہلے حصہ کے اثبات کے لئے کسی حوالہ کے پیش کرنے کی ضرورت نہیں۔ حوالہ پیش کرنے کی ضرورت صرف دوسرے حصہ کے اثبات کے لئے ہے۔ کیونکہ ہم اس کو نہیں مانتے۔ کہ پہلے خلیفہ کے بعد کے خلفاء آیت استخلاف کے ماتحت نہیں۔ اور ان کے انتخاب میں خدا کا کوئی دخل نہیں۔ اور جناب شیخ صاحب اس دوسرے حصہ کے مدّعی ہیں۔ لہٰذا حوالہ پیش کرنے کی ضرورت صرف اس دوسرے حصہ کے اثبات کے لئے ہے جس کو ہم نہیں مانتے۔ نہ پہلے حصہ کے لئے جس کو ہم بھی مانتے ہیں۔ مگر آپ الحکم کے اس حوالہ کو بار بار پڑھیں۔ اور خوب غور سے پڑھیں۔ آپ کو اس دوسرے حصہ کا نام و نشان تک نہیں ملیگا۔ اور ملے گا۔ تو صرف پہلا حصہ۔ جس کے ہم پہلے سے قائل ہیں۔ اور جس کے لئے جناب شیخ صاحب کو کسی حوالہ کے پیش کرنے کی قطعاً ضرورت نہ تھی چنانچہ جناب شیخ صاحب اس حوالہ کے درج کرنے کے بعد لکھتے ہیں، کہ:۔

"اس حوالہ کی عبارت پکار پکار کر کہہ رہی ہے۔ کہ نبی کی وفات کے بعد جس شخص نے خلیفہ ہونا ہوتا ہے۔ وہ خدا تعالےٰ کے انتخاب سے ہوتا ہے۔"

بے شک مگر چونکہ اس سے کسی کو انکار نہیں۔ لہٰذا آپ کی یہ پکار بے محل اور بے کار ہے یہاں پر تو ضرورت ایسے حوالہ کے درج کرنے کی تھی۔ کہ جس کی عبارت پکار پکار کر کہتی ہو۔ کہ پہلے خلیفہ کے بعد جو خلفاء ہوتے ہیں۔ ان کے انتخاب سے خدا بے دخل ہوتا ہے۔ یا بے دخل

کر دیا جاتا ہے۔ مگر افسوس کہ ایسا کوئی حوالہ درج نہیں کیا گیا۔ اور جو درج کیا ہے۔ وہ تو دھیمی اور پست آواز سے بھی یہ نہیں کہتا۔ کہ پہلے خلیفہ کے بعد کے خلفاء کے انتخاب میں خدا کا کوئی دخل نہیں ہوتا۔ بلکہ آگے چل کر میں بتاؤں گا۔ کہ پکار پکار کر کے ہی نہیں۔ بلکہ ڈنکے کی چوٹ سے مندرجہ حوالہ یہ بتا رہا ہے۔ کہ پہلے خلیفہ کے بعد کے خلفاء کو بھی خداوند تعالےٰ ہی منتخب فرماتا ہے۔ انشاء اللہ۔

لیکن پہلے میں یہ بتانا چاہتا ہوں۔ کہ بارہا ایسا ہوتا ہے۔ کہ جب انسان اپنے کسی مرغوب خیال میں منہمک ہوتا ہے۔ تو خواب میں بھی وہ اسی کو دیکھتا ہے۔ اور اسی کو اس ضرب المثل میں ادا کیا گیا ہے۔ کہ "بلی کو چھیچھڑوں کا خواب" اور گاہے اسی کی کانوں میں آوازیں آنے لگتی ہیں۔ یا بات کوئی اور ہوتی ہے۔ تو وہ شخص اس بات سے اپنے مدعا ہی کا نتیجہ نکالتا ہے۔ جیسے کہا کرتے ہیں۔ دو اور دو چار روٹیاں۔ اسی طرح بچپن میں مَیں نے اپنی وطنی زبان میں لوگوں کو یہ کہتے سُنا تھا۔ "ہوا چلی۔ بُوہا (دروازہ) ہلا ملّا نے کہا روٹی آئی"۔ اس عبارت سے تو کوئی آواز نہ آئی۔ کہ پہلے خلیفہ کے بعد کے خلفاء کے انتخاب میں خدا کا کوئی دخل نہیں مگر جناب شیخ کے خیال نے یہ آواز دیدی۔" اور اس کی وجہ بھی بیان فرما دی۔ کہ "نبی کی وفات پر دنیا پر ایک زلزلہ آتا ہے۔ اور وُہ ایک بہت ہی خطرناک وقت ہوتا ہے"۔ اس لئے خدا کے انتخاب کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ اس دین کو جس طرح اس نے نبی کے ذریعہ سے مستحکم کیا تھا۔ اسی طرح اس خلیفہ کے ذریعہ بھی کرے۔ لیکن اس کے بعد چونکہ وہ خطرناک وقت اور زلزلہ گذر جاتا ہے۔ اس لئے پھر خدا تعالےٰ کی طرف سے انتخاب کی ضرورت بھی باقی نہیں رہتی"۔ یہ محض جناب شیخ صاحب کے خیال کی آواز ہے۔ ورنہ اس حوالہ کی عبارت میں ہرگز یہ نہیں ہے۔ جو کہ شیخ صاحب نے لکھا ہے۔ کہ:۔" لیکن اس کے بعد چونکہ وہ خطرناک وقت اور زلزلہ گذر جاتا ہے اس لئے پھر خدا تعالےٰ کی طرف سے انتخاب کی ضرورت بھی باقی نہیں رہتی"۔ بلکہ اس حوالہ میں اس کی تصریح ہے۔ کہ وہ خطرناک وقت اور زلزلہ پھر آتا ہے۔ لہذا پھر دوبارہ خدا کے انتخاب کی ضرورت پیش آتی ہے۔ اور پھر اسی طرح سہ بارہ وھلمّ جرًا۔ اور وہ تصریح اس طرح ہے۔ کہ خدا کے مسیح کے اس حوالہ میں دو لفظ ہیں۔ ایک رسول اور دوم مشائخ بلفظ جمع اور

حضرت صاحب دونوں کو ملاکر فرماتے ہیں۔ کہ:۔"جب کوئی رسول و مشائخ وفات پاتے ہیں۔ تو دنیا پر ایک زلزلہ آجاتا ہے۔ الخ" جس سے بتصریح معلوم ہوتا ہے۔ کہ جس طرح رسول کی وفات پر ایک زلزلہ دنیا پر آتا ہے۔ اسی طرح مشائخ میں سے ہر شیخ کی وفات پر بھی دنیا پر ایک زلزلہ آتا ہے۔ اور رسول کی وفات پر جو دنیا پر زلزلہ آتا ہے۔ اور اس ضرورت کی وجہ سے خدا تعالےٰ اس رسول کا خلیفہ منتخب کرتا ہے۔ اور وہ خلیفہ بھی یا رسول ہوتا ہے یا شیخ من المشائخ۔ جیسا کہ حدیث میں آیا ہے۔ کہ پہلے انبیاء کے خلفاء نبی ہوتے تھے۔ مگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد جو خلفاء راشدین ہونگے وہ سب نبی نہیں ہونگے لیکن ان کے مشائخ ہونے میں کوئی شک و شبہ نہیں۔ پہلے دونوں خلیفوں کو تو دنیا نے شیخین ہی کا لقب دیا ہوا ہے۔ پس جب ہر خلیفہ نبی یا شیخ ہے۔ اور یہ حوالہ بتاتا ہے۔ کہ ہر نبی اور ہر شیخ کی وفات کے بعد دنیا پر زلزلہ آتا ہے۔ اور ہر ایسے زلزلہ کے دور کرنے کے لئے خدا خلیفہ مقرر کرتا ہے۔ پس یہ حوالہ اس کی تصریح ہے۔ کہ ہر ایک خلیفہ کو خدا منتخب کرتا ہے وھو المرام۔ جب سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام صاف اور واضح عبارت میں ہر ایک رسول اور ہر ایک شیخ کی وفات کے بعد دنیا پر زلزلہ آنا بیان فرماتے ہیں۔ اور اگر دنیا میں مشائخ ہوتے ہیں اور ضرور ہوتے ہیں۔ تو پھر ابوبکرؓ و عمرؓ اور ہر ایک خلیفہ اوّل درجہ پر مشائخ میں داخل ہیں۔ اور ان میں سے ہر ایک کی موت کے بعد دنیا پر زلزلہ آنا اس حوالہ کی بناء پر ضروری ہے۔ اور واقع پر نظر ڈالنے سے بھی یہ ثابت ہے۔ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام خدا کے نبی اور رسول تھے۔ آپ کی وفات کے بعد دنیا پر زلزلہ آیا۔ پر کیا آپ کے خلیفہ اور شیخ اعظم کی وفات کے بعد دنیا پر زلزلہ نہیں آیا۔ آیا اور ضرور آیا۔ اور شدید ترین آیا۔ اگر خدا تعالےٰ اپنے محمودؓ کو منتخب کرکے خلیفہ نہ بناتا۔ تو اس وقت خدا کے مسیحؑ کی نبوّت اور رسالت اور آپؑ کے سلسلہ کی خلافت دنیا سے مٹی ہوئی ہوتی۔ اور احمدی جماعت کا علیحدہ وجود صفحۂ دنیا سے حرفِ غلط کی طرح مٹایا ہوا ہوتا۔ پس ہمارا مشاہدہ ہے۔ کہ جس طرح خدا کے مسیحؑ کی وفات کے بعد دنیا پر زلزلہ آیا۔ حضورؑ کے خلیفہ اول کی وفات کے بعد بھی زلزلہ آیا۔ اور جس طرح حضورؑ کی وفات

کے بعد کے زلزلہ نے ضروری قرار دیا تھا۔ کہ خدا تعالےٰ کسی خلیفہ کو منتخب کر کے اس زلزلہ کو اس کے ذریعہ سے مٹائے۔ اسی طرح حضورؑ کے خلیفہ اول اور شیخ اعظم کی وفات کے بعد کے زلزلہ نے ضروری قرار دیا۔ کہ خدا تعالےٰ کسی خلیفہ کو منتخب کر کے اس کے ذریعہ سے اس زلزلہ کو مٹائے۔ جو کہ اس خلیفہ اول کی وفات کے بعد دنیا پر آیا تھا۔ پس خدا کے فضل کے ساتھ ہیں تے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس حوالہ کی نص صریح سے اکہ جس کو جناب شیخ صاحب نے یہ ثابت کرنے کے لئے کہ نبی کے پہلے خلیفہ کو تو خدا انتخاب کرتا ہے۔ مگر اس کے بعد کے خلفاء کے انتخاب میں خدا کا کوئی دخل نہیں ہوتا۔ سب سے پہلے اور اول نمبر پر پیش کیا تھا) یہ ثابت کر دیا ہے۔ کہ جس طرح نبی کا پہلا خلیفہ خدا منتخب کرتا ہے اسی طرح اس کے بعد کے خلفاء کو بھی خدا ہی منتخب فرماتا ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک

اب آپ غور فرمائیں۔ کہ جناب شیخ صاحب نے اپنے دعویٰ کے اس دوسرے حصہ کے ثابت کرنے کے لئے کہ صرف اسی میں ہمارا شیخ صاحب سے اختلاف ہے کس قدر دھوکہ اور خیانتِ مجرمانہ اور تحریف سے کام لیا ہے۔ سارا حوالہ نقل کرتے ہوئے اس حوالہ کا دوسرا فقرہ یوں لکھا ہے:-

"جب کوئی رسول و مشائخ وفات پاتے ہیں۔ تو دنیا پر ایک زلزلہ آجاتا ہے اور وہ ایک بہت ہی خطرناک وقت ہوتا ہے۔ الخ"

جس میں رسول و مشائخ وفات پاتے ہیں صاف لکھا ہوا موجود ہے۔ اور اپنے دعویٰ کے دوسرے حصہ کو جب اس فقرہ سے ثابت کرنے کے لئے اس فقرہ کو نقل کرتے ہیں تو یوں لکھتے ہیں:-

"اور اس کی وجہ بھی بیان فرما دی۔ کہ" نبی کی وفات پر دنیا پر ایک زلزلہ آتا ہے۔ اور وہ ایک بہت ہی خطرناک وقت ہوتا ہے۔ اس لئے خدا کے انتخاب کی ضرورت ہوتی ہے۔ الخ"

اور اس کی وجہ بھی بیان کر دی۔ کہ کے بعد نقل کا "یہ نشان لکھکر لکھا ہے۔ نبی کی وفات پر دنیا پر ایک زلزلہ آتا ہے۔ اور وہ ایک بہت ہی خطرناک وقت ہوتا ہے۔ کے بعد نقل کے

ختم کا یہ نشان بھی لکھا ہوا ہے "" جو یہ ظاہر کرتے ہیں۔ کہ ان دونوں نشانوں (" ") کے درمیان جو عبارت ہے۔ وہ بعینہٖ نقل مطابق اصل ہے۔ مگر اصل میں تو رسول کے بعد "ومشائخ" بھی ہے۔ لیکن اس میں "ومشائخ" کو کھا گئے ہیں۔ اس لئے کہ "ومشائخ" اگر لکھتے ہیں۔ تو وہ ان کا ہاتھ پکڑ لیتا ہے۔ اور ان کو یہ نہیں لکھنے دیتا۔ کہ اس لئے اس کی ضرورت نہ رہی۔ کیونکہ نبی کی وفات کی طرح جب مشائخ کی وفات پر بھی دنیا پر ایک زلزلہ آتا ہو۔ اور وہ ان کے لئے بہت ہی خطرناک وقت ہو۔ پھر تو یہ ضرورت ہر خلیفہ کی وفات پر پیش آتی ہوئی اور یہ لکھنا غلط ہو جاتا کہ پھر خدا کے انتخاب کی ضرورت ہی نہ رہی پس یہ کس قدر خیانت مجرمانہ ہے۔ کہ "ومشائخ" اصل حوالہ میں خود درج کرتے ہیں۔ اور معًا بعد جب اس سے استدلال کرتے ہیں۔ تو "ومشائخ" کو حذف کر کے اپنی مطلب براری کرتے ہیں۔ اگر شیخ صاحب کے اس کرتوت کو بامحاورہ ادا کیا جائے۔ تو سوائے اس کے کہ یوں لکھا جائے۔ کہ جناب شیخ صاحب نے "ومشائخ" کو حذف کر کے بددیانتی اور دجل سے کام لیا، مگر ان کے اس گند کو صحیح طور پر ادا کرنے والے گندے الفاظ و محاورات کے ساتھ اپنے دماغ کو گندہ کرنے سے اجتناب ہی بہتر ہے۔

پھر عجیب بات یہ ہے۔ کہ باوجود اس خیانت مجرمانہ اور تحریف کے حوالہ کے مسخ کردہ فقرہ کا مفہوم صرف اس قدر ہے۔ کہ نبی کی وفات پر دنیا پر زلزلہ اور سخت خطرناک وقت آتا ہے۔ اس لئے خدا تعالےٰ خلیفہ مقرر کرتا ہے۔ اور بس۔ اور اس سے ہرگز یہ مفہوم نہیں ہوتا۔ کہ اس کے سوا کسی اور صورت میں زلزلہ اور سخت خطرناک وقت نہیں آتا۔ کیا اگر کوئی یہ کہے۔ کہ زید کے مرنے یا نمبردار کے مرنے سے گاؤں کو بڑی تکلیف ہوئی ہے تو کیا اس کا یہ مفہوم ہوگا۔ کہ کسی اور شخص یا عہدہ دار کی وفات سے یا کسی اور وجہ سے کبھی گاؤں والوں کو تکلیف نہیں ہوئی۔ ہاں جس کا دماغ پھرا ہوا ہو۔ وہی یہ کہہ سکتا ہے یا وہ جو بے حیا بن کر دھوکا دینا چاہتا ہو۔ وہ جو چاہے کہہ سکتا ہے۔ ؎

اذا لم تستحي فاصنع ما شئت

بے حیا باش ہر چہ خواہی کن ؎

پس یہ بالکل یقینی اور قطعی بات ہے۔ کہ جناب شیخ صاحب کے مسخ کردہ حوالہ سے بھی ہرگز

یہ مفہوم نہیں ہوتا۔ کہ اس کے سوا یا اس کے بعد خدا کے خلیفہ مقرر کرنے کے لئے کوئی ضرورت پیش نہیں آئے گی۔ بلکہ اس حوالہ سے صرف اسی قدر مفہوم ہوتا ہے۔ کہ نبی کی وفات پر ضرورت پیش آتی ہے۔ اور اس سے شیخ صاحب کے دعوے کا دوسرا حصہ (پہلے خلیفہ کے بعد کے خلفاء کے انتخاب میں خدا کا کوئی دخل نہیں ہوتا) ثابت نہیں کیا جا سکتا جب تک کہ اس کے ساتھ از خود یہ نہ ملایا جائے۔ کہ اس کے بعد یہ ضرورت نہ رہی۔ پس شیخ صاحب نے حوالہ مذکور کے منقولہ فقرہ کو مسخ کر کے لکھنے کے بعد یہ لکھ دیا۔ کہ اس کے بعد اس کی ضرورت نہ رہی۔ تا کہ سرسری نظر سے پڑھنے والا یہ سمجھ لے۔ کہ حوالہ مذکورہ کا یہ بھی حصہ ہے۔ کہ اس کے بعد اس کی ضرورت ہی نہ رہی۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ جناب شیخ صاحب نے اس طریق سے دھوکا دینے کی خوب مشق کر لی ہے۔ چنانچہ ان دونوں اشتہاروں میں جو حوالے درج کئے ہیں۔ ان میں سے اکثر کے ساتھ یہی عمل کیا ہے کہ اپنے پاس سے ایک بات چپکے سے حوالہ کے ساتھ ملا دی ہے۔ اور حوالہ سے نہیں اپنے پاس سے ملائی ہوئی بات سے آپ کا دعوے ثابت ہوتا ہے۔ اور لکھ دیتے ہیں کہ اس حوالہ سے یہ ثابت ہوتا ہے۔ حالانکہ حوالہ سے نہیں۔ بلکہ ان کی اپنی ملائی ہوئی بات سے ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ ان کو اپنے اس دھوکا پر یقین ہوتا ہے۔ کہ پڑھنے والا میری بات کو حوالہ ہی کا جزو سمجھ کر یقین کر لے گا۔ کہ اس حوالہ سے یہ ثابت ہؤا ہے۔ مگر شیخ صاحب کو یقین رکھنا چاہیئے۔ کہ ؎

کس نہ گوید کہ دوغ من ترش است لیک رنداں چشیدہ میگیرند

جناب شیخ صاحب نے اپنے اس غلط ادعا کے لئے کہ (خدا صرف پہلے خلیفہ کو منتخب فرماتا ہے۔ اور اس کے بعد کے خلفاء کے انتخاب میں خدا کا کوئی دخل نہیں ہوتا۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتاب سر الخلافہ) کے صفحہ ۱۷ - اور ۱۸ کا حوالہ درج کیا ہے۔ کتاب کی عبارت عربی ہے۔ اس کو درج نہیں کیا۔ بلکہ اس کا ترجمہ درج کیا ہے۔ مگر ترجمہ اپنے مطلب کے مطابق کرنے کے لئے ایسا شدید ترین غلط کیا ہے۔ کہ جس کی نسبت ہرگز یہ خیال نہیں ہو سکتا۔ کہ جناب شیخ صاحب کو غلطی لگ گئی ہو گی۔ اس لئے کہ وہ

غلطی ایسی ہے۔ کہ ایک مولوی فاضل سے جو عربی زبان کی تکمیل کے لئے مصر میں کئی سال گذار چکا ہو۔ ایسی بدترین غلطی کا احتمال ہو ہی نہیں سکتا۔ اور پھر ایسی غلطی جب اس کی مطلب برآری کرتی ہو۔ تو سخت قابلِ افسوس ناقابل لاندفاع خیال مترجم کی دیانت کے متعلق دل ودماغ پر مستولی کرنے کی ضرور موجب ہوجاتی ہے۔ ایسی غلطی کی برائی ظاہر کرنے اور سامعین کو بتانے کے لئے عام محاورہ میں جو الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔ اخلاق ان کے استعمال سے مجھے روکتے ہیں

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سرّ الخلافہ کے صفحہ ۱۳ پر فرماتے ہیں:۔

"فاعلم ایھا العزیز ان حزبا من علماء الشیعۃ ربما یقولون ان خلافۃ الاصحاب الثلثۃ ما ثبت من الکتاب والسنۃ۔ واما خلافۃ سیدنا المرتضٰی واسد اللہ الاتقی فثبت من وجوہ شتّٰی وبرھان اجلی۔ فلزم من ذالک ان یکون الخلفاء الثلثۃ غاصبین ظالمین اٰثمین فان خلافتھم ما ثبت من خاتم النبیین وخیر المرسلین۔ اما الجواب فلا یخفٰی الخ۔"

ترجمہ:۔ پس اے عزیز تمہیں معلوم ہو۔ کہ شیعہ کے علماء کا ایک گروہ بار ہا کہا کرتا ہے۔ کہ تینوں صحابہ (ابوبکرؓ۔ عمرؓ۔ عثمانؓ) کی خلافت قرآن وحدیث سے ثابت نہیں ہوتی لیکن سیدنا حضرت علی مرتضٰی شیرِ خدا اتقی کی خلافت کئی وجوہ اور روشن ترین برہان سے ثابت ہے۔ پس اس سے لازم آتا ہے۔ کہ یہ تینوں خلیفے غاصب ظالم اور شریر تھے۔ کیونکہ ان کی خلافت خاتم النبیین اور خیر المرسلین سے ثابت نہیں۔ اس کا جواب پس مخفی نہیں الخ

حضورؑ کی عبارت سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس کتاب میں اور اس جواب میں شیعوں کے اس عقیدہ کی تردید مقصود ہے۔ کہ حضرت علیؓ ہی خلیفہ برحق ہیں۔ اور انہی کی خلافت قرآن وحدیث سے ثابت ہے۔ اور ان سے پہلے کوئی خلیفہ برحق نہ تھا۔ اور ان کی خلافت قرآن وحدیث سے ثابت نہیں۔ اور پھر صاف ظاہر ہے۔ کہ یہ کتاب شیعوں کی تردید میں ہے۔ اور شیعوں کا خلافت کے بارہ میں یہی عقیدہ ہے۔ کہ خلفاء اربعہ میں سے صرف حضرت علیؓ ہی خلیفہ ہیں۔ اور ان سے پہلے تینوں خلفاء خلیفہ نہ تھے۔ بلکہ غاصب تھے

اوران کا ہرگز ہرگز یہ عقیدہ نہیں۔ کہ سیدنا ابوبکرؓ کے ساتھ ان کے زمانہ کے بعد بھی کوئی خلیفہ ہے۔ یعنی ابوبکر بھی خلیفہ ہیں۔ اوران کے زمانہ کے بعد بھی حضرت عمرؓ عثمانؓ۔ اور علیؓ خلیفہ ہیں۔ تو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کی تردید کرتے ہوئے فرماتے کہ تم غلط کہتے ہو۔ کہ ابوبکر کے ساتھ عمر اور عثمان بھی خلیفہ ہیں۔ یہ تو بجائے شیعوں کی تردید کے اہل السنت والجماعت اور حنفی مذہب والوں کی تردید ہوگی۔ جن میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام خود بھی شامل ہیں۔ کیونکہ یہ سب ابوبکرؓ کے ساتھ حضرت عمرؓ اور عثمانؓ کو بھی خلیفہ یقین کرتے ہیں۔ اور جب حضورؑ کی اس عربی عبارت کے وہ معنے ہوں۔ جو کہ جناب شیخ صاحب نے سرالخلافہ کے حوالہ کے کئے ہیں۔ تو اس کے ساتھ سب سے پہلے اپنی ہی تردید ہوگی۔ حضرت صاحب نے اسی کتاب میں انہی صفحوں میں بیان فرمایا ہے۔ کہ حدیثیں اور روایتیں ایک ظنی چیز ہیں۔ یقین کا موجب صرف قرآن مجید ہے۔ اور قرآن مجید کی آیات میں سے حضور نے آیت استخلاف ہی کو خلفاء کی خلافت کی دلیل قرار دیا ہے۔ اور ظاہر اور بالکل ظاہر ہے۔ کہ جب حضورؑ کے نزدیک صرف آیت استخلاف ہی خلفاء کی خلافت کے ثبوت کی دلیل اور معیار ہے۔ تو پھر جس شخص کی خلافت آیت استخلاف کے ماتحت آئیگی۔ اور یہ آیت اس کی خلافت پر منطبق ہوگی۔ اس کی خلافت ثابت ہوگی۔ اور جس شخص کی خلافت اس آیت استخلاف کے ماتحت نہیں آئے گی۔ اور یہ آیت اس کی خلافت پر منطبق نہیں ہوگی حضورؑ کے بیان کے مطابق اس کی خلافت ثابت نہیں ہوگی۔ اور جس کی خلافت ثابت نہیں ہوگی۔ نہ ہی وہ واقع میں خلیفہ ہوگا۔ اور نہ ہی حضورؑ کے نزدیک وہ خلیفہ ہوگا۔ کیونکہ جب حضورؑ کے نزدیک روایات ظنی ہونے کی وجہ سے مثبت خلافت نہیں ہوسکتیں۔ اور قرآن مجید میں خلافت کے لئے یہی ایک آیت استخلاف دلیل اور معیار ہے۔ تو پھر جس شخص کی خلافت اس آیت سے ثابت نہ ہو۔ وہ حضور کے نزدیک یقینی طور پر کب خلیفہ ہوسکتا ہے۔ پس صفحہ ۱۷ اور ۱۸ سرالخلافہ کا اگر یہ صحیح ترجمہ اور مفہوم ہے۔ جو کہ جناب شیخ صاحب نے اپنے اشتہار میں لکھا ہے جس کا خلاصہ جناب شیخ صاحب ہی کے الفاظ میں یہ ہے۔ کہ "صرف پہلا خلیفہ ہی (ابوبکرؓ) آیت استخلاف کے ماتحت منتخب ہوا ہے۔ اس کے بعد آنیوالے خلفاء (عمرؓ عثمانؓ) کی خلافت

پر آیات استخلاف کو محمول ہی نہیں کیا جا سکتا۔ (اور) نہ ہی ان کے انتخاب میں اللہ تعالیٰ کا کوئی دخل ہے " تو پھر حضور کا وہ عقیدہ جو سر الخلافہ کے صفحہ ۱۷۔ اور ۱۸ میں حضور نے بیان فرمایا ہے۔ وہ یہ ہوا۔ کہ خلیفہ صرف ابو بکرؓ ہی ہے۔ اور ان کے زمانہ کے بعد کوئی شخص (عمرؓ۔ عثمانؓ) خلیفہ نہیں۔ کیونکہ خلیفہ وہ ہے۔ جو آیت استخلاف کے ماتحت ہو۔ اور خدا اس کو خلیفہ بنائے۔ اور وہ صرف ابو بکرؓ ہیں۔ جن کی خلافت آیت استخلاف کے ماتحت ہے۔ اور جن کو خدا نے منتخب کیا ہے۔ اور ان کے زمانہ کے بعد کسی شخص (عمرؓ۔ عثمانؓ) کی خلافت آیت استخلاف کے ماتحت نہیں ہے۔ اور نہ ہی اس کے انتخاب میں خدا کا کوئی دخل ہے۔ لہذا وہ شخص (عمر۔ اور عثمان) خلیفہ نہیں۔ نہ یہ کہ خلیفہ تو ابو بکرؓ۔ عمرؓ۔ عثمانؓ سب ہی ہیں۔ مگر خدا کا منتخب کردہ خلیفہ صرف ابو بکرؓ ہیں اور عمرؓ۔ عثمان خلیفہ ہیں۔ مگر خدا کا ان کے انتخاب میں کوئی دخل نہیں۔ پس جناب شیخ صاحب صفحہ ۱۷۔ ۱۸ کا ترجمہ تو وہ کرتے ہیں۔ جس سے صاف صاف یہ ثابت ہو۔ کہ صرف ابو بکر خلیفہ ہے۔ اور عمرؓ۔ عثمانؓ خلیفہ نہیں ہیں۔ اور نتیجہ یہ نکالتے ہیں۔ کہ تینوں خلیفے ہیں۔ مگر ابو بکر خدا کا منتخب کردہ ہے۔ اور عمرؓ۔ عثمان کے انتخاب میں خدا کا کوئی دخل نہیں۔ بلکہ ان کو صرف انسانوں نے منتخب کیا ہے۔ آیت استخلاف میں تو صرف انہی خلفاء کا ذکر ہے۔ جن کو خدا انتخاب کرتا ہے۔ پر وہ خلیفے جن کے انتخاب میں خدا کا دخل نہ ہو۔ ان کا ذکر کہاں ہے کیا جناب شیخ صاحب کوئی ایسی آیت ہمیں بتائیں گے۔ کہ جس میں ان خلفاء کا ذکر ہو۔ کہ جن کے انتخاب میں خدا کا دخل نہیں ہوتا۔ یا اسی آیت استخلاف سے اپنے ان ایجاد کردہ خلفاء کا ثبوت دیں گے۔ کہ جن کے انتخاب سے آپ خدا کو بے دخل کرتے ہیں۔ جو شخص بھی صفحہ ۱۳۔ پر پڑھیگا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام شیعہ علماء کے اس قول کی تردید فرما رہے ہیں۔ کہ قرآن مجید اور احادیث سے ابو بکر و عمر و عثمان کی خلافت ثابت نہیں ہوتی۔ بلکہ صرف حضرت علیؓ ہی کی خلافت قرآن و حدیث سے ثابت ہوتی ہے۔ وہ کبھی صفحہ ۱۷۔ اور صفحہ ۱۸ کے یہ معنے نہیں کرے گا۔ کہ قرآن مجید کی آیت استخلاف کے ماتحت صرف حضرت ابو بکرؓ کی خلافت ہے۔ اور ان کے سوا یا ان کے بعد کسی کی خلافت اس کے ماتحت نہیں۔ خواہ عمر ہو یا عثمان۔ کیونکہ ان معنوں کی رُو سے تو سب سے پہلے اپنی ہی تردید ہوتی ہے۔ اور

شیعوں کی ایک حد تک تصدیق ہوتی ہے۔ کیونکہ شیعہ علماء کہتے ہیں۔ کہ ابو بکر و عمر اور عثمان کی خلافت قرآن سے ثابت نہیں۔ اور ان معنوں کی رو سے گویا حضرت صاحب نے یہ تو مان لیا۔ کہ بے شک عمر اور عثمان کی خلافت تو قرآن سے ثابت نہیں۔ البتہ حضرت ابو بکر کی ثابت ہے پس جو عبارت کہ حضور نے شیعہ علماء کے اس قول کی تردید کے لئے لکھی تھی۔ اس کے ایسے معنے کرنے قطعاً جائز نہیں۔ جن سے شیعوں کے اس قول کی بڑی حد تک تصدیق و تائید ہو اور اپنے مذہب کی بڑی حد تک تردید ہو اور پھر معنے بھی ایسے جو کہ خلاف زبان ہوں چنانچہ حضور کی عبارت اور جناب شیخ صاحب کا ترجمہ پیش کر کے دکھاتا ہوں۔ کہ یہ ترجمہ اپنی غرض حاصل کرنے کے لئے زبانِ عربی کے بالکل خلاف ہے۔ صفحہ ۱۸ کی جس عبارت کا شیخ صاحب نے ترجمہ اشتہار میں درج کیا ہے۔ وہ عبارت یہ ہے :-

وعلمت ان الصدیق اعظم شاناً و ارفع مکاناً من جمیع الصحابۃ و هو الخلیفۃ الاول بغیر الاسترابۃ۔ وفیہ نزلت ایات الخلافۃ۔ وان کنتم زعمتم یا عدا الثقافۃ ان مصداقھا غیرہ بعد عصرہ فأتوا بنص خبرہ ان کنتم صادقین۔

اس عبارت کا ترجمہ جناب شیخ صاحب نے یہ کیا ہے :-

"مجھے علم دیا گیا ہے۔ کہ حضرت صدیقؓ کی شان تمام صحابہ سے بڑھکر اور آپ کا مقام تمام صحابہ سے بلند تھا۔ اور آپ ہی بغیر کسی شک و شبہ کے پہلے خلیفہ تھے اور آپ ہی کے بارہ میں خلافت کی آیات نازل ہوئی ہیں۔ اے عقل کے دشمنو! اگر تم یہ خیال کرتے ہو۔ کہ آیت استخلاف کا مصداق حضرت ابو بکر کے زمانے کے بعد کوئی اور بھی ہے۔ تو اس کے متعلق یقینی خبر پیش کرو۔ اگر تم سچے ہو۔ اور اگر تم پیش نہ کر سکو۔ اور تم ہرگز پیش نہ کر سکو گے۔ تو تم نیکوں کے دشمن مت بنو"

اب اس عبارت کہ ان مصداقھا غیرہ بعد عصرہ کا ترجمہ یہ ہے۔ کہ "آیت استخلاف کا مصداق حضرت ابو بکر کے زمانہ کے بعد کوئی اور بھی ہے" صریح غلط ہے۔ بلکہ اگر اخلاق اجازت دیتے۔ تو میں یوں لکھتا۔ اور یہ لکھنا بالکل صحیح ہوتا۔ کہ یہ صریح دجل ہے۔ اور دجل

بھی ایسا کہ جس میں جناب شیخ صاحب مصری نے شیخ نجدی کے بھی کان کاٹ ڈالے ہیں
مگر باوجود اس کے صحیح ہونے کے میں ایسا لکھنے سے معذور ہوں۔ اس ترجمہ میں جو لفظ بھی
ہے۔ اس کے مقابل اصل عربی عبارت میں کوئی ایسا لفظ موجود نہیں۔ کہ جس کا ترجمہ یہ بھی ہو۔ شیخ
صاحب خواہ ہزار کوشش کریں وہ قیامت تک سر الخلافہ کی اس عبارت میں کہ جس کا ترجمہ
جناب شیخ صاحب نے درج کیا ہے ہرگز کوئی ایسا لفظ نہیں دکھا سکتے کہ جس کا ترجمہ بھی ہو مگر
یہ بھی گو ایک مختصر سا ایک لفظ ہے۔ مگر اس مختصر لفظ کے از خود ایزاد کر کے یہ حوالہ جناب شیخ
صاحب کے مقصد کو پورا کرنے والا بن جاتا ہے۔ اور اگر بھی سے اس ترجمہ کو پاک کر دیا جائے۔
جیسا کہ کتاب کی عربی عبارت کا یہ فقرہ ایسے لفظ سے پاک ہے۔ کہ جس کا ترجمہ "بھی" ہو۔ تو
بھی نہ ہونے کی صورت میں اس فقرہ کا مفہوم یہ ہو جاتا ہے۔ کہ اگر تم یہ خیال کرتے ہو کہ
ابوبکر تو اس آیت کے مصداق نہیں۔ بلکہ ان کے زمانہ کے بعد کوئی اور شخص (علیؓ) اس کا مصداق ہے
جیسا کہ شیعوں کا قول ہے۔ لیکن اس سے شیخ صاحب کا مطلب حاصل نہیں ہوتا۔ کیونکہ ان
کا مقصد تو یہ ہے۔ کہ حضرت ابوبکرؓ تو آیت کا مصداق ہیں۔ مگر ان کے بعد کوئی بھی اس کا
مصداق نہیں۔ لیکن جب "بھی" زائد ہو۔ تو پھر مفہوم یہ ہو جاتا ہے۔ کہ حضرت ابوبکر تو اس کے
مصداق ہیں۔ مگر کیا ان کے زمانہ کے بعد کوئی اور بھی (عمر۔ عثمان) ابوبکرؓ کے ساتھ اس کے
مصداق ہیں۔ اور یہ مفہوم جناب شیخ صاحب کے مقصد کے مطابق ہے۔ کیونکہ جب حضرت
صاحب اس کی تردید کرتے ہیں۔ تو پھر حضرت صاحب کا مذہب یہ ہو گیا۔ کہ حضرت ابوبکر تو اس
کے مصداق ہیں۔ اور ان کے زمانہ کے بعد ان کی طرح اور ان کے ساتھ اس کا اور کوئی
مصداق نہیں۔ یہ کس قدر بری بات ہے۔ کہ اپنا مطلب ثابت کرنے کے لئے دوسرے شخص
کے کلام کو بگاڑ کر پیش کیا جائے۔ اگر شیخ صاحب حضورؑ کی کتاب سر الخلافہ کے
صفحہ ۸ والی عبارت میں کوئی ایسا لفظ بتا دیں۔ کہ جس کا ترجمہ "بھی" ہو۔ تو جناب شیخ صاحب کے
اس کمال پر عللہ روپے بطور انعام ان کی خدمت میں پیش کرونگا۔ جناب شیخ صاحب نے
اس سارے اشتہار میں اس مشہور ضرب المثل پر عمل کیا ہے۔ کہ دو اور دو چار روٹیاں ایک
دعویٰ کرتے ہیں۔ اور اس کے اثبات کے لئے ایک حوالہ نقل کرتے ہیں۔ جس میں اس دعویٰ

کا نام و نشان تک نہیں ہوتا۔ مگر اپنے پاس سے ایک بات کہکر پکارنے لگ جاتے ہیں۔ کہ دیکھو یہ حوالہ پکار پکار کر میرے دعویٰ کی تائید و تصدیق کرتا ہے۔ مثلاً الحکم کے حوالہ میں قطعاً اس بات کا ذکر نہیں۔ کہ پہلے خلیفہ کے بعد جو خلفاء ہوتے ہیں۔ ان کو خدا منتخب نہیں کرتا۔ بلکہ اس میں صرف اس کا ذکر ہے۔ کہ رسول اور مشائخ کی وفات کے بعد خدا وند تعالےٰ ان کا خلیفہ منتخب کرتا ہے لیکن شیخ صاحب نے از خود یہ کہکر کہ رسول کی وفات پر جس ضرورت کی وجہ سے خدا خلیفہ منتخب کرتا ہے۔ وہ ضرورت بعد میں نہیں رہتی۔ اس لئے ان کے بعد کے خلفاء کے انتخاب میں خدا کا دخل نہیں ہوتا۔ اور اس حوالہ میں "یہ بھی" نہیں۔ کہ وہ ضرورت بعد میں نہیں ہوتی۔ بلکہ اس حوالہ میں صراحتاً یہ ذکر ہے۔ کہ جس طرح رسول کی وفات پر وہ ضرورت پیش آتی ہے۔ تو خدا کوئی خلیفہ منتخب کرتا ہے۔ اسی طرح مشائخ میں سے بھی جب کوئی فوت ہوتا ہے۔ تب بھی وہی ضرورت پیش آجاتی ہے۔ تو خدا تعالےٰ اس کا بھی کوئی خلیفہ منتخب کرتا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ مشائخ کے سر پر کوئی سینگ نہیں ہوتا۔ خلفاء تو سب سے بڑے مشائخ ہوتے ہیں۔ لہٰذا سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریر کے مطابق جس طرح رسول کی وفات کے بعد وہ ضرورت پیش آتی ہے۔ جس کی وجہ سے خداوند تعالےٰ خلیفہ مقرر فرماتا ہے۔ اسی طرح اس خلیفہ کی وفات پر بھی جو کہ مشائخ میں سے ایک عظیم الشان شیخ ہوتا ہے۔ وہ ضرورت ضرور پیش آتی ہے۔ کہ جس کی وجہ سے خدا تعالےٰ کسی کو خلیفہ منتخب فرماتا ہے۔ اور اسی طرح ہر ایک خلیفہ کی وفات پر۔ پس یہ کتنا بڑا ظلم ہے کہ یہی نہیں کہ پہلے خلیفہ کے بعد کے خلفاء کے انتخاب سے خدا کا بے دخل ہونا اس حوالہ میں مذکور نہیں۔ اور جناب شیخ صاحب نے اپنے پاس سے بطریق مذکور لکھکر پکارنا شروع کر دیا۔ کہ اس حوالہ کی عبارت پکار پکار کر کہہ رہی ہے۔ کہ پہلے خلیفہ کے بعد کے خلفاء کے انتخاب میں خدا کا کوئی دخل نہیں ہوتا۔ بلکہ حوالہ میں اس کا ذکر ہے۔ کہ پہلے خلیفہ کے بعد بھی خدا وند تعالےٰ ہی خلفاء کو منتخب فرماتا ہے۔ مگر جناب شیخ صاحب از خود یہ کہکر کہ بعد میں وہ ضرورت نہیں رہتی۔ اس لئے خدا وند تعالےٰ بعد کے خلفاء کے انتخاب سے بے دخل ہوتا ہے) شور کر رہے ہیں۔ کہ حوالہ کی عبارت پکار پکار کر یہ کہہ رہی ہے۔ کہ بعد کے خلفاء

کے انتخاب میں خدا کا کوئی دخل نہیں۔ پس یہ نو دو اور دو چار روٹیاں کے منقولہ سے بھی بڑھکر ہے۔ اسی طرح سر الخلافہ کے مذکورہ حوالہ میں کوئی لفظ موجود نہیں۔ کہ جس کا ترجمہ "بھی" ہو مگر جناب شیخ صاحب نے اپنے پاس سے بھی لگا کر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر یہ افترا کر دیا۔ کہ صفحہ ۸ اکے حوالہ میں حضور فرماتے ہیں۔ کہ آیت استخلاف کے مصداق ہونے میں ابو بکرؓ کے زمانہ کے بعد کوئی بھی ابو بکرؓ کے ساتھ شریک اور حصہ دار نہیں۔ حالانکہ شیخ صاحب کے لئے راہ نمائی کے لئے یہ امر کافی دلیل راہ تھا۔ کہ یہ سر الخلافہ اس گروہ کے خلاف لکھی گئی ہے۔ جن کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ ابو بکر خلیفہ نہیں۔ بلکہ حضرت علیؓ سے پہلے کوئی بھی خلیفہ نہیں۔ خلیفہ حضرت علیؓ ہیں۔ اور وہ خلیفہ بلا فصل ہیں۔ اور صفحہ ۱۳ کی عبارت جو میں پہلے درج کر آیا ہوں۔ اس کو صاف بتاتی ہے۔ کہ یہ کتاب علماء شیعہ کے اس قول کی تردید میں ہے کہ حضرت علیؓ ہی خلیفہ برحق ہیں۔ اور ابو بکرؓ۔ عمرؓ۔ عثمان خلیفہ نہیں۔ پس حضرت صاحب ان عبارت میں عقل کے اندھے انہی علماء کو فرما رہے ہیں۔ اور ان کو مخاطب بنا کر ان کے اسی عقیدہ کو اس عنوان کے ساتھ ذکر کر کے کہ اگر تم یہ خیال کرتے ہو۔ کہ آیت استخلاف کا مصداق حضرت ابو بکرؓ کے زمانہ کے بعد کوئی اور شخص یعنی حضرت علیؓ ہے۔ (اور حضرت ابو بکر آیت استخلاف کے مصداق نہیں) تو اس کے متعلق یقینی خبر پیش کرو۔ الخ اور یہی شیعہ علماء کا عقیدہ ہے۔ اور یہی صفحہ ۱۳ پر درج ہے۔ اور اسی کی تردید میں یہ کتاب ہے۔ اور اسی پر اس عبارت میں ان سے یقینی دلیل کا مطالبہ کیا ہے۔ لیکن اس حوالہ میں "بھی" لگانے سے جیسا کہ شیخ صاحب نے کیا ہے۔ اور یوں لکھا ہے۔ کہ اے عقل کے دشمنو! اگر تم یہ خیال کرتے ہو۔ کہ حضرت ابو بکرؓ کے زمانہ کے بعد کوئی اور بھی ہے الخ تو پھر اس کا مفہوم یہ ہو گیا۔ کہ ابو بکر تو آیت استخلاف کے مصداق ہیں۔ لیکن اگر تمہارا خیال ہے۔ کہ ابو بکر کے بعد کوئی اور بھی آیت استخلاف کا مصداق ہے۔ تو تم اس کی دلیل پیش کرو۔ اور ظاہر ہے کہ شیعہ کا یہ عقیدہ ہرگز نہیں۔ کہ ابو بکرؓ خلیفہ برحق ہیں۔ اور ان کے بعد کوئی اور خلیفہ برحق نہیں۔ بلکہ ان کا عقیدہ بالکل اس کے برخلاف ہے۔ کہ ابو بکر خلیفہ نہیں۔ اور ان کے بعد ایک اور یعنی حضرت علیؓ خلیفہ برحق ہے۔ پس جب شیعہ کا یہ عقیدہ ہی نہیں۔ کہ حضرت

ابوبکر ہی خلیفہ برحق ہیں۔ اور ان کے زمانہ کے بعد کوئی اور بھی خلیفہ برحق ہے۔ تو پھر حضرت صاحب ان سے اس کی یقینی دلیل کس طرح طلب کر سکتے ہیں۔

قارئین حضرات! خدا کے لئے غور فرمائیں۔ کہ اس شخص کے دماغ کی کیا حالت ہے خوب جانتا ہے۔ کہ حضرت صاحب نے شیعہ علماء کے اس عقیدہ کی تردید میں سر الخلافہ لکھی ہے۔ کہ حضرت علیؓ ہی خلیفہ برحق ہیں۔ اور ان سے پہلے کوئی خلیفہ برحق نہیں۔ اور یہ بھی بخوبی جانتا ہے۔ کہ اس کتاب میں اگر حضور کوئی مطالبہ کرینگے۔ تو انہی شیعہ علماء سے کرینگے اور یہ بھی بخوبی جانتا ہے۔ کہ ان سے بھی مطالبہ کرینگے۔ تو اسی کے متعلق کرینگے۔ جس کے وہ قائل ہیں۔ اور وہ بھی صرف ان کے خلافت کے بارہ میں ان کے اس عقیدہ کے متعلق کہ حضرت علیؓ ہی خلیفہ برحق ہیں۔ اور ان سے پہلے کوئی خلیفہ برحق نہیں۔ مگر باوجود ان سب باتوں کے جاننے کے سر الخلافہ کے اس حوالہ کے ترجمہ میں از خود "بھی" کا لفظ زائد کر کے لکھتا ہے۔ کہ "اے عقل کے دشمنو! اگر تمہارے خیال میں آیت استخلاف کا مصداق حضرت ابوبکر کے زمانہ کے بعد کوئی اور بھی ہے الخ جس کا مطلب یہ ہو گیا۔ کہ اگر تمہارے خیال میں حضرت ابوبکر کے بعد کوئی اور بھی آپ کے سوا خلیفہ ہے۔ تو اس کی یقینی دلیل پیش کرو۔ اور دنیا جانتی ہے۔ کہ شیعہ کا ہرگز یہ مذہب نہیں۔ کہ حضرت ابوبکر خلیفہ برحق ہیں۔ اور انکے بعد کچھ اور بھی خلیفے برحق ہیں۔ اور نہ ہی ان سے اس کی دلیل طلب کی جا سکتی ہے۔ بلکہ یہ ہمارا اور سب اہل السنت والجماعت کا عقیدہ ہے۔ پس اس شخص نے اپنی مطلب برآری کیلئے حضرت صاحب کو اپنا نائب فرض کر کے بجائے شیعہ کی تردید کے ہماری تردید میں سر الخلافہ حضور سے لکھوا رہا ہے۔ اور اپنے خیال میں اس حوالہ کے ذریعہ ہم سے مطالبہ کروا رہا ہے۔ کہ گویا حضور ہم سے مطالبہ کر رہے ہیں۔ کہ اگر تمہارے خیال میں حضرت ابوبکر کے سوا کوئی اور بھی خلیفہ برحق ہے۔ تو اس کی دلیل لاؤ۔ ؎ بریں عقل و دانش بباید گریست۔ سچ ہے

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد ۔۔۔ میلش اندر طعنۂ پاکاں زند

میں جناب شیخ صاحب کو بھی توجہ دلاتا ہوں۔ کہ آپ غور کریں۔ کہ ایسا کیوں ہوا ہے ؎

چو برگشتی الف با نا نہ دانی

میں شیخ صاحب کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ وہ آئندہ ایسی دھوکا دہی سے احتراز کریں۔ اور
اس امید کو ختم کر دیں۔ کہ آپ کے دھوکا کو کوئی نہیں سمجھے گا۔ اس خاص قسم کے دھوکا کے
شیعہ علماء بڑے مشاق رہے ہیں۔ یہاں تک کہ ان کے بعض اس قسم کے دھوکوں کو صدیوں
تک سنی علماء نہیں سمجھ سکے۔ لیکن خدا وند تعالےٰ نے اپنے محمدی مسیح علیہ و علی مطاعہ الصلوٰۃ
والسلام کے خدام کو ایسی فراست بخشی ہے کہ وہ انکو بھی تاڑ گئے ہیں۔ شیعہ علماء کے نزدیک
اپنی منکوحہ سے خلاف وضع فطرت عمل جائز ہے۔ اور وہ دلیل کے طور پر آیت نساء کم
حرث لکم فأتوا حرثکم انّٰی شئتم کو پیش کرتے ہیں۔ اور اس کا ترجمہ یوں کرتے ہیں۔
تمہاری بیویاں تمہاری کھیتی ہیں۔ پس تم اپنی کھیتی کو آؤ جہاں سے تم چاہو۔ اور سنّی علماء
نے ان کا جواب یہ دیا۔ کہ اس آیت میں انّٰی بمعنے کیف یا بمعنے متٰی ہے۔ پہلی صورت میں معنی
یہ ہوئے۔ کہ آؤ اپنی کھیتی کو جس طرح چاہو۔ اور دوسری میں آؤ اپنی کھیتی کو جب چاہو۔
لیکن شیعہ علماء نے اسکا یہ جواب دیا۔ کہ یہ دونوں معنے قواعد کے خلاف ہیں۔ اس لئے کہ کتب
لغت میں لکھا ہے۔ کہ انّٰی بمعنے این حقیقت ہے۔ اور بمعنے کیف مجاز ہے۔ اور بمعنے متٰی
شاذ ہے۔ اور قاعدہ یہ ہے۔ کہ جب تک کوئی قرینہ صارفہ حقیقی معنوں کو ممنوع نہ بنا دے
تب تک ان کو چھوڑ کر مجازی معنے نہ لینے چاہئے۔ اور حقیقی اور مجازی دونوں کا لینا جبتک ممنوع
نہ ہو جائے۔ تب تک شاذ معنے نہ لینے چاہئے۔ اور یہاں پر ایسا کوئی قرینہ نہیں جو حقیقی
معنوں کو ممنوع بنا دے۔ اس لئے یہاں پر انّٰی کو بمعنے کیف یا متٰی نہیں لے سکتے۔ بلکہ
ضروری ہے۔ کہ بمعنے این لیا جائے۔ اور بمعنے این لینے سے معنے یوں ہوئے۔ کہ آؤ اپنی
کھیتی کو جہاں سے چاہو۔ اور اس سے ہمارا دعوےٰ ثابت ہے۔ اور سنّی علماء آج تک
اس کا کافی جواب نہیں دے سکے یہاں تک کہ شاہ عبد العزیز صاحب نے فرمایا۔ کہ اس میں
شیعوں کے ساتھ مناظرہ نہ کرنا چاہیئے۔ مگر خدا کے مسیحؑ کے ایک ادنےٰ خادم نے
شیعوں کا دھوکا پکڑ لیا۔ اس نے کہا۔ انّٰی کے معنے ہم این کے ہی لیتے ہیں۔ جس کا ترجمہ
ہے "جہاں"۔ مگر یہ سے جو جہاں کے بعد تم ترجمہ میں لگاتے ہو۔ یہ کہاں سے آ گیا۔ اس کو اڑا
دو۔ تو ترجمہ یوں ہوا۔ آؤ اپنی کھیتی کو جہاں چاہو۔ تو اس سے ان کا سارا طلسم اڑ گیا۔ اسی طرح

آپ نے انہی کی طرح ترجمہ میں اپنے پاس سے چپکے سے "بھی" رکھدیا۔ اور اپنا مطلب نکال لیا "بھی" اڑا دو۔ تو پھر آپ کا مطلب اڑجائے گا پس آپ آئندہ ایسا نہ کریں۔ اگر خدا وندتعالےٰ نے چاہا۔ اور اس نے مجھے توفیق دی۔ تو میں جناب شیخ صاحب کے دوسرے اشتہار عزل خلفاء کے حوالوں کی نسبت بھی بتاؤنگا۔ کہ جناب شیخ صاحب نے کس طرح ان میں بھی دو اور دو چار روٹیوں پر عمل کیا ہے۔ اب میں سرالخلافہ کے حوالوں کا صحیح اور واقعی مفہوم اور مطلب بتانا چاہتا ہوں۔

قرآن مجید میں بعض اوقات آئندہ کے متعلق کچھ بیان فرمایا جاتا یا وعدہ کیا جاتا ہے پس واقعہ میں تو وہ ضرور ہی پورا ہوجاتا ہے۔ لیکن بعض مواقع پر وہ ایسے رنگ میں پورا ہوتا ہے۔ کہ سرسری نظر ڈالنے سے ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ پورا نہیں ہوا۔ یہاں تک کہ جو لوگ خدا کی سب آئندہ کی خبروں اور اس کے وعدوں کے پورا اور صحیح ہونے پر یقیناً ایمان رکھتے ہیں۔ اور اس کا اظہار کرتے ہیں۔ وہ بھی اپنے سلسلۂ کلام میں ان کی نسبت ایسے الفاظ بولتے رہے ہیں۔ جو کہ ان کے پورا ہونے کے منافی ہوتے ہیں۔ مثلاً قرآن مجید میں خدا وندتعالےٰ نے لاغلبن انا ورسلی فرما کر اپنے سب رسولوں کے غلبہ کا وعدہ فرمایا ہے بلکہ مومنوں کو حزب اللہ قرار دے کر ان کے غلبہ کا بھی بدیں الفاظ وعدہ فرمایا ہے۔ اولٰئک حزب اللہ الا ان حزب اللہ ھم الغالبون۔ اور ان سب کے لئے جو کہ یومنون بالغیب ویقیمون الصلوٰۃ ومما رزقنٰھم ینفقون کے مصداق ہیں۔ اور انبیاء اول نمبر پر ان کے مصداق ہیں۔ ان سب کے لئے خدا وندتعالےٰ نے اولٰئک علی ھدی من ربّھم واُولٰئک ھم المفلحون فرما کر فلاح کا وعدہ فرمایا ہے۔ مگر باوجود جتنی وعدوں کے سب مومنوں میں تو کجا اور سب اولیاء اور خلفاء تو کجا سب انبیاء ورسل میں بھی ایسے نمایاں طور پر پورے نہیں ہوئے۔ کہ کسی مخالف کو ان کے فلاح اور غلبہ سے انکار کی جرأت نہ ہو۔ یا ان کے پیروؤں کے خلاف بطور الزام پیش نہ کیا جا سکتا ہو۔ کہ وہ نہ تو غالب ہوئے اور نہ مفلح ہوئے۔ مثلاً حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی کو دیکھو۔ وہ بظاہر اپنے مخالف یہود پر غالب نہیں آئے۔ بلکہ یہود نے ان کو صلیب پر لٹکوایا۔ اور اس کے بعد وہ چھپ کر اس ملک

ہی سے ہجرت کر گئے۔ اور شاہزادہ نبی کہلا کر بھی داؤد کا تخت قائم نہ کر سکے۔ اور عام انبیاء کے سامنے بطور الزام ان امور کو اہلِ اسلام کے علماء پیش کرتے رہے ہیں۔ جیسے کہ سیدنا وامامنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی پیش کیا ہے۔ بلکہ میں نے دیکھا ہے کہ بعض اوقات ناکامی وغیرہ کے الفاظ بھی عام طور پر ایسے انبیاء کے متعلق استعمال کئے جاتے ہیں۔ مجھے بخوبی یاد ہے۔ کہ جب مسجد مبارک کی تعمیر کا بل مولوی محمد علی صاحب نے روک دیا۔ اور حضرت میر ناصر نواب صاحب مرحوم کو اس سے تکلیف ہوئی۔ تو آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں یہ شکایت کی۔ تو جب مولوی محمد علی صاحب کو اس شکایت کا علم ہوا۔ تو وہ بہت طیش میں آ گئے۔ یہاں تک کہ انہوں نے قادیان سے جانے کا ارادہ کر لیا۔ اور تیاری شروع کر دی۔ جناب خواجہ کمال الدین صاحب یہاں آئے ہوئے تھے۔ انہوں نے بہت سمجھایا۔ مگر مولوی صاحب پر کوئی اثر نہ ہوا۔ اور وہ روانگی پر زیادہ ہی مُصر ہوتے چلے گئے۔ آخر اس کی اطلاع حضورؑ کو پہونچی۔ اور حضورؑ مولوی محمد علی صاحب والی کوٹھی میں تشریف لائے۔ بات چیت شروع ہوئی۔ تو مولوی محمد علی صاحب نے کہا۔ کہ ہم اس لئے یہاں پر آئے ہیں۔ کہ حضور سے دعا لیں۔ اور جب ہماری شکایتیں حضور کے پاس کیجاتی ہیں۔ تو آخر آپ بھی انسان ہیں۔ کسی وقت ان سے متأثر بھی ہو سکتے ہیں۔ تو اس پر حضور نے فرمایا۔ کہ میری حالت یہ ہے۔ کہ ایک ہی خیال ہے۔ جو کہ ہر وقت مجھے اپنی طرف متوجہ رکھتا ہے اور دوسری طرف مجھے متوجہ ہونے ہی نہیں دیتا۔ میں باہر آپ لوگوں میں بیٹھتا ہوں۔ آپ سمجھتے ہیں۔ یہ ہم میں بیٹھا ہوا اور ہماری باتیں سنتا ہے۔ مگر میرا ذہن اسی ایک خیال کی طرف لگا ہوا ہوتا ہے۔ گھر میں جاتا ہوں۔ تو گھر والے سمجھتے ہیں۔ کہ ہمارے پاس ہے۔ مگر میرا دھیان صرف اسی ایک بات کی طرف ہوتا ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ ہم نے اپنے دعویٰ کے دلائل بھی دیئے۔ اور لوگوں کے اعتراضوں کے جواب بھی دیئے۔ اور خدا تعالےٰ نے ہمارے لئے زبردست نشان بھی دکھائے۔ مگر یہ کچھ بھی نہیں۔ اگر اصل کامیابی نہ ہو۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ ہم ایک عمدہ جماعت تیار کر لیں۔ جو ہمارے بعد عمدگی کے ساتھ اس کام کی تکمیل کر سکے۔ کہ جس کو ہم نے شروع کیا ہے۔ لیکن جب میں جماعت پر نظر ڈالتا ہوں۔ تو مجھے اس وقت

قوم ہوتا ہے۔ کہ شاید خدا نے میرے لئے بھی بیسیح اور موسےٰ اور دیگر بہت سے نبیوں کی طرح یہی مقدر کیا ہے۔ کہ میں بھی ان کی طرح ناکامی کا منہ دیکھوں۔ اور خیال آتا ہے۔ کہ شاید خدا نے صرف ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے ہی یہ مقدر کیا تھا۔ کہ وہ اپنی سب مرادوں کو پورا ہوُا دیکھکر اپنے خدا کی طرف روانہ ہوں۔ حضرت موسےٰ کو دیکھو۔ کہ قوم کو یہ کہکر مصر سے روانہ ہوئے۔ کہ تم کو ارضِ مقدسہ میں داخل کرونگا۔ مگر اسی قوم کے سامنے ارض مقدسہ کے راستہ ہی میں فوت ہوگئے۔ حضرت عیسےٰ کو دیکھو۔ جس قوم کو ہدایت دینے کیلئے آئے تھے۔ وہی ان کو صلیب دلاتی ہے۔ اور اپنے حواریوں پر ان کو اعتماد تھا۔ انہی میں سے ایک چند کھوٹے روپے لے کر پکڑوا دیتا ہے۔ اور ان میں سے جو بڑا تھا۔ وہ ان پر لعنت بھیجتا ہے۔ حضور نے اس وقت ایسے پُر درد طریقہ سے اس کو بیان فرمایا۔ کہ حضورؑ پر بھی ایک رقت طاری تھی۔ اور جس قدر حضورؑ کے خدّام موجود تھے۔ ان میں سے اکثر کی آنکھیں پُرنم تھیں۔ اس کے بعد حضور نے فرمایا۔ کہ اس نے میری توجہ کو اس قدر کھینچا ہوُا ہے۔ کہ میر صاحب نے بے شک میرے پاس آکر کچھ کہا تھا۔ میرے کان میں کچھ آواز پڑ رہی تھی مگر میں اس کی طرف اس قدر بھی متوجہ نہیں ہوسکا۔ کہ مجھے سمجھ آتا۔ کہ انہوں نے کیا کہا ہے پس ظاہر پر نظر کرتے ہوئے یا بالمقابل سید الرسل کی بے مثل اور اعلےٰ اور نمایاں ترین فائزالمرامی کو مشاہدہ کرتے ہوئے ان انبیاءؑ کی نسبت ناکامی وغیرہ کے الفاظ بولے جاتے ہیں۔ مگر اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہوتا۔ کہ فی الواقعہ اور فی الحقیقت وہ مغلوب اور ناکام اور نامراد رہے اور خدا تعالےٰ کے یہ دونوں وعدے ان انبیاءؑ کے حق میں پورے نہیں ہوئے یہ کسی بڑے احمق ہی کا کام ہوسکتا ہے۔ کہ وہ کسی سے ایسے الفاظ سُنکر یا کسی کی کتاب میں ان کو پڑھکر یہ سمجھ لے۔ کہ اس کا یہ مذہب ہے۔ کہ یہ انبیاءؑ نہ غالب ہوُئے اور نہ ہی مفلح ہوئے۔ اور خدا کے یہ وعدے اور یہ پیشگوئیاں ان کی نسبت پوری نہیں ہوئیں۔ جو ذرّہ بھر بھی عقل رکھتا ہے۔ وہ اس کا مطلب یہی سمجھیگا۔ چونکہ یہ قائل اور مصنف خدا کو علیم و حکیم اور قدیر و من اصدق من اللہ قیلا یقین کرنے والا اور فرقان حمید کو خدا وند تعالےٰ کی کامل اور بے مثل اور معجز کلام ہونے پر ایمان لانے والا ہے۔ اس لئے اس کے کلام کا

یہی مطلب ہے۔ کہ سارے انبیاءؑ مفلح اور غالب ہیں۔ اور وہ سب کے سب اُولٰئک ھم المفلحون۔ اور لاغلبن انا ورسلی کے مصداق ہیں۔ اور ان کے مخالف مغلوب اور خاسر ہیں۔ ہاں خداوند تعالےٰ کی سنت ہے۔ کہ تلک الایام نداولھا بین الناس۔ کچھ مدت تک تو مقابلہ کرتا ہے۔ اس میں کبھی ایک فریق غالب آتا ہے اور کبھی دوسرا۔ اور یہ وقت فیصلہ کا نہیں ہوتا۔ فیصلہ کا وقت آخر میں آتا ہے۔ چنانچہ پ ۳ میں فرمایا ہے۔ قل یقوم اعملوا علیٰ مکانتکم انی عامل فسوف تعلمون من تکون لہ عاقبۃ الدار انہ لا یفلح الظالمون۔ مفلح ہونے اور غالب ہونے کا یہ فیصلہ فرمایا ہے۔ کہ تو ان کو کہدے۔ کہ تم اپنی جگہ پر کام کرو۔ یقیناً میں کام کرنے والا ہوں۔ آئندہ تمہیں معلوم ہوجائیگا کہ اس گھر کا انجام کس کے لئے ہوگا۔ یقیناً ظالم کامیاب نہیں ہونگے۔ اس انجام کی دو صورتیں ہیں۔ کبھی تو اس نبی کے سامنے ظالم ناکام ہوجاتے ہیں۔ اور نبی اور اس کے اتباع غالب اور کامیاب ہوجاتے ہیں۔ اور کبھی نبی کی وفات کے بعد نزدیک یا بدیر ظالم ناکام۔ اور نبی کے اتباع غالب اور کامیاب ہوجاتے ہیں۔ جیسا کہ نبی کریمؐ کو فرمایا۔ اما نرینک بعض الذی نعدھم او نتوفینک فالینا یرجعون (جو ہم انکو وعید کررہے ہیں۔ یا انمیں کچھ تجھے دکھائینگے۔ یا ہم تجھے وفات دیدینگے۔ تو پھر وہ ہماری طرف لوٹائے جائینگے) اور پھر ہم خود ان کو سزا دینگے۔ پھر فرمایا۔ قل ھل تربصون بنا الا احدی الحسنیین ونحن نتربص بکم ان یصیبکم اللہ بعذاب من عندہ او بایدینا فتربصوا انا معکم متربصون ٥ تو کہدے کہ تم تو ہماری نسبت دو اچھی حالتوں میں سے ایک کا ہی انتظار کررہے ہو۔ اور ہم تمہارے متعلق اس کا انتظار کررہے ہیں۔ کہ خدا اپنے پاس سے تمہیں عذاب دے یا ہمارے ہاتھوں سے تم کو سزا دلائے۔ پس تم انتظار کرو۔ ہم بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والے ہیں۔

باوجودیکہ مقدر یہی تھا۔ کہ کفار مکہ کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہی میں مسلمانوں کے ہاتھوں سزا دی جائے۔ اور ان کو مغلوب اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور مومنوں کو غالب اور مفلح بنایا جائے۔ اور یہی وقوع میں بھی آیا۔ لیکن قاعدہ اور سنت اللہ کے

مطابق حضورؐ کے دشمنوں کے لئے بھی دو صورتیں بیان فرمادیں۔ کہ یا تو نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زندگی ہی میں مومنوں کے ہاتھ سے ان کو سزا دے کر مغلوب اور خاسر بنا دیگا۔ اور یا آپ کی وفات کے بعد خدا ان کو سزا دے کر مغلوب وخاسر بنائیگا۔

پس جس طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے غلبہ اور کامیابی کی دو صورتیں بیان فرمائی ہیں۔ اسی طرح ہر ایک نبی کے لئے دو صورتیں غلبہ اور کامیابی کی تھیں۔ پس بعض کا غلبہ اور کامیابی ان کی زندگی ہی میں واقع ہوگئی۔ اس طرح کہ ان کے مخالفوں کو خدا تعالیٰ نے ہلاک اور تباہ کر دیا۔ اور نبی اور اس کے اتباع کا جو بظاہر مقصد نظر آتا تھا۔ وہ حاصل ہوگیا اور بعض کی وفات کے بعد ان کے اتباع کو مخالفوں پر غلبہ حاصل ہوا۔ چنانچہ خدا تعالے قرآن مجید میں حضرت مسیحؑ کی نسبت خود فرماتا ہے۔ کہ ہم نے کہدیا تھا۔ کہ یا عیسیٰ انی متوفیك ورافعك الیّ ومطھرك من الذین کفروا وجاعل الذین اتبعوك فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ۔ جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے۔ کہ حضرت مسیح کو بتا دیا گیا تھا۔ کہ آپؑ کا غلبہ اور کامیابی آپ کے بعد آپ کے اتباع کے ذریعے حاصل ہونگے۔ پھر بعد کا زمانہ بھی معین نہیں کبھی نبی کی وفات کے بعد قریب [illegible] میں غلبہ حاصل ہوتا ہے۔ اور مخالف مغلوب اور ناکام ہوجاتے ہیں۔ اور کبھی طویل زمانہ کے بعد حتےٰ کہ کئی صدیاں گذر کر پھر غلبہ کا وقت آتا ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح کے اتباع کو بہت بڑا غلبہ حاصل ہوا۔ مگر بڑا زمانہ گذرنے کے بعد حاصل ہوا۔ مگر زندگی میں ہی غلبہ اور کامیابی جس نمایاں صورت میں سید الرسلؐ فداہ ابی وامی وروحی فداہ کو حاصل ہوئے۔ اس نمایاں صورت میں اور کسی نبی کو یہ حاصل نہیں ہوئے۔ پس مقابلہ کرتے ہوئے کبھی تو اسی قدر پر اکتفاء کی جاتی ہے۔ کہ جو نمایاں غلبہ اور کامیابی سید الرسل صلے اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہوئی۔ اس کی نظیر کسی نبی میں یا حضرت مسیحؑ میں نہیں پائی جاتی۔ اور کبھی زیادہ زور دینا مقصود ہوتا ہے۔ تو اس لحاظ کو مد نظر رکھتے ہوئے کہ ظاہر بین تو اس غلبہ اور کامیابی کو غلبہ اور کامیابی سمجھتے ہیں۔ جو کہ زندگی میں ہی حاصل ہوں۔ تو اس وقت کہا جاتا ہے۔ کہ سید الرسلؐ غالب اور کامیاب ہوئے۔ اور مسیحؑ غالب اور کامیاب نہیں ہوئے یا وہ مغلوب اور ناکام رہے۔ مگر میں پہلے بتا چکا ہوں۔ کہ اس کے ہرگز

ہرگز یہ معنے نہیں۔ کہ واقعہ میں حضرت مسیح مغلوب۔ اور ناکام ہوئے۔ یا یہ کہ غالب اور کامیاب نہیں ہوئے۔ ورنہ پھر با نوخدا تعالیٰ کے دونوں وعدوں کو جھوٹا کہنا پڑیگا۔ یا یہ کہنا پڑے گا۔ کہ حضرت مسیح نبی نہیں ہیں۔ نعوذ باللہ منھما۔ اور یہ دونوں باتیں باطل ہیں۔ پس اس صورت میں کمال کی نفی ہوگی نہ اصل کی۔ اور سر الخلافہ کی بعض عبارتوں سے اگر کسی کو یہ وہم ہو۔ کہ اس میں حضورؑ نے حضرت علیؓ یا حضرت ابوبکرؓ کے بعد آنیوالے خلفاء کے آئت استخلاف کے مصداق ہی ہونے کی نفی کی ہے۔ جیسا کہ شیخ صاحب کو یہ وہم ہؤا ہے۔ تو اس کو سر الخلافہ کے صفحہ ۱۵ کی یہ عبارت پڑھ لینی چاہئیے۔ فھذا امر لا نجد مصداقہ علی وجہ اتم واکمل الا خلافۃ الصدیق۔

اسی طرح بعض انبیاءؑ کو تو زبردست دشمن سے مقابلہ پیش آتا ہے۔ اور ان کا غلبہ اور کامیابی دونوں نمایاں ہوجاتے ہیں۔ اور بعض کو اس قسم کا مقابلہ نہیں پیش آتا۔ بلکہ ان کو صرف اپنی قوم کو سنبھالنا پڑتا ہے۔ جو کہ ان کے مبعوث ہونے سے پہلے حق کو قبول کر چکی تھی۔ چنانچہ حدیث میں آتا ہے۔ کہ پہلی امتیں جو گذریں کانت تسوسھم الانبیاء فاذا ھلک نبی خلفہ نبی۔ پہلی امتوں کی سیاست اور حکومت انبیاءؑ کیا کرتے تھے۔ تو جب کوئی نبی فوت ہوتا۔ تو ان کا خلیفہ اور جانشین کوئی اور نبی ہوجاتا تھا۔ پس پہلے نبیؑ کو (جو کہ بانی قوم وملت ہوتا تھا۔) جو مقابلہ کرنا پڑتا تھا۔ اور اس کے نتیجہ جو غلبہ اس کو ملتا۔ اور جو کامیابی اس کو حاصل ہوتی۔ اس کے جانشین کو نہ ویسا مقابلہ پیش آتا۔ اور نہ ہی ویسا غلبہ ملتا۔ اور نہ ہی ایسی کامیابی حاصل ہوتی۔ مثلاً جو مقابلہ حضرت ابراہیمؑ کو کرنا پڑا۔ وہ حضرت اسحٰقؑ اور حضرت یعقوبؑ کو پیش نہیں آیا۔ اور نہ ہی ویسا غلبہ اور ویسی کامیابی حاصل ہوئی۔ پس اس سے نہ یہ لازم آتا ہے۔ اور نہ ہی اس کا یہ مطلب ہے۔ کہ وہ غالب اور کامیاب نہیں تھے یقیناً وہ بھی غالب اور کامیاب تھے۔ اور ان کا غلبہ اور کامیابی یہ تھی۔ کہ بانی سلسلہ نے جو غلبہ حاصل کیا۔ اور قوم بنائی تھی۔ اس کو سنبھال رکھیں۔ اور اس کی سیاست اچھی طرح کریں۔ یہاں تک کہ جس لائن پر اُس کو چلایا ہے۔ اس میں ترقی کریں۔ جیسا کہ مذکورہ

حدیث میں صاف آیا ہے۔ کہ تسوسھم الانبیاء اذا ھلک نبی خلفہ نبی۔ بانی کو نو قوم بنانے میں مقابلہ بھی کرنا پڑا۔ اور اس میں غالب ہوا۔ اور قوم بنا کر ان کی اچھی سیاست کی۔ اس کے بعد دوسرا آیا۔ اس نے اس غلبہ کو قائم رکھا۔ بلکہ اس کو تقویت دی اور قوم کی اچھی مناسب حالات سیاست کی۔ اور انبیاءؑ اور خلفاءؓ کے متعلقہ خداوند تعالےٰ کے ان وعدوں کے ان الفاظ کو غور سے دیکھا جائے۔ تو خداوند تعالےٰ نے ہرگز ہرگز یہ وعدہ نہیں فرمایا۔ کہ فرداً فرداً میں ہر ایک کو غلبہ دیتا رہوں گا۔ اور ہر ایک کے لئے اس کے خوف کو امن سے بدل دونگا۔ اگر یہ وعدہ ہوتا۔ تو پھر عبارت یوں ہوتی۔ لاغلبن انا و کل واحد من رسلی۔ اور ولیمکنن لکل واحد منھم دینہ الذی ارتضیٰ لہ ولیبدلنہ من بعد خوفہ امناً۔ بلکہ خداوند تعالیٰ نے تو لاغلبن انا و رسلی۔ ولیمکنن لھم دینھم اور ولیبدلنھم من بعد خوفھم امنا فرما کر یہ ظاہر کر دیا ہے۔ کہ یہ امور جماعتی اور مجموعی طور پہ دینے کا وعدہ ہے۔ نہ شخصی اور انفرادی رنگ میں۔ خداوند تعالےٰ نے سلسلہ انبیاءؑ کو اس طرح چلایا ہے۔ کہ پہلے ایک بانی ملت و قوم کو بھیجتا ہے۔ اور پھر کچھ عرصہ تک اسی کی تائید و توسیع کے لئے اور نبی بھیجتا رہتا ہے۔ پھر اس کے بعد ایک اور بانی کو مبعوث فرماتا ہے۔ اور اس کے بعد اس کی تائید و توسیع کے لئے چند انبیاء کو یکے بعد دیگرے مبعوث فرماتا ہے۔

پس ہر ایک بانی سلسلہ اور اس سلسلہ کے بعد کے انبیاء علیحدہ علیحدہ جماعت ہوتے ہیں۔ اسی طرح خلفاء کا بھی حال ہے۔ ایک نبی جو کہ بانی سلسلہ ہوتا ہے۔ اور اس کے خلفاء ایک علیحدہ جماعت ہوتے ہیں۔ اور دوسرا نبی اور اس کے خلفاء ایک علیحدہ جماعت ہوتے ہیں۔ اور اگر صرف خلفاء کا ذکر ہو۔ تو ہر ایک نبی کے خلفاء علیحدہ جماعت ہوتے ہیں۔ پس خداتعالےٰ انبیاء کی جماعتوں کی نسبت فرماتا ہے۔ لاغلبن انا و رسلی۔ میں اور میرے رسول غالب ہوا کرتے ہیں۔ اور نبی کے خلفاء کی نسبت یہ عہد ہے۔ کہ ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضیٰ لھم الخ رسلؑ کی ہر ایک ایسی جماعت کے لئے من حیث الجماعت غلبہ

کا دعدہ ہے نہ انفرادی اور شخصی حیثیت سے جیسا کہ رسلی کا جمع لانا اس پر صراحتاً دال ہے اور خلفاء کی بھی ایسی ہر ایک جماعت کے لئے تمکین دین اور تبدیل خوف بالامن کا وعدہ ہے۔ نہ انفرادی اور شخصی رنگ میں۔ جیسا کہ ھم ضمیر جمع کا صریح مفہوم ہے۔ اور جو امر کسی مجموعہ اور جماعت کے لئے ہو۔ اس کے لئے ضروری نہیں ہوتا۔ کہ اس کے ہر ایک فرد کے لئے جدا جدا ہو۔ بلکہ اس کے لئے یہ بھی جائز ہوتا ہے۔ کہ ہر فرد کے لئے جدا جدا ہو اور یہ بھی جائز ہوتا ہے۔ کہ اس مجموعہ کے بعض کو حاصل ہو۔ خواہ ابتداء میں یا وسط میں یا آخر میں۔ مگر منسوب ساری جماعت کی طرف ہوگا۔ جیسا جماعتوں اور گروہوں اور قوموں کے احکام و افعال کا قاعدہ ہے۔ مثلاً قرآن مجید میں یا بنی اسرائیل اذکروا نعمتي التي انعمت علیکم الخ کے ساتھ خطاب کر کے کبھی واذ نجیناکم من ال فرعون۔ وظللنا علیکم الغمام وانزلنا علیکم المن والسلوی اور ولقد جاءکم موسی بالبینات ثم اتخذتم العجل من بعدہ فرما کر نبی کریم کے زمانہ کے زمانہ کے بنی اسرائیل کی طرف جو کہ مخاطب ہیں حضرت موسے کے زمانہ کے واقعات ان کی طرف منسوب فرما رہا ہے۔ اور کبھی واتینا عیسی بن مریم البینات وایدناہ بروح القدس۔ افکلما جاءکم رسول بما لا تھوی انفسکم استکبرتم ففریقاً کذبتم وفریقاً تقتلون۔ وقالوا قلوبنا غلف الخ وسطی اور آخری زمانہ کے واقعات کو ان کی طرف منسوب فرما رہا ہے۔ اور یہ سب اسی مذکورہ قاعدہ کے مطابق ہے۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ وحی خفی یا جلی میں ایک امر نبی کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔ اور اس نبی کے وقت میں وہ امر نہیں ہوتا۔ بلکہ اس کے کسی خلیفہ کے ہاتھ سے ہوتا ہے۔ قیصر و کسریٰ کی چابیاں حضور کے ہاتھ میں دی گئیں۔ اور وہ حضرت عمر خلیفہ ثانی کے ہاتھ میں آئیں۔ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ میں اظہار دین کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب فرمایا۔ مگر یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ سے مقدر تھا۔ نزول مسیح عند منارۃ شرقی دمشق مسیح کی طرف منسوب تھا۔ مگر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام

نے اس کو اپنے کسی خلیفہ کا فعل بنایا۔ اور خدا وند تعالیٰ نے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی ذات بابرکات سے اس کو پورا کیا۔ اور اسی کے ماتحت بعض انبیاء کے وقت میں وہ موعود غلبہ نمایاں طور پر نہیں نظر آتا۔ بلکہ ان کے زمانہ کے بہت بعد ان کے کسی خلیفہ کے وقت میں جا کر نمایاں ہوتا ہے۔ جیسا کہ حضرت مسیح کے ساتھ ہوا۔

پس قوم اور جماعت اور گروہ کی طرف جو امر منسوب ہوتا ہے۔ اس کا پورا ہونا اسی قاعدہ کے مطابق دیکھنا چاہیئے۔ اور جو بھی ایسے امور کو اس قاعدہ کے خلاف انفرادی اور شخصی طور پر پورا کرنے لگے گا۔ اس کو قدم قدم پر ٹھوکر لگے گی۔ اور بہت سے صحیح اور صادق اور مسلّم امور اور عقائد حقہ کو اُسے جھٹلانا اور غلط قرار دینا پڑے گا۔ اور اسی طرح جو لوگ اس غلطی کے مرتکب ہوتے ہیں۔ کہ ایسی جماعتوں اور مجموعوں سے بعض کو نکال دیتے ہیں۔ بار ہا وہ ایسا کرتے ہوئے اس جماعت سے اس حصہ کو نکال دیتے ہیں۔ کہ جس کے ذریعہ سے وہ امور پورے ہو کر اس جماعت کی طرف منسوب ہوتے ہیں۔ پس اس غلطی کے ارتکاب کی ان کو یہ سزا ملتی ہے۔ کہ باقی ماندہ حصہ میں وہ ان امور کو ثابت کرنے سے محروم ہو جاتے ہیں۔ گو ان امور کا ثابت کرنا نہایت ضروری ہو۔

چنانچہ اہل تشیع اسی غلطی کے مرتکب ہوئے ہیں۔ کہ انہوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پہلے تینوں خلیفوں کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اس جماعت سے خارج قرار دیدیا۔ کہ جس کی طرف بحیثیت مجموعی اور جماعتی رنگ میں خدا وند تعالیٰ نے اپنے کچھ وعدے منسوب کر کے بطور پیشگوئی قرآن مجید میں پہلے سے ذکر کر دیئے تھے۔ تا کہ وہ نمایاں طور پر پورے ہو کر اس جماعت کے منجانب اللہ ہونے پر دلیل قاطع ہوں۔ اور ان سب وعدوں کو خدا وند تعالیٰ کی حکمت محکمہ نے اس جماعت کے پہلے فرد کے ذریعہ سے پورا کرا دیا۔ پس جو لوگ پہلے خلیفہ کو خلیفۂ برحق مانیں گے۔ اور اس کے بعد کے خلفاء کو اس پہلے خلیفہ کے تابع اور اس کے جانشین اور اس کے مقصد کے پورا کرنے والے یقین کریں گے۔ وہ تو ان خدائی وعدوں کو خلفاء کی اس ساری جماعت کی طرف منسوب کر سکیں گے گو وہ وعدے پہلے خلیفہ حضرت ابوبکر کے ہی ذریعہ پورے ہوئے

مگر قومی اور جماعتی قاعدہ کی رو سے ساری جماعت کی طرف منسوب کر کے ساری جماعت
کو منجانب اللہ یقین کریں گے۔ مگر شیعہ صاحبان نے پہلے تینوں خلفاء کا انکار کر دیا اور
صرف چوتھے خلیفہ (حضرت علیؓ) کو خلیفۂ برحق اور منجانب اللہ مانا جس کی وجہ سے وہ
خدا کے ان وعدوں میں حضرت علیؓ کو شامل نہیں کر سکتے۔ جو کہ ان سے پہلے حضرت ابوبکر
کے ذریعہ پورے ہوئے تھے۔ اور شیعہ صاحبان کی اس غلطی کی وجہ سے حضرت علیؓ کیلئے
صرف وہ نقائص ہی رہ جاتے ہیں۔ جو ان کی خلافت کے زمانہ میں پیدا ہو گئے تھے پس
ان طرفداران علیؓ کی اس غلطی کی وجہ سے سیدنا حضرت علی علیہ السلام کو دو نقصان
پہونچے۔ ایک یہ کہ جماعت خلفاء میں شامل ہونے سے خدا تعالےٰ کے ان وعدوں سے جو
ان کو ... تھا جس سے ان کی خلافت ثابت ہوتی تھی۔ اور جو اپنی ذات میں اعلیٰ درجہ
کی خوبیاں اور انعامات اور کمالات تھے۔ اس سے تو آپ کو بے بہرہ اور محروم کر دیا۔ اور
صرف نقائص ہی ان کے حصہ میں رہنے دیئے۔ دوسرا نقصان اس سے بھی بڑھکر ہے۔
اور وہ یہ ہے۔ کہ خدا تعالےٰ تو علیم و خبیر اور حکیم و قدیر ہے۔ اس کو سب سے زیادہ
اپنی توحید کے قیام کا لحاظ ملحوظ ہوتا ہے۔ پس اس کے ان پیارے بندوں میں سے (جو کہ
اس کی توحید کے قیام کو اپنی زندگی کا مقصدِ وحید ہونا اپنی زندگی کی ہر ایک حرکت سے ثابت
کر چکے ہوتے ہیں) جب کسی کو اس کے نادان عشاق اپنے غلو سے اس کو کسی پہلو سے
اس وحدہٗ لاشریک کا شریک بنا کر اس بندے کی عمر بھر کی کوشش کے خلاف اس
کے مقصد وحید کو برباد کرنے لگتے ہیں تو وہ علیم و حکیم خدا جو کہ اپنے ان پیارے بندوں
کے مقاصد کو پورا کرنے والا ہے۔ جن کے مقاصد اسی کے مقاصد ہو جاتے ہیں۔ تب خدا
تعالےٰ اس اپنے بندے کے مقصدِ وحیدِ توحید کی حفاظت کے لئے اس کو مزید اجر اور
قرب دینے کے لئے اس کی ذات کے متعلق کچھ ایسی مشکلات پیدا کر دیتا ہے۔ جو کہ ایک طرف
اس کے شریک خدا نہ ہونے پر دال ہوتے ہیں۔ اور دوسری طرف اس کے وفادار بندہ ہونے
کا ثبوت ہوں۔ مہاراج رام جی کے متعلق خدا تعالےٰ جانتا تھا۔ کہ ان کے اتباع آپ کو
خدا کا شریک بنائیں گے۔ تو خدا تعالےٰ نے ان کو ان کی رانی صاحبہ کے ایسے ابتلاء میں ڈالدیا

جو ان کے شریک خدا ہونے کے منافی ہے۔ وہ یہ بھی جانتا تھا۔ کہ میرے بندے مسیح کو اس کے اتباع خدا اور خدا کا بیٹا بنائیں گے۔ تو اس کو اس نے صلیب کے ایسے ابتلاء میں ڈال دیا جس کہ خدا ہونا تو درکنار نبی ثابت کرنا بھی مشکل ہو گیا۔ اور آج کے دن تک یہود ان کی نبوت پر اعتراض کر رہے ہیں۔ اسی طرح خدا تعالےٰ جانتا تھا۔ کہ میرے بندے علیؓ کی محبت کے مدعی ان کی شان میں غلو کرینگے۔ تو ان کو خلافت کے متعلق ایسے ابتلاؤں میں ڈال دیا۔ کہ آج تک خوارج ان پر طرح طرح کے الزام عاید کر رہے ہیں۔ اگر ان کی محبت کے مدعی ان کی شان میں یہ غلو نہ کرتے۔ تو پھر ان کی خلافت میں نقائص نہ آتے۔ اگر وہ غلو نہ کرتے۔ تو ایسے نقائص کی ضرورت نہ پڑتی۔ جو کہ یہ ثابت کرتے ہوں۔ کہ نہ تو وہ خدا کی طرح علیم و خبیر ہیں۔ اور نہ ہی وہ خدا کی طرح فعّال لما یرید ہیں۔ مگر ان کے نادان محبوں نے حضرات ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ کی خلافت کے سلسلہ سے ان کو کاٹ کر خدا کے ان وعدوں کے حصہ سے ان کو محروم کر دیا۔ جو کہ صرف حضرت ابوبکرؓ کی خلافت میں اپنی اعلیٰ شان میں نمایاں طور پر پورے ہوئے۔ مگر جو بھی ان کی خلافت کے سلسلہ سے وابستہ ہیں۔ اس وابستگی سے وہ بھی حصہ دار ہو جاتے ہیں۔ مگر حضرت علیؓ کے نادان دوستوں نے آپ کو اس سلسلہ سے کاٹ کر اس حصہ سے محروم کر دیا۔ جو کہ ان کی خلافت کو ثابت کرتا تھا۔ اور اس سے ان کی خلافت کا یہ قطعی ثبوت باقی نہ رہا۔ اور پھر ان کی شان میں غلو کر کے ان کی خلافت میں نقائص پیدا کرنا ضروری بنا دیا۔

اس تمہید کے بعد سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام (فداہ ابی وامی و روحی فداہ) کی کتاب سر الخلافہ کی ان عبارتوں کا مفہوم سمجھنا بالکل آسان ہو گیا۔

جب سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شیعہ علماء کا یہ قول اپنی کتاب کے ابتداء میں نقل فرما دیا۔ کہ وہ کہتے ہیں۔ کہ ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ کی خلافت ثابت نہیں۔ اور علیؓ کی خلافت ثابت ہے۔ اور یہ معلوم ہو گیا۔ کہ اس ہی کا جواب اس کتاب میں دے رہے ہیں۔ تو جو بھی اس سوال کو پڑھے گا۔ فوراً اس کے ذہن میں یہی آئے گا۔ کہ حضور اب ان کو یہ جواب دینگے۔ کہ ان تینوں کی خلافت ثابت ہے۔ جس طرح کہ حضرت علیؓ کی ثابت ہے

کیونکہ حضور چاروں کی خلافت کے قائل ہیں جس طرح کہ سب اہل السنۃ والجماعت کا مذہب ہے۔ کہ چاروں برحق خلیفہ ہیں۔ یا اگر حضور علماء شیعہ کو الزام دینا چاہیں گے۔ تو پھر یہ جواب دیں گے۔ کہ ان تینوں کی خلافت تو ثابت ہے۔ مگر حضرت علیؓ کی خلافت ثابت نہیں۔ ان دو کے سوا تیسری کوئی صورت اس کے ذہن میں ہرگز نہیں آئے گی۔ مگر عجیب بات یہ ہے۔ کہ حضور ان دونوں جوابوں میں سے کوئی بھی نہیں دیتے۔ دیتے ہیں تو یہ کہ روایات ظنی ہیں۔ ان سے خلافت ثابت نہیں کی جاسکتی۔ بلکہ وہ صرف قرآن مجید سے ثابت ہوسکتی ہے۔ اور قرآن مجید میں اس کے متعلق آیات استخلاف معیار ہیں۔ اوران سے صرف ابوبکر کی خلافت ثابت ہے۔ اس سے یہ پتہ لگتا تھا۔ کہ آگے فرمائیں گے۔ کہ عمر عثمان اور علی کی خلافت ان سے ثابت نہیں۔ مگر حضور یہ نہیں فرماتے۔ بلکہ فرماتے ہیں۔ کہ علیؓ کی خلافت ان سے ثابت نہیں ہوتی۔ اور سوال کے پڑھنے سے اس کا وہم وگمان بھی نہیں ہوتا۔ پس حضور کا اس طریق کو اختیار کرنا صاف دکھاتا ہے۔ کہ آیات استخلاف میں استخلاف اور تمکین اور تبدیل خوف بالامن کی نسبت ... کی طرف مجموعی رنگ میں لی ہے ... بتایا ہے کہ تمکین وتبدیل تو صرف ابوبکر کی خلافت میں پوری ہوئی ہیں۔ اور باقی تینوں کی طرف ان کی نسبت قومی اور جماعتی طریق پر ہے۔ پس جو ابوبکر کی جماعت میں ہوگا۔ وہ بھی ان میں حصہ دار ہے۔ اور حضرت ابوبکرؓ کی خلافت کے ساتھ اس کی خلافت بھی ثابت ہے اور جو بھی اس کی جماعت سے علیحدہ ہوگا۔ اس کی خلافت ہرگز ثابت نہیں۔ کیونکہ علیحدگی میں اس کی خلافت تب ثابت ہوگی۔ کہ تمکین وتبدیل شخصی اور فردی رنگ میں اس کی طرف منسوب ہوں۔ اور یہ تب ہوسکتا ہے۔ کہ یہ دونوں اس کی خلافت میں بھی براہ راست موجود ہوں۔ جیسی کہ حضرت ابوبکرؓ کی خلافت میں یہ دونوں براہ راست موجود ہیں۔ لیکن شیعہ علماء کے مذکورہ قول سے تو صاف مفہوم ہو رہا ہے۔ کہ وہ حضرت علیؓ کی خلافت کو حضرت ابوبکرؓ کی خلافت سے علیحدہ کرتے ہیں۔ اور حضرت ابوبکرؓ کی جماعت سے حضرت علیؓ کو بالکل علیحدہ کرکے تنہا انہی کو خلیفہ مانتے ہیں۔ پس اس صورت میں اس تمکین وتبدیل کو جو حضرت ابوبکرؓ کے زمانہ میں واقع ہوئیں۔ جماعتی رنگ میں حضرت علیؓ کی طرف منسوب نہیں ہوسکتیں۔

بلکہ علیحدگی کی صورت میں تب ہی یہ ان کی طرف منسوب ہو سکتی ہیں۔ کہ یہ دونوں براہِ راست ان کی خلافت میں واقع ہوتیں۔ مگر واقعہ یہ ہے۔ کہ براہِ راست ان دونوں میں سے کوئی بھی حضرت علیؓ کی خلافت میں واقع نہیں ہوئی۔ لہٰذا شیعہ علماء کے قول مذکور کی پیدا کردہ علیحدگی کی صورت میں حضرت علیؓ کی خلافت ہرگز ان آیات کے ماتحت ثابت نہیں ہوتی۔ اور حضرت ابوبکرؓ کی خلافت علیحدگی کی صورت میں بھی ثابت ہے۔ کیونکہ یہ دونوں ان کی خلافت میں یقیناً واقع ہوئی ہیں۔ پس یہ دونوں شخصی رنگ میں بھی ان کی طرف منسوب ہیں۔ لہٰذا ان کی خلافت شخصی رنگ میں ان آیات سے ثابت ہے۔ اب رہی خلافت عمرؓ اور خلافتِ عثمانؓ۔ سو ان کو نہ شیعہ علماء نے ابوبکرؓ سے علیحدہ کیا ہے۔ اور نہ ہی ہم ان دونوں کو حضرت ابوبکرؓ سے علیحدہ کرتے ہیں۔ لہٰذا وہ حضرت ابوبکرؓ کی جماعت میں ہیں۔ پس جو کچھ حضرت ابوبکرؓ کی طرف منسوب ہوگا۔ وہ ان کی طرف بھی منسوب ہوگا پس ان دونوں حضرات کا معاملہ بالکل صاف تھا۔ شیعہ علماء بھی ان کو ابوبکر کے ساتھ شامل کرتے ہیں۔ اور حضورؑ بھی۔ پس ابوبکر کا جو حال ہے۔ وہی ان کا بھی ہے۔ کیونکہ آیت استخلاف میں جماعتی رنگ میں تمکین و تبدیل کو ھم کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ پس جس کے زمانۂ خلافت میں یہ واقع ہوئی ہیں۔ اس کی جماعت میں یہ دونوں ہیں۔ لہٰذا وہ ان کی طرف بھی منسوب ہیں۔

پس جو مفہوم میں نے حضور کی عبارتوں کا لکھا ہے۔ یہ قرآن مجید کے الفاظ کے مطابق ہے۔ قواعدِ زبان کے مطابق ہے۔ حضور کے مذہب کے مطابق ہے۔ کہ چاروں خلیفہ ہیں۔ اور چاروں کی خلافت آیت استخلاف کے ماتحت ہے۔ ہاں ابوبکر کی خلافت تو بہرحال اس کے ماتحت ہے خواہ جماعتی رنگ نہ لیا جائے۔ بلکہ شخصی اور انفرادی طور پر یعنی حضرت ابوبکرؓ کو دوسروں سے علیحدہ کر لیا جائے۔ تو بھی ان کی خلافت آیت استخلاف کے ماتحت آتی اور ثابت ہوتی ہے۔ لیکن حضرت علیؓ کو اگر ابوبکرؓ سے علیحدہ کیا جائے۔ جیسا کہ شیعہ علماء نے علیحدہ کیا ہے۔ تو پھر ان کی خلافت آیت استخلاف کے ماتحت نہیں آتی کیونکہ اس صورت میں شخصی اور انفرادی ہی طور پر نسبت ہوگی۔ اور وہ تب ہی ہوتی۔ جبکہ

تمکین وتبدیل براہِ راست ان کی خلافت میں واقع ہوتیں۔ جو کہ ہرگز نہیں واقع ہوئیں۔ لیکن اگر ان کو ہماری طرح حضرت ابوبکر کی جماعت میں شامل رکھا جائے۔ جیسا کہ ہمارا اعتقاد ہے۔ تو وہ تمکین وتبدیل جو ابوبکر کی خلافت میں واقع ہوئیں۔ جماعتی اور مجموعی رنگ میں ان کی طرف بھی منسوب ہیں۔ لہٰذا ان کی خلافت بھی آیت استخلاف کے ماتحت ہے۔ اور اسی سے ثابت ہے۔ اور جس طرح حضرت ابوبکر کو خدا نے ہی خلیفہ بنایا۔ اسی طرح حضرت عمر حضرت عثمان اور حضرت علیؓ کو بھی خدا نے ہی خلیفہ بنایا ہے۔ حیرت کا مقام ہے۔ کہ باوجودیکہ حضرت صاحب نے کسی جگہ بھی (اس کتاب میں یا کسی اور کتاب میں) خلافت کی یا خلیفہ کی دو قسمیں نہیں لکھیں۔ کہ ایک وہ جس کو خدا بنائے۔ اور دوسری وہ کہ جس کو لوگ بنائیں۔ یا ایک وہ جو آیت استخلاف کے ماتحت ہو۔ اور دوسری وہ جو آیت استخلاف کے ماتحت نہ ہو۔ مگر جناب شیخ صاحب اس کو حضرت صاحب کا مذہب قرار دے رہے ہیں۔ حضرت صاحب تو اس عبارت میں جو کہ شیخ صاحب نے اپنے اشتہار میں درج کی ہے۔ صرف آیت استخلاف کو معیارِ خلافت قرار دیتے ہیں۔ جس کا صاف اور کھلا مفہوم یہ ہے۔ کہ خلافت اس معیار پر پوری اترے۔ تو وہ خلافت ہے۔ اور جو اس معیار پر پوری نہ اترے۔ وہ خلافت ہی نہیں۔ نہ یہ کہ وہ خلافت تو ہے۔ مگر خدا کی دی ہوئی نہیں۔ بلکہ انسانوں کی دی ہوئی ہے۔ حضور نے یہ ذکر فرمانے کے بعد کہ حضرت علیؓ کی خلافت اس معیار پر پوری نہیں اترتی۔ یہ نتیجہ نہیں نکالا پس ان کی خلافت انسانوں کی دی ہوئی ہے حضور تو فرماتے ہیں۔ ان ادعاء ثبوت خلافة سیدنا المرتضیٰ صلف بحت ما لحقہٗ من الصدق سنا۔ وزورۃ کثیف لیس معہٗ شہادۃ من کتاب ربنا الاعلیٰ ولیس فی ایدی الشیعۃ شمۃ علیٰ ثبوت ھذا الدعویٰ۔

ترجمہ: حضرت علیؓ کی خلافت کے ثبوت کا ادعا محض حد سے بڑھا ہوا ادعا ہے جس کو سچائی کی چمک بھی نہیں پہونچی۔ اور خیال کی زیادت ہے۔ کہ جس کے ساتھ ہمارے اعلیٰ شان والے رب کی کتاب کی کوئی شہادت نہیں ہے۔ اور شیعہ کے ہاتھوں میں اس دعویٰ کے ثبوت کا ایک شمہ بھی نہیں۔

پس کیا کوئی دماغ میں عقل رکھتا ہوا انسان اس عبارت کو پڑھ کر یہ سمجھے گا۔ کہ حضور فرما رہے ہیں۔ کہ حضرت علیؓ کی خلافت تو ہے۔ مگر خدا کی دی ہوئی نہیں۔ بلکہ انسانوں کی دی ہوئی ہے۔ یا یہ سمجھے گا۔ کہ حضور یہ فرما رہے ہیں۔ کہ حضرت علیؓ کی خلافت ثابت نہیں اگر اس کے دماغ میں عقل کا کوئی شمہ بھی ہے۔ تو یہی سمجھے گا۔ کہ حضرت علیؓ کی خلافت ثابت نہیں۔ اور ظاہر ہے۔ کہ جو چیز ثابت نہیں ہوتی۔ اس کی نفی کی جاتی ہے۔ اور کہا جاتا ہے۔ کہ وہ نہیں۔ پس حضور تو فرما رہے ہیں۔ کہ ان کی خلافت ثابت نہیں۔ اور جناب شیخ صاحب اس کا مفہوم یہ بتاتے ہیں۔ کہ وہ خلیفہ تو ہیں۔ مگر انسانوں کے بنائے ہوئے ہیں اسی کو کہتے ہیں۔ من چہ گویم وطنبورۂ من چہ میگوید۔

پھر جناب شیخ صاحب نے ایک اور ایسی بات کی ہے۔ کہ میں نے آج کے دن تک کسی جاہل کو بھی ایسا کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔ دعویٰ تو جناب شیخ صاحب کا یہ ہے۔ کہ ہر ایک پہلے خلیفہ کو خدا بناتا ہے۔ اور اس کے بعد کے سب خلفاء کو خدا نہیں بناتا۔ بلکہ انسان بناتے ہیں۔ یا یوں کہو۔ کہ پہلا ایک خلیفہ تو آیت استخلاف کے ماتحت ہوتا ہے۔ اور اس کے بعد کے سب خلفاء آیت استخلاف کے ماتحت نہیں ہوتے۔ اور دلیل میں سر الخلافہ کے وہ حوالے پیش کرتے ہیں۔ جن کا خلاصۂ مفہوم یہ ہے۔ کہ "حضرت علیؓ کی خلافت ثابت نہیں۔ یا یہ کہ ان کی خلافت میں خوف تھا۔ امن نہیں تھا۔ اور اس وقت اشاعت اسلام اور شیطانوں کی سرزنش نہیں ہوئی"۔ میں پہلے بتا چکا ہوں۔ کہ ان حوالوں سے تو حضرت علیؓ کی خلافت کی نفی ثابت ہوتی ہے۔ نہ یہ کہ وہ خلیفہ تو تھے۔ اور ان کی خلافت تو ثابت ہے۔ مگر انسانوں کے بنائے ہوئے خلیفہ تھے۔ اور ان کی خلافت انسانوں کی دی ہوئی خلافت تھی۔ پس دعویٰ اور دلیل میں کوئی جوڑ نہیں۔ مگر میں اب علیٰ سبیل الفرض جناب شیخ صاحب کا ہم زبان ہو کر یہ کہتا ہوں۔ کہ ان حوالوں سے یہ ثابت ہوا۔ کہ حضرت علیؓ خلیفہ تھے۔ پر انسانوں کے بنائے ہوئے نہ کہ خدا کے بنائے ہوئے۔ پر یہ تو ایک جزئی ہے۔ اور یہ فقرہ کہ حضرت علیؓ انسانوں کے بنائے ہوئے خلیفہ تھے۔ ایک شخصیہ اور مخصوصہ (قضیہ) ہے۔ اور یہ دعوےٰ (کہ پہلے خلیفہ کے بعد کے سب خلفاء انسانوں کے بنائے

ہوئے خلیفے ہوتے ہیں۔ قضیہ کلیہ ہے۔ پس اس شخصیہ سے یہ کلیہ کس طرح ثابت ہو سکتا ہے
اب میں اس سے بھی آگے بڑھکر علی سبیل الفرض جناب شیخ صاحب کا ہم زبان ہو کر یہ کہتا ہوں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سر الخلافہ میں صاف الفاظ میں یہ فرما دیا ہے۔ کہ آیت استخلاف کے ماتحت صرف اور صرف حضرت ابوبکرؓ ہی کی خلافت آتی ہے۔ اور حضرت ابوبکرؓ کے بعد کسی خلیفہ کی خلافت نہیں آتی۔ نہ عمرؓ کی نہ عثمانؓ کی نہ علیؓ کی۔ مگر اس کی وجہ حضور نے یہ نہیں بیان فرمائی۔ کہ آیت استخلاف کا خلال لفظ اس پر دال ہے۔ کہ جو پہلا خلیفہ ہوگا۔ وہی اس کا مصداق ہوگا۔ اور اسی کی خلافت اس آیت کے ماتحت ہوگی۔ اور اس کے بعد کے خلفاء کی خلافت اس کے ماتحت نہیں ہوگی۔ بلکہ حضور نے اس کی وجہ یہ بیان فرمائی ہے۔ کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے وقت خوف آیا۔ اور سخت آیا۔ مگر امن سے بدل گیا۔ اور دین اسلام کی آپ کے وقت میں تمکین ہوئی۔ اور حضرت علیؓ کے زمانہ میں خوف ہی رہا۔ اور امن سے نہیں بدلا۔ اور دین اسلام کی اشاعت اور تمکین بھی نہیں ہوئی۔ یا بقول شیخ صاحب ابوبکر صدیقؓ کے بعد کسی خلیفہ کے وقت نہ تمکین ہوئی۔ نہ تبدیل خوف بالامن ہوئی۔ مگر نہ تو فی الواقعہ حضور نے یہ لکھا ہے۔ کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور دوسرے سب نبیوں کے خلفاء میں تمکین اور تبدیل صرف پہلے ہی خلیفہ کے وقت میں ہوئی ہے۔ اور آئندہ ہوگی۔ اور اس کے بعد کے خلفاء کے زمانہ میں تمکین و تبدیل نہ پہلے کبھی ہوئی ہے۔ اور نہ ہی آئندہ ہوگی۔ اور نہ ہی جناب شیخ صاحب کے ترجمہ حوالجات سر الخلافہ کے لحاظ سے حضور نے یہ کلیہ فرمایا ہے۔ بلکہ صرف نبی کریمؐ کے خلفاء میں سے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت علیؓ کی نسبت یا بقول شیخ صاحب حضرت علیؓ کے ساتھ حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کی نسبت لکھا ہے کہ ابوبکرؓ کی خلافت ایسی تھی۔ اور علیؓ کی ایسی نہیں۔ یا بقول شیخ صاحب حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ حضرت علیؓ کی خلافت ایسی نہیں تھی۔

پس اس شخصیہ سے جو حوالوں میں بیان ہوا ہے۔ جو کہ دو یا چار سے مخصوص ہے۔ برادعا کسطرح ثابت ہوا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ مذہب ہے۔ کہ آیت

استخلاف کے ماتحت صرف پہلے ہی خلیفہ کی خلافت ہوتی ہے۔ اور صرف پہلے ہی خلیفہ کو خدا منتخب کرتا ہے۔ اور بعد کے خلفاء کی خلافت آیت استخلاف کے ماتحت نہیں ہوتی، اور ان کے انتخاب میں خدا کا کوئی دخل نہیں ہوتا۔ یہ دعویٰ تو کلیہ ہے۔

پس یہ کلیہ جس کو شیخ صاحب حضرت صاحب کا عقیدہ اور مذہب کہتے ہیں۔ اور سرالخلافہ کے ان حوالوں کا وہ مفہوم جو کہ شیخ صاحب نے اپنے اشتہار میں درج کیا ہے جس کی غلطیاں مفصل طور پر میں پہلے لکھ چکا ہوں۔ مگر بالآخر میں نے اس کو علی سبیل الفرض تسلیم کر کے اوپر لکھ دیا ہے۔ اور تعین کے لئے اس پر خط کھینچ دیا ہے۔ ایک معین اور شخصی امر کے متعلق ہے کہ ابوبکر کی خلافت ایسی تھی۔ اور اس کے بعد کے تینوں خلیفوں کی ایسی نہیں تھی۔ نہ تو متحد اور مترادف ہیں۔ اور نہ ہی ایک دوسرے کو مستلزم ہے۔ پس کیا کوئی آنکھ کھلی رکھتے ہوئے یہ جرأت کر سکتا ہے۔ کہ وہ کہے۔ کہ اس شخصی اور مخصوص واقعہ کے بیان کرنے سے یہ کلیہ بیان کرنا لازم آگیا۔ یا یہ شخصیہ اور وہ کلیہ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ مترادف اور ہم معنے ہیں۔ یا لازم و ملزوم ہیں۔ آسانی فہم کے لئے میں ان دونوں کو اختصار کے ساتھ بالمقابل لکھتا ہوں۔

سرالخلافہ کے حوالوں کے مفہوم کا خلاصہ جو کہ شیخ صاحب نے ان سے سمجھا اور بیان کیا۔

صرف ابوبکرؓ کی خلافت آیت استخلاف کے ماتحت ہے۔ اور صرف اسی کو خدا نے خلیفہ منتخب کیا ہے۔ اس لئے کہ تمکین و تبدیل خوف بالامن اسی ہی کی خلافت میں ہوئی ہے۔ اور اس کے بعد کے تینوں خلیفوں میں سے کسی کی خلافت آیت استخلاف کے ماتحت نہیں۔ اور نہ اس کے انتخاب میں خدا کا کوئی دخل ہے۔ اس لئے کہ ان کی خلافت میں تمکین و تبدیل نہیں ہوئی۔

اور یہ ایک شخصی اور مخصوص امر ہے۔

خلاصۂ ادعا جس کو مذکورہ مفہوم سے ثابت کیا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کا یہ عقیدہ تھا۔ کہ سب خلیفوں میں سے کہ جن کو لوگ مقرر کرتے ہیں۔ صرف پہلا خلیفہ آیت استخلاف کے ماتحت ہوتا ہے۔ اور اس کو خدا منتخب کرتا ہے۔ اور اس کے بعد آنے والے خلیفوں کی خلافت آیت استخلاف کے ماتحت نہیں ہوتی۔ اور ان کے انتخاب میں خدا کا کوئی دخل نہیں ہوتا۔

اور یہ کلیہ ہے۔

پس اگر بالفرض ان حوالوں کا یہی مفہوم ہو۔ جو شیخ صاحب نے لکھا ہے۔ تو ان سے اسی قدر ثابت ہوگا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نزدیک صرف ابوبکر کی خلافت آیت استخلاف کے ماتحت ہے۔ اور صرف انہی کو خدا نے منتخب کیا ہے۔ اور عمرؓ عثمانؓ اور علیؓ کی خلافت اس کے ماتحت نہیں۔ اور ان کے انتخاب میں خدا کا دخل نہیں۔ اور ان سے ہرگز یہ ثابت نہیں ہوتا کہ حضور کا یہ مذہب تھا۔ کہ سب خلفاء میں سے پہلے کی خلافت آیت استخلاف کے ماتحت ہوتی ہے۔ اور اس کو خدا منتخب کرتا ہے۔ اور اس کے بعد کے خلفاء کی خلافت آیت استخلاف کے ماتحت نہیں ہوتی۔ اور ان کے انتخاب میں خدا کا دخل نہیں ہوتا۔

پس ابوبکرؓ کی خلافت کے آیت استخلاف کے نیچے ہونے اور ان کے بعد کے تینوں کی خلافت کے آیت استخلاف کے ماتحت نہ ہونے سے یہ کس طرح لازم آجاتا ہے۔ کہ اور خلفاء میں سے بھی پہلے کی خلافت آیت استخلاف کے ماتحت ہو۔ اور اس کے بعد کے خلیفوں کی خلافت اس کے ماتحت نہ ہو یہ تو ایسا ہے جیسا کوئی کہے کہ فلاں چار بھائیوں میں سے جو چھوٹا ہے۔ وہ عالم اور مالدار ہے۔ اس لئے وہ معزز ہے۔ اور بڑے تینوں عالم اور مالدار نہیں۔ اس لئے وہ معزز نہیں۔ تو جناب شیخ صاحب جیسا کوئی فاضل کہے۔ کہ اس قائل کا یہ عقیدہ ہے کہ جو بھی چار بھائی ہوں ان میں سے جو چھوٹا ہو۔ وہ معزز ہوتا ہے۔ اور بڑے معزز نہیں ہوتے بعینہٖ اسی طرح جناب شیخ صاحب نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعض عبارتوں سے یہ سمجھکر کہ چونکہ تمکین دین اور تبدیل خوف حضرت ابوبکرؓ کی خلافت میں واقع ہوئی ہیں۔ اس لئے ان کی خلافت آیت استخلاف کے ماتحت ہے۔ اور ان کے بعد کے خلفاء کی خلافت میں تمکین و تبدیل نہیں ہوئی۔ اس لئے ان کی خلافت آیت استخلاف کے ماتحت نہیں تو یہ سمجھتے ہی جناب شیخ صاحب بول اٹھے۔ کہ اس سے معلوم ہوا۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ سب خلیفوں سے پہلے کی خلافت آیت استخلاف کے ماتحت ہوتی ہے۔ اور اس کے بعد کے خلفاء کی خلافت آیت استخلاف کے ماتحت نہیں ہوتی۔ ہاں مالدار اور عالم ہونا جو زید کے معزز ہونے کی علّت ہیں۔ جو کہ چاروں بھائیوں میں سے چھوٹا ہے۔ اگر وہ قائل ساتھی یہ بھی کہدیتا۔ کہ عالم اور مالدار چھوٹا بھائی ہی ہمیشہ ہوا کرتا ہے۔ اور جو بھائی اس سے بڑا ہو۔ وہ کبھی عالم اور

مالدار نہیں ہوتا۔ تو پھر سننے والا یہ کہہ سکتا ہے۔ کہ فلاں کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ ہر چار بھائیوں میں سے چھوٹا ہی معزز ہوتا ہے۔ اور کوئی بڑا بھائی معزز نہیں ہوتا پس جناب شیخ صاحب نے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عبارتوں کا مفہوم بیان کیا ہے۔ اس میں حضرت ابوبکر کی خلافت کی آیت استخلاف کے ماتحت ہونے کی علت تو ذکر کی ہے۔ جو کہ تمکین و تبدیل ہے۔ تو اگر یہ بھی ذکر کر دیتے۔ کہ تمکین و تبدیل صرف پہلے کی خلافت میں ہوا کرتی ہے۔ اور اس کے بعد خلیفہ بننے والوں کی خلافت میں تمکین و تبدیل ہرگز نہیں ہوتی۔ تو پھر شیخ صاحب بھی یہ کہہ سکتے تھے۔ کہ اس سے معلوم ہوا۔ کہ حضرت صاحب کا یہ عقیدہ ہے کہ پہلے خلیفہ کی خلافت الخ مگر نہ حضرت صاحب کی محولہ عبارتوں میں یہ ہے۔ کہ تمکین و تبدیل صرف پہلے کی خلافت میں ہوتی ہے۔ اور دوسروں کی خلافت میں نہیں ہوتی۔ اور نہ ہی واقعہ میں ایسا ہے۔ اور نہ ہی جناب شیخ صاحب نے ایسا لکھا ہے۔ پس اسکے سوا چارہ نہیں۔ کہ وہ ضرب المثل دہراؤں۔ کہ دو اور دو چار روٹیاں۔ چونکہ شیخ صاحب کے ذہن میں یہ خیال باطل و محال تسلط پایا ہوا ہے۔ کہ میں خلیفہ ثانی کو خلافت سے معزول کراؤں۔ اور یہ تب ہو سکتا ہے۔ کہ پہلے عزل خلفاء جائز ثابت ہو۔ اور یہ اس وقت تک ثابت نہیں ہو سکتا۔ جب تک یہ ثابت ہو کہ خلفاء کو خدا مقرر نہیں کرتا۔ بلکہ انسان مقرر کرتے ہیں۔ اور اس کے ثبوت کی مانع آیت استخلاف تھی۔ جس میں صاف آیا ہے۔ کہ اللہ ان کو خلیفہ بنائے گا۔ تو آیت استخلاف کی روک کو ہٹانے کے لئے یہ منصوبہ گھڑا۔ کہ پہلے خلیفہ کو تو خدا ہی مقرر کرتا ہے۔ مگر بعد کے خلفاء کو انسان مقرر کرتے ہیں۔ گو آیت کے الفاظ اس کو بالصراحت ردّ کرتے ہیں۔ کیونکہ اس میں لیستخلفنہ نہیں بلکہ ھُمْ ہے ولیمکنن لہ نہیں بلکہ لھم ہے دینہ نہیں۔ دینھم ہے۔ ارتضیٰ لہ نہیں۔ لھم ہے لیبدلنہ نہیں لیبدلنھم ہے۔ خوفہ نہیں خوفھم ہے۔ جس کے معنے ایک کے یا پہلے کے ہرگز نہیں۔ مگر آپ کے دماغ پر یہ منصوبہ اس قدر غلبہ پا گیا ہے۔ کہ قرآن مجید کے صریح الفاظ کے خلاف شور کرنا شروع کر دیا۔ کہ آیت استخلاف کے ماتحت صرف پہلا خلیفہ ہی ہوتا ہے۔ بعد کے نہیں ہوتے۔ اور پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس کتاب کے کچھ حوالے لیکر جو کہ حضور نے علماء شیعہ کی تردید

کے لئے تھی۔ نہ کہ بیان عقائد کے لئے اور ان حوالوں سے اپنی غرض کے مطابق غلط معانی لیکر خلاصہ مفہوم ان حوالوں کا یہ بنایا۔ کہ صرف حضرت ابوبکرؓ ہی کی خلافت آیت استخلاف کے ماتحت ہے۔ کیونکہ تمکین اور تبدیل اسی میں واقع ہوئے اور ان کے بعد کے خلفاء کی خلافت آیت استخلاف کے ماتحت نہیں۔ کیونکہ ان کے زمانہ میں تمکین اور تبدیل واقع نہیں ہوئی یہاں پر پہونچ کر ان کے ذہن نے طرفہ ترین حرکت کی۔ کہ اپنے اس خودساختہ مفہوم حوالجات سے وہ طفرہ لگا کر کہ جس کے محال ہونے پر فلسفۂ قدیم وجدید متفق ہیں (یعنی کوئی متحرک ایک جگہ سے دوسری جگہ پر جا پہونچے۔ اور درمیانی مسافت پر سے نہ گذرے۔ اور اس کی دو صورتیں ہیں۔ اول یہ کہ مبدأ اور منتہا کے درمیان کوئی مسافت نہ ہو۔ جیسی آنکھ بینائی سے حرکت کرکے شنوائی تک پہونچ جائے۔ حالانکہ ان دونوں کے درمیان کوئی ایسے مدارج نہیں۔ کہ ان کو طے کرتے ہوئے بینائی شنوائی ہوجائے۔ جیسے سردی اور گرمی اور سیاہی اور سپیدی کے درمیان مدارج ہیں۔ کہ ان کو طے کرنے پر سرد چیز گرم اور سیاہ چیز سپید ہوجاتی ہے۔ یا مسافت تو ہے۔ مگر متحرک سوائے اس کے کہ اس پر سے گذرے اور اس کو طے کرے۔ دوسرے مقام پر چلا جائے۔ جیسا کہ فرش سے چھت پر اور زمین سے آسمان پر چلا جائے۔ اور درمیانی فضا کو طے نہ کرے۔ اور دونوں فلسفوں میں اسکو محال بیان کیا گیا ہے) اس پر پہنچ گئے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ پہلا خلیفہ آیت استخلاف کے ماتحت اور خدا کا منتخب کردہ ہوتا ہے۔ مگر اس کے بعد کے خلفاء آیت استخلاف کے ماتحت نہیں ہوتے۔ اور ان کے انتخاب میں خدا کا کوئی دخل نہیں ہوتا۔ حالانکہ اس خود اخذ کردہ مفہوم حوالجات میں اور مذکورہ عقیدہ کے درمیان کوئی علاقہ نہیں۔ کہ اس سے اس کی طرف ذہن کا انتقال ہو۔ مگر جناب شیخ صاحب کا ذہن اس خیال سے اس قدر متأثر ہوگیا ہے۔ کہ جو عبارت دیکھیں۔ اس سے ان کے ذہن میں یہی آتا ہے ؏

جدھر دیکھتا ہوں اُدھر تو ہی تُو ہے

ایسا ہی چند ایک ثبوت اس کے پیش کرتا ہوں۔ کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلفاء قیامت تک ہونگے۔ اور ان سب کو خدا ہی خلیفہ بنائے گا۔ اور وہ سب کے سب

آیت استخلاف کے ماتحت ہونگے۔ اور جو جناب شیخ صاحب نے کہا ہے۔ کہ صرف ایک ہی پہلا خلیفہ خدا بناتا ہے۔ اور وہی آیت استخلاف کے ماتحت ہوتا ہے۔ اور اس کے بعد کے خلفاء کو خدا تعالےٰ نہیں بناتا۔ اور نہ ہی وہ آیت استخلاف کے ماتحت ہوتے ہیں وہ غلط ہے۔ اور یہ جناب شیخ صاحب کا محض بہتان اور افتراء ہے۔ کہ یہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مذہب ہے۔ اور یاد رہے۔ کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے خلفاء نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم ہی کے خلفاء ہیں۔ ہاں چونکہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے خلفاء ماضی کے سلسلہ میں صرف مسیح موعودؑ نبی ہیں۔ اس لئے آپ کے بعد کے خلفاء محمدیہ کو خلفاء مسیحؑ بھی کہا جاتا ہے۔

پہلا ثبوت

خود آیت استخلاف ہے۔ سورۃ نور ع ۱۳ میں ہے۔ وعد اللہ الذین اٰمنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنّھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم الاٰیۃ اللہ نے تم میں سے ان مومنوں سے وعدہ کیا ہے۔ جو اعمال صالحہ بجالانے والے ہیں یا ہوں گے کہ وہ (اللہ) ان کو خلیفہ بنایا کرے گا۔ جیسا کہ وہ (اللہ) ان لوگوں کو خلیفے بناتا رہا ہے۔ جو ان سے پہلے (شریعت موسوی کے متبع) ہوئے ہیں۔ اس میں خلیفہ بنانے والا اللہ ہے۔ اس لئے کہ لیستخلفنّ کا فاعل یہاں پر وہ ضمیر ہے۔ جو اللہ کی طرف پھرتی ہے۔ پس اس آیت میں خلیفہ بنانا صرف اللہ تعالےٰ کا کام بتایا ہے۔ اور دوسرے کسی کو خلیفہ بنانے والا نہ اس آیت میں نہ ہی قرآن مجید کی کسی اور آیت میں اور نہ ہی کسی حدیث میں بتایا گیا ہے۔

سورۃ مزمل میں خداوند تعالےٰ نے انا ارسلنا الیکم رسولاً شاھداً علیکم کما ارسلنا الیٰ فرعون رسولاً (یقیناً ہم نے تمہارے لئے نمونہ بنا کر تمہاری طرف اسی طرح ایک عظیم الشان رسول بھیجا ہے۔ جیسا کہ ہم نے فرعون کی طرف ایک عظیم الشان رسول بھیجا تھا) فرما کر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو مثیل موسےٰ قرار دیا تھا۔ اور حضرت موسےٰ کے بعد خدا تعالےٰ ان کے خلفاء برابر بناتا رہا۔ اور آپ کے ۱۴ سو سال بعد ایک

عظیم الشان خلیفہ خدا تعالیٰ نے ان کو دیا جو کہ حضرت مسیح ابن مریم تھے۔ اور اس آیت استخلاف کما استخلف الذین من قبلھم فرما کر مثیل موسےٰ علیہما الصلوٰۃ والسلام کے خلفاء کو حضرت موسےٰ کے خلفاء کا مثیل قرار دے کر وعدہ کے ایفاء کا یقین دلایا۔ کہ مومنوں کے رسُول جو موسےٰ کے مثیل ہیں۔ ہم اس کے ماننے والوں میں اخیر تک پے درپے برابر خلیفے بناتے رہے ہیں۔ اسی طرح مثیل موسےٰ کے متبعین مومنوں میں بھی اخیر تک برابر خلیفے بناتے رہیں گے۔ پس اس آیت سے تین باتیں ثابت ہوتی ہیں۔

(۱) یہ کہ مومنوں میں ضرور خلیفے بنائے جائیں گے۔

(۲) مومنوں میں خلیفے اسی طرح بنائے جائینگے۔ جس طرح کہ موسےٰ کے اتباع میں بنائے گئے تھے۔ اور قرآن مجید اور احادیث نبویہ اور کتب سابقہ سے ثابت ہے۔ کہ حضرت موسےٰ کے اتباع میں اخیر تک پے درپے اور مسلسل خلیفے بنائے گئے تھے۔ لہذا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی امت میں بھی اخیر تک پے درپے اور مسلسل خلیفے بنائے جائینگے۔

(۳) حضرت موسےٰ کے اتباع میں جو اخیر تک پے درپے اور مسلسل خلیفے بنائے گئے تھے ان سب کو اللہ نے ہی بنایا تھا۔ پس امت محمدیہ میں بھی جو اخیر تک پے درپے اور مسلسل خلیفے بنائے جائینگے۔ ان سب کو بھی خدا ہی بنائے گا۔ اور یہ سب امور آیت استخلاف کے الفاظ سے صراحتاً ثابت ہیں۔

دُوسرا ثبوت

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام شہادۃ القرآن میں فرماتے ہیں۔ بعض صاحب آیت وعد اللہ الذین آمنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم کی عمومیت سے انکار کر کے کہتے ہیں۔ کہ منکم سے صحابہ ہی مراد ہیں۔ اور خلافت راشدہ حقہ انہی کے زمانہ تک ختم ہو گئی۔ اور پھر قیامت تک اسلام میں اس خلافت کا نام ونشان نہیں ہوگا۔ گویا ایک خواب وخیال کی طرح اس خلافت کا صرف تیس برس تک دور تھا۔ اور پھر ہمیشہ کے لئے اسلام ایک لازوال نحوست میں پڑ گیا۔ شہادۃ القرآن (صفحہ ۳۹)

اور ظاہر ہے۔ کہ حضرت موسےٰ کے خلفاء میں یہ احتمال ہی نہیں ہو سکتا۔ کہ صرف پہلے خلیفہ کو خدا نے بنایا۔ اور باقیوں کو انسانوں نے بنایا۔ کیونکہ ان کے خلفاء نبی اور رسُول تھے۔ جن کو سوائے خدا تعالےٰ کے اور کوئی نہیں بنا سکتا۔ اور جب سب خدا ہی نے بنائے۔ اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے خلفاء کی نسبت فرمایا۔ اللہ ان کو خلیفہ بنائے گا۔ جیسا کہ اس نے ان کو خلیفہ بنایا۔ جو ان سے پہلے تھے۔ تو اس سے بھی یہی لازم آیا۔ کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے خلفاء میں سے بھی کسی کو خدا کے سوا اور کوئی نہیں بنائے گا۔

تیسرا ثبوت

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام شہادۃ القرآن صفحہ ۵۸ پر لکھتے ہیں۔

"ان آیات (آیت استخلاف وغیرہا) کو اگر کوئی شخص تامل اور غور کی نظر سے دیکھے۔ تو میں کیونکر کہوں۔ کہ وہ اس بات کو سمجھ نہ جائے۔ کہ خدا تعالےٰ اس امت کے لئے خلافت دائمی کا صاف وعدہ فرماتا ہے۔ اگر خلافت دائمی نہیں تھی۔ تو شریعت موسوی کے خلیفوں سے تشبیہ دینا کیا معنے رکھتا تھا۔"

اس حوالہ سے صاف ظاہر ہے۔ کہ حضرت صاحب آیت استخلاف کو خلافت دائمی پر دال مانتے ہیں۔ اور علاوہ ان دلائل کے جو کہ حضور نے پیش فرمائے ہیں۔ قواعد بھی اسی کے مؤید ہیں۔ لیستخلفنّ مضارع ہے۔ جو ایسے مقامات پر استمرار تجددی (البیاد وام جو اس فعل کی بار بار تجدید سے پیدا ہو) پر دال ہوتا ہے۔ اور جب خلافت دائمی کا خدا تعالےٰ نے وعدہ فرمایا ہے۔ جیسا کہ حضورؑ فرما رہے ہیں۔ اور آیت میں وعد اللہ موجود ہے۔ تو پھر اس کا پورا کرنا اور ہمیشہ خلیفے بنانا خدا ہی کا کام ہے نہ بندوں کا ورنہ یہ وہی بات ہوگی۔ کہ کرے کوئی اور بھرے کوئی۔ خدا نے جب دائمی خلافت کا وعدہ فرمایا ہے۔ تو پھر وہ وعدوں کا سچا اور نہ تھکنے والا خدا دائماً خود خلیفے بناتا رہے گا۔ ایسا کرنا اس کی شان سے بالکل بعید ہے۔ کہ آیت استخلاف میں وعدہ تو کرے دائمی خلافت کا۔ مگر صرف ایک بنا کر پھر خود نہ بنائے۔ جیسا کہ اس نے وعدہ کیا تھا۔ اور اپنے وعدہ کے خلاف کرے۔ بلکہ وعدہ کے ساتھ اس نے قسم جو کھائی تھی۔ اس کے بھی خلاف کرے۔ کیونکہ زیر دالالام جس کو

لام تاکید کہتے ہیں۔ قائم مقام قسم ہوتا ہے۔ اور قسم کے معنے دیتا ہے۔ خدا کے برگزیدہ مسیح پر کتنا بڑا افتراء ہے وہ تو فرماتے ہیں۔ اور اپنی کتاب میں کھول کر لکھدیں۔ کہ آیت استخلاف میں خدا تعالےٰ نے خلافت دائمی کا وعدہ دیا ہے۔ بلکہ دوسروں پر بھی یہ حسن ظن ظاہر کرتے ہیں۔ کہ جو بھی اس آیت کو غور و تامل کی نظر سے دیکھیگا۔ وہ ضرور سمجھ جائیگا۔ کہ اس میں خدا تعالےٰ نے خلافت دائمی کا وعدہ کیا ہے۔ اور اس کے ساتھ لازم ہے۔ کہ پھر اس دائمی خلافت کے ہر ایک خلیفہ کو خدا تعالےٰ خود ہی خلیفہ بنائے۔ اور لغات عربیہ اور اس کے قواعد کی رُو سے اس آیت کے کسی طرح یہ معنے ہو ہی نہیں سکتے۔ کہ اللہ تعالےٰ صرف پہلے خلیفہ کو بنائے گا۔ اور اس کے بعد کے خلفاء کو انسان بنائیں گے۔ مگر جناب شیخ صاحب اس خدا کے مسیح پر جس کا حوالہ میں ابھی لکھ آیا ہوں۔ یہ افتراء کرتے ہیں۔ کہ آپ کا مذہب یہ ہے۔ کہ خدا تعالےٰ صرف پہلے خلیفہ کو بناتا ہے۔ اور اس کے بعد کے خلفاء میں خدا تعالےٰ کا کوئی دخل نہیں ہوتا۔ اور صرف پہلا خلیفہ آیت استخلاف کے ماتحت ہوتا ہے۔ اور دوسرے اس کے ماتحت نہیں ہوتے۔ اور پھر خدا کے مسیح پر افترا کرتے ہوئے خود خدا تعالےٰ پر بھی نہایت خطرناک الزام کی بنیاد رکھدی۔ کیونکہ آیت کریمہ کے الفاظ صفائی کے ساتھ اس پر دلالت کرتے ہیں۔ کہ خدا تعالےٰ نے مومنوں سے وعدہ کیا ہے۔ کہ وہ ہمیشہ ان میں سے خلیفے بناتا رہے گا۔ اور شیخ صاحب کہتے ہیں بنائے گا صرف ایک ہی۔ تو پھر ان باتوں میں سے کوئی کہنی پڑے گی۔ کہ وعدہ تو بے شک یہی کیا تھا۔ کہ ہمیشہ وہ خود ان میں خلیفے بناتا رہے گا۔ مگر پہلا خلیفہ بنانے کے بعد اس کو اپنا وعدہ (نعوذ باللہ من ذالک) بھول گیا۔ یا بھولا تو نہیں مگر تھک گیا۔ یا کوئی وجہ نہ تھی۔ مگر عمداً اس نے وعدہ خلافی شروع کر دی۔ (نعوذ باللہ من ھذہ البھتانات)

چوتھا ثبوت

شہادۃ القرآن صـ۶۲ میں حضور لکھتے ہیں۔

"اور اگر خلافتِ راشدہ صرف تیس برس تک رہ کر پھر ہمیشہ کے لئے اس کا دور ختم ہو گیا تھا۔ تو اس سے لازم آتا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کا ہرگز یہ ارادہ نہ تھا۔ کہ اس امت پر ہمیشہ

ابوابِ سعادت مفتوح رکھے۔"

اس عبارت میں حضور خلفاء کو امت کے لئے ابوابِ سعادت فرماتے ہیں۔ اور ان ابواب سعادت کے کھولنے اور بند کرنے کو خدا کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ اور پھر خدا کی شان سے اس کو بعید قرار دیتے ہیں۔ کہ وہ امتِ محمدیہ سے ابوابِ سعادت کو بند کر دے۔ اور یہ بالکل ظاہر ہے۔ کہ کوئی خلیفہ امت کے لئے تب ہی بابِ سعادت ہو سکتا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ نے اس کو خلیفہ بنایا ہو۔ اور اگر اس کو انسانوں نے بنایا ہو۔ تو پھر قطعًا لازم نہیں۔ کہ وہ بابِ سعادت ہو۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خلفاء کو امت کے لئے ابوابِ سعادت قرار دیا۔ اور ان ابواب سعادت کا کھولنا اور بند کرنا خدا کی طرف منسوب کیا ہے۔ اور یوں بھی ظاہر ہے۔ کہ انسانوں کے بنائے ہوئے خلیفے کب ابواب سعادت قوم اور ملت کے لئے ہو سکتے ہیں۔ ان کا ملت کے لئے ابوابِ سعادت بننا اسی صورت میں متصور ہو سکتا ہے۔ جبکہ خدا تعالیٰ ان کو خلیفہ بنائے۔ اور اسی وجہ سے حضور نے تیس سال تک دورِ خلافتِ راشدہ کے ختم اور بند کر دینے پر فرمایا۔ کہ اس صورت میں لازم آئے گا۔ کہ گویا خدا نے یہ ارادہ ہی نہیں کیا۔ کہ امتِ محمدیہ پر ہمیشہ کے لئے ابوابِ سعادت کھلے رہیں۔ پس دوامِ خلافت کے علاوہ اس حوالہ سے بھی یہی ثابت ہوا۔ کہ دائمی خلافت کے ماتحت جو خلیفے بھی ہونگے۔ ان سب کو خدا تعالیٰ ہی خلیفہ بنائے گا۔

پانچواں ثبوت

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام شہادۃ القرآن صفحہ ۲۹ پر فرماتے ہیں:۔

"اور اگر اس مماثلت سے (جو کہ آیت استخلاف میں کما استخلف الذین من قبلھم کے ساتھ بیان فرمائی ہے) مماثلت تامہ مراد نہیں۔ تو کلام عبث ہو جاتا ہے۔ کیونکہ شریعتِ موسوی میں چودہ سو برس تک خلافت کا سلسلہ ممتد رہا۔ نہ صرف تیس برس تک۔ اور صدہا خلیفے روحانی اور ظاہری طور پر ہوئے نہ صرف چار اور پھر ہمیشہ کے لئے خاتمہ۔"

اس حوالہ میں بھی حضور نے اس مماثلت سے (جو کہ آیت استخلاف میں کما کے ساتھ بیان کی گئی ہے) خلافت کے دوام پر استدلال فرمایا ہے۔ اور چونکہ یہ مماثلت

حضرت موسٰے کے خلفاء کے ساتھ ہے۔ جیسا کہ حضور ؑنے اس حوالہ میں بصراحت ان کو ذکر فرمایا ہے۔ اور موسوی خلفاء عموماً نبی تھے۔ اور نبی کو غالباً جناب شیخ صاحب بھی ابھی تک ایسا ہی سمجھتے ہونگے۔ کہ خدا تعالےٰ کے سوا اور کوئی بھی اس کو نہیں بنا سکتا۔ غالباً ابھی تک انبیاء کے سلسلہ تک وہ اپنی اس تھیوری کو (جو کہ خلفاء کے سلسلہ کے متعلق ایجاد کی ہے۔ کہ پہلے خلیفہ کو خدا تعالےٰ بناتا ہے۔ اور اس کے بعد آنیوالے خلفاء کو خدا نہیں بناتا۔ بلکہ ان کو انسان بناتے ہیں) وسیع نہیں کیا۔ یعنی انہوں نے یہ نہیں کہا۔ کہ سلسلہ انبیاء میں جو پہلا نبی ہو۔ اس کو خدا ہی بناتا ہے۔ مگر اس کے بعد کے انبیاء کے بنانے میں خدا کا کوئی دخل نہیں ہوتا۔ بلکہ ان کو انسان بناتے ہیں۔ بلکہ میں سمجھتا ہوں۔ کہ اب تک وہ اس عقیدہ میں ہمارے ساتھ ہیں۔ کہ ہر ایک نبی کو خواہ پہلا ہو یا بعد کا۔ اس کو صرف خدا تعالےٰ ہی بناتا ہے اور اس کے بنانے میں کسی انسان کا دخل نہیں ہوتا۔ پس حضرت موسٰے کے خلفاء (جو کہ مشبہ بہم ہیں) انبیاء تھے۔ جن کو صرف خدا تعالےٰ ہی بنایا کرتا ہے۔ اس لئے کما استخلف الذین من قبلھم میں سب کا خلیفہ بنانے والا خدا ہی ہے۔ اور یہ احتمال ناممکن ہے۔ کہ پہلے کا بنانے والا خدا ہو۔ اور اس کے بعد کے خلفاء کو انسان بنانے والے ہوں۔ اور ان کے خلیفہ بنانے میں خدا کا دخل نہ ہو۔ پس جب مشبہ بہ میں یہ احتمال نہیں۔ تو پھر مشبہ میں بھی اس احتمال کو نہیں لیا جاسکتا۔ پس جس طرح کما استخلف الذین من قبلھم میں سب کا بنانے والا خدا ہی ہے۔ اسی طرح لیستخلفنّھم میں بھی سب کا بنانے والا خدا ہی ہے۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام شہادۃ القرآن میں فرماتے ہیں (جیسا کہ میں پہلے درج کرچکا ہوں) کہ ان آیات کو اگر کوئی تامل اور غور کی نظر سے دیکھے۔ تو میں کیونکر کہوں۔ کہ وہ اس بات کو سمجھ نہ جائے۔ کہ خدا تعالےٰ اس امت کے لئے خلافت دائمی کا صاف وعدہ فرماتا ہے۔

مگر جناب شیخ صاحب باوجود فاضل۔ مصری۔ اعلیٰ مدرس عربی و دینیات ہونے کے اور سالہا سال احمدی رہنے اور اب بھی احمدی کہلانے کے یہ سمجھنا تو درکنار کہ خدا تعالیٰ نے اس آیت میں یہ وعدہ فرمایا ہے۔ کہ میں امتِ محمدیہ میں قیامت تک خلیفے بناتا رہونگا

بلکہ وُہ بھی نہیں سمجھے جو دوسرے مسلمان سمجھے ہوئے ہیں۔ کہ تیس سال تک یا چار بناؤنگا بلکہ وہ وُہ بھی نہیں سمجھے جو کہ خارجی لوگ سمجھے۔ کہ صرف دو بناؤنگا۔ بلکہ شیعہ کی طرح وہ یہ بھی نہیں سمجھے۔ کہ ایک بنا کر اس کے بعد اور گیارہ امام بناؤنگا۔ چو ایک خلیفہ کے ساتھ ملکر ۱۲ خلیفے نہ سہی۔ مگر ۱۲ امام تو ہو جاتے ہیں۔ بلکہ سمجھے تو یہ سمجھے۔ کہ آیت استخلاف میں خدا تعالےٰ نے یہ وعدہ فرمایا ہے۔ کہ میں صرف ایک ہی خلیفہ بناؤنگا۔ خواہ وہ اڑھائی یا چھ سال ہی خلافت کرے۔ اور اس کے بعد میں نہ کوئی خلیفہ بناؤنگا۔ اور نہ امام ہاں لوگ چاہیں۔ تو خود کسی کو خلیفہ بنا لیں۔ پھر شیخ صاحب اتنے ہی پر بس نہیں کرتے۔ کہ آیت استخلاف سے مجھے یہ سمجھ آیا ہے کہ خدا تعالےٰ نے مومنوں سے وعدہ کیا ہے۔ کہ تم میں سے صرف ایک خلیفہ میں بناؤنگا۔ اور اس کے بعد میں کوئی بھی نہیں بناؤنگا۔ ہاں اگر تمہیں بہت شوق ہُوا۔ تو کسی کو خود بنا لینا۔ اگر اسی قدر کہتے۔ تو ہم کہتے کہ غور و تأمل کی نظر سے نہیں دیکھا۔ اس لئے خلافت دائمہ کا خدائی وعدہ ان کی سمجھ میں نہیں آیا۔ مگر انہوں نے غضب تو یہ کیا۔ کہ کہتے ہیں۔ کہ مجھے یہ سمجھ آیا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ مذہب ہے کہ خدا صرف پہلے خلیفہ کو انتخاب فرماتا ہے۔ اور وہی آیت استخلاف کے ماتحت ہوتا ہے اور اس کے بعد کے خلفاء کے انتخاب میں خدا کا کوئی دخل نہیں ہوتا۔ ان کو لوگ ہی انتخاب کرتے ہیں۔ گویا حضرت صاحب کی طرف وہ بات منسُوب کرتے ہیں۔ کہ جس کا حضرت صاحب کو دوسرے غور اور تامل سے آیت استخلاف پر نظر کرنے والوں کی نسبت بھی وہم و گمان نہیں ہو سکتا۔ مگر جناب شیخ صاحب اس کو بے دھڑک خود حضور کا مذہب ظاہر کر رہے ہیں۔

چھٹا ثبوت

چھٹا ثبوت خلافت دائمی منجانب اللہ کا الحکم جلد ۱۲ نمبر ۲۷ مورخہ ۱۴ ۱پریل ۱۹۰۸ء صفحہ۲ والا وہ حوالہ ہے۔ جس کو جناب شیخ صاحب نے اپنے اشتہار (کیا تمام خلیفے خدا ہی بناتا ہے) میں سب حوالوں سے پہلے اپنے اس دعویٰ کے اثبات کے لئے پیش کیا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ پہلے خلیفہ کو تو خدا تعالےٰ منتخب کرتا ہے۔ اور اس کے بعد کے خلفاء کے انتخاب میں خدا کا کوئی دخل نہیں ہوتا۔ اور وہ حوالہ سیدنا حضرت

مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہے۔ چنانچہ حضور فرماتے ہیں۔
"صوفیا نے لکھا ہے۔ جو شخص کسی شیخ یا رسول اور نبی کے بعد خلیفہ ہونے والا ہوتا ہے۔ تو سب سے پہلے خدا کی طرف سے حق اس کے دل میں ڈالا جاتا ہے۔ جب کوئی رسول ومشائخ وفات پاتے ہیں۔ تو دنیا پر ایک زلزلہ آجاتا ہے۔ اور وہ ایک بہت ہی خطرناک وقت ہوتا ہے۔ مگر خدا کسی خلیفہ کے ذریعے اس کو مٹاتا ہے۔ اور پھر گویا اس امر کا از سرِ نو اس خلیفہ کے ذریعہ اصلاح و استحکام ہوتا ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کیوں اپنے بعد خلیفہ مقرر نہ کیا۔ اس میں بھی یہی بھید تھا۔ کہ آپ کو بھی خوب علم تھا۔ کہ اللہ تعالےٰ خود ایک خلیفہ مقرر فرما دیگا۔ کیونکہ یہ خدا ہی کا کام ہے۔ اور خدا کے انتخاب میں نقص نہیں۔ چنانچہ انہوں نے حضرت ابوبکرؓ کو اس کام کے واسطے خلیفہ بنایا۔ اور سب سے پہلے حق انہی کے دل میں ڈالا۔"

یہ حوالہ خلافت دائمی من اللہ کا بیّن ثبوت ہے۔ اس لئے کہ اس میں صرف نبی اور رسول ہی کی نسبت یہ نہیں فرمایا۔ کہ اس کی وفات کے بعد دُنیا پر زلزلہ آجاتا ہے۔ اور بہت ہی خطرناک وقت ہوتا ہے۔ بلکہ ان کے ساتھ آپنے مشائخ کو بھی شامل کر کے سب کی وفات پر دنیا میں زلزلہ آنے اور بہت خطرناک وقت ہونے اور خدا تعالےٰ کے کسی خلیفہ کے ذریعہ اس کو مٹانے کا ذکر کیا ہے۔ پس نبی کی وفات پر خدا تعالےٰ کوئی خلیفہ منتخب فرماتا ہے۔ اور خدا کا بنایا ہوا خلیفہ شیخ ہوتا ہے۔ اور جیسا ہر نبی کی وفات پر ایسا وقت آتا ہے۔ اسی طرح ہر شیخ کی وفات پر بھی ایسا وقت آتا ہے۔ اور خداوند تعالےٰ اس کا خلیفہ منتخب کر کے اس کے ذریعہ اس کو مٹاتا ہے۔ پس شیخ کی وفات پر بھی ایسا وقت ضرور آئے گا۔ اور اس کے مٹانے کے لئے خدا تعالےٰ ضرور کوئی خلیفہ بنائے گا۔ اور اسی طرح وہ بھی شیخ ہوگا۔ اور اس کی وفات پر بھی ضرور ایسا ہی ہوگا۔ پس اس ذریعہ سے خلافت دائمی ہوگی۔ اور ہر نبی اور شیخ کی وفات پر خلیفہ خدا ہی بنائے گا۔ جیسا کہ صاف لکھا ہے۔ کہ خدا کسی خلیفہ کے ذریعے اس کو مٹائے گا۔

جیرت کا مقام ہے۔ کہ حضورؑ کی یہ تحریر جو کھلے طور پر دو باتیں بتاتی ہے۔ کہ خلافت دائمی

ہے۔ جیساکہ حضور کی تصنیفات ہیں اور خصوصاً شہادۃ القرآن میں ہے۔ اور اس دائمی خلافت کے ماتحت جو بھی خلیفہ ہوتا ہے۔ اس کو خدا ہی مقرر فرماتا ہے۔ جیساکہ حضرت صاحب نے صاف لکھا ہے۔ کہ ہر ایک نبی اور مشائخ کی وفات سے دنیا پر ایک زلزلہ آتا ہے۔ اور وہ بہت ہی خطرناک وقت ہوتا ہے۔ اور اس کو خدا کسی خلیفہ کے ذریعے مٹاتا ہے۔ یہ نہیں فرمایا کہ صرف رسول کی وفات پر ایسا ہوتا ہے۔ جس کے مٹانے کے لئے خدا خلیفہ مقرر کرتا ہے اور مشائخ کی وفات پر ایسا نہیں ہوتا۔ تاکہ اس کے مٹانے کے لئے خلیفہ کی ضرورت ہوتی۔ اور خدا خلیفہ مقرر کرتا۔ مگر باوجودیکہ حضرت صاحب رسول اور مشائخ دونوں کی وفات پر اس ضرورت کے پیش آنے کی اور اس کے رفع کرنے کے لئے خدا کے خلیفہ مقرر کرنے کی صاف اور واضح الفاظ کے ساتھ تصریح کرتے ہیں۔ لیکن شیخ صاحب صرف نبی کی وفات پر ہی ضرورت بیان کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ اس کے بعد یہ ضرورت ہی نہ رہی۔ کہ خدا خلیفہ مقرر کرتا۔ ایک نابینا سے تو ایسا ہونا ممکن ہے۔ مگر جناب شیخ صاحب تو آنکھیں رکھتے ہیں۔ ان کو نظر آجانا چاہیئے تھا۔ کہ حضرت صاحب مشائخ کی وفات پر بھی اس ضرورت کے پیش آنے کا ویسا ہی ذکر کر رہے ہیں جیساکہ حضور نے رسول کی وفات پر اس ضرورت کے پیش آنے کا ذکر کیا ہے۔ اور جس طرح رسول کی وفات پر اس ضرورت کے پیش آنے پر خدا تعالےٰ کے کسی خلیفہ کے ذریعے اس کو مٹانے کا ذکر کیا ہے۔ اسی طرح مشائخ کی وفات پر اس ضرورت کے پیش آنے پر خدا تعالےٰ کے کسی خلیفہ کے ذریعے اس کو مٹانے کا ذکر کیا ہے۔ مگر شیخ صاحب مشائخ (یعنی خلفاء) کی وفات پر اس ضرورت ہی کی نفی کرتے ہیں۔ اور اس کی بناء پر خدا کے مقرر کرنے کی بھی نفی کر دیتے ہیں۔ سچ ہے۔ ؎

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد میلش اندر طعنۂ پاکاں زند

لا تعمی الابصار ولکن تعمی القلوب التی فی الصدور۔

ساتواں ثبوت

ساتواں ثبوت اس امر کا کہ خلیفہ خدا ہی بناتا ہے۔ پہلا ہو یا کوئی بعد کا۔ حوالہ مندرجہ بالا میں حضرت صاحب فرماتے ہیں:۔

"آنحضرتؐ نے کیوں اپنے بعد خلیفہ مقرر نہ کیا۔ اس میں بھی یہی بھید تھا کہ آپ کو خوب علم تھا۔ کہ اللہ تعالےٰ خود ایک خلیفہ مقرر فرما دیگا۔ کیونکہ یہ خدا کا ہی کام ہے"

دیکھئے کس تصریح کے ساتھ حصر کرکے آپ فرماتے ہیں۔ کیونکہ یہ (یعنی کسی) کو خلیفہ بنانا اور مقرر کرنا) خدا ہی کا کام ہے۔ تاویلیں تو آدمی جو چاہے گھڑ سکتا ہے۔ مگر خدا کے مسیح نے خلیفہ بنانا صرف خدا ہی کا کام بنایا ہے۔ اور پھر اس کو آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی طرف منسوب کیا ہے۔ کہ آپ کو خوب علم تھا۔ کہ خلیفہ بنانا خدا کا ہی کام ہے۔ لہذا وہ اپنا کام ضرور کرے گا۔ اور ضرور کوئی خلیفہ بنائے گا۔

جناب شیخ صاحب کی تاویل سازی کو ہم تب مانیں۔ کہ وہ حضرت صاحب کی کوئی ایسی تصریح ہم کو دکھا دیں۔ کہ خلیفہ بنانا آدمی کا بھی کام ہے۔ جیسا کہ ہم نے حصر کے ساتھ بتا دیا ہے۔ کہ خلیفہ بنانا خدا کا ہی کام ہے۔ یہاں پر پہلے دوسرے کے الفاظ نہیں۔ بلکہ صرف خلیفہ بنانیکا ذکر ہے

آٹھواں ثبوت

یہ قاعدہ کلیہ ہے۔ کہ جو اصل کو مقرر کرتا ہے۔ وہی اس کے نائب اور قائم مقام کو مقرر کرتا اور کر سکتا ہے۔ اور جو اصل کو مقرر نہیں کر سکتا۔ وہ اس کے نائب اور قائم مقام کو بھی مقرر نہیں کر سکتا۔ سب عہدہ داروں اور ان کے قائم مقاموں کے مقرر کرنے کے اختیارات اسی قاعدہ کے مطابق ہیں۔ اصل نبی اور رسول ہے۔ اور خلیفہ اس کا نائب اور قائم مقام ہے۔ نبی اور رسول کو خدا ہی مقرر کرتا ہے۔ اور انسانوں کے اختیار سے باہر ہے۔ کہ وہ کسی کو نبی اور رسول مقرر کریں۔ اور نبی کا نائب اور قائم مقام خلیفہ ہے۔ پس اس قاعدہ کلیہ کے مطابق جو خلیفہ کے اصل (نبی اور رسول) کو مقرر کر سکتا ہے۔ وہی اس کو بھی مقرر کر سکتا ہے۔ اور جو اس کے اصل کو مقرر نہیں کر سکتا۔ وہ اس کو بھی مقرر نہیں کر سکتا۔ اور ظاہر اور مسلّمہ ہے۔ کہ اس کے اصل (نبی اور رسول) کو سوائے خدا تعالےٰ کے اور کوئی مقرر نہیں کر سکتا ہے۔ پس خلیفہ کو جو کہ نبی کا نائب اور قائم مقام ہے۔ اس کو بھی سوائے خدا تعالےٰ کے اور کوئی مقرر نہیں کر سکتا۔ پس خلیفہ بنانا خدا ہی کا کام ہے۔ جیسا کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے الحکم والے حوالہ میں فرمایا ہے۔ جو ساتویں ثبوت میں لکھا جا چکا ہے۔

یہاں پر ایک بات کا ذکر کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ جس طرح نبی کے لئے کوئی ضروری نہیں۔ کہ بادشاہ بھی ہو۔ بہت سے نبی ہیں۔ کہ وہ بادشاہ نہیں۔ بلکہ کسی بادشاہ کے رعیت ہیں۔ اور بعض نبی ایسے بھی ہیں۔ جو بادشاہ بھی تھے۔ اسی طرح ان کے خلفاء کے لئے بھی کوئی ضروری نہیں۔ کہ ضرور بادشاہ ہوں۔ ہاں کبھی روحانی خلافت اور بادشاہی ایک شخص میں اور بعض اوقات دونوں علیحدہ علیحدہ ہوجاتی ہیں۔ چنانچہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد تیس سال تک یہ دونوں جمع رہیں۔ اس کے بعد دونوں علیحدہ ہوگئیں۔ اور جس حدیث میں خلافت تیس سال تک بتائی گئی ہے۔ اس کا یہی مطلب ہے۔ اور خود خلافت دائمی ہے۔ اور حضرت موسےٰ کے خلفاء جو ۱۴ سو سال تک ان کا دور رہا۔ ان کا بھی یہی حال رہا ہے۔ اور یہی مطلب ہے حضرت صاحب کی عبارت کا جو کہ شہادۃ القرآن ص۲۹ سے میں نے پہلے درج کی ہے۔ جو یہ ہے۔

"اور صدہا خلیفے روحانی اور ظاہری طور پر ہوئے ہیں۔ نہ صرف چار۔"

اور اسی طرح خلافت کا دوام ہے۔ نہ یہ کہ بادشاہ خلیفے دائماً ہوتے رہیں گے۔ اور یہی وجہ ہے کہ مشائخ کی وفات کے بعد بھی ضرورت پیش آنے اور پھر اس کو رفع کرنے کے لئے خدا کے خلیفہ بنانے کا ذکر کیا ہے۔ کیونکہ وہ مشائخ روحانی خلیفے ہیں۔ اور جس طرح ہر نبی کے بعد خلیفہ ہوتا ہے اسی طرح ہر خلیفہ کے بعد خلیفہ ہو۔ اس لئے ہر شیخ کے بعد اس کا خلیفہ ہوتا ہے۔

ان حوالوں سے ان گذشتہ ثبوتوں کے علاوہ اور امور بھی ثابت ہوتے ہیں۔ جن کو میں ساتھ ساتھ بیان کرتا آیا ہوں۔ اور وجہ ثبوت کی بیان کرتا رہا ہوں۔ مگر ان امور کے علاوہ ہر ایک ثبوت جناب شیخ صاحب کے ان بیانات کو بھی براہِ راست باطل قرار دیتا ہے۔ کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ مذہب ہے۔ کہ خدا تعالےٰ صرف پہلے خلیفہ کو بناتا ہے۔ اور باقیوں کے بنانے میں خدا کا کوئی دخل نہیں ہوتا۔ بلکہ ان کو انسان بناتے ہیں۔ کیونکہ ان [illegible] یہی ہے۔ کہ سب خلیفوں کو خدا تعالےٰ ہی بناتا ہے۔ اور خلیفہ بنانا اسی کا کام ہے۔ کسی انسان کا کام نہیں۔ اور اکثر حوالے خود حضرت صاحب کے ہیں۔ جن میں یہ ہے۔ کہ سب خلفاء کو خدا تعالےٰ ہی بناتا ہے پس شیخ صاحب نے جو بات بیان کی ہے وہ بھی غلط محض ہے۔ اور اس غلط محض کو جو حضرت صاحب

کا مذہب کہا ہے۔ یہ بھی خدا کے مسیح پر افتراء اور بہتان ہے۔

لیکن اب میں ایک ایسا حوالہ پیش کرتا ہوں۔ جو صرف شیخ صاحب کے اس غلط مذہب ہی کا ابطال کرتا ہے۔ شیخ صاحب کے اس مذہب کے دو حصے ہیں۔ (۱) پہلے خلیفہ کو خدا بناتا ہے (۲) اس کے بعد کے خلیفوں کو خدا نہیں بناتا۔ بلکہ انسان بناتے ہیں۔ پہلے حصہ میں تو ہم بھی شیخ صاحب کے ساتھ ہیں۔ کیونکہ جب ہمارے نزدیک سب خلیفوں کو خدا ہی بناتا ہے۔ تو ان میں ہی پہلا بھی ہے۔ اختلاف صرف دوسرے حصہ میں ہے۔ کہ شیخ صاحب کہتے ہیں کہ انکے بنانے میں خدا کا کوئی دخل نہیں ہوتا۔ اور ان کو انسان بناتے ہیں۔ اور ہم کہتے ہیں۔ کہ جس طرح پہلے کو خدا بناتا ہے۔ اسی طرح اس کے بعد کے خلیفوں کو بھی خدا ہی بناتا ہے۔ تو اگر کوئی ایسا حوالہ ہو۔ کہ جس میں یہ بیان ہو کہ دوسرے یا تیسرے یا چوتھے کو خدا نے بنایا ہے۔ تو شیخ صاحب کے مذہب کا دوسرا حصہ باطل ہو جاتا ہے۔

نواں ثبوت

نواں ثبوت یہ ہے۔ کہ حضرت عثمانؓ بن عفان جو کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تیسرے خلیفہ ہیں۔ صحیح ترمذی میں ہے۔ کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو فرمایا۔ انہ لعل اللہ یقمصک قمیصًا فان ارادوک علی خلعہ فلا تخلعہ لھم۔ یعنی امید ہے۔ کہ خدا تعالےٰ تجھے (خلافت کی) قمیص پہنائے گا۔ پس اگر لوگ اس کے اتار دینے کے لئے تجھے قتل کر دینا چاہیں۔ تو تم ان کے لئے اس کو مت اتارو۔ اس حدیث میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیشگوئی کے طور پر جس کا علم خدا ہی نے آپؐ کو دیا تھا۔ حضرت عثمانؓ کے خلیفہ بنائے جانے کا ذکر فرمایا ہے۔ اور ان کو خلیفہ بنانے والا خدا تعالےٰ کو بیان فرمایا ہے۔ پس جب تیسرے خلیفہ کو خدا تعالےٰ نے خلیفہ بنایا۔ اور اس کو خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خدائے علیم و خبیر سے خبر پاکر بیان فرمایا۔ تو پھر جناب شیخ صاحب کا یہ کہنا یقینًا غلط ثابت ہو گیا۔ کہ پہلے خلیفہ کے بعد آنیوالے خلفاء کے انتخاب میں خدا تعالےٰ کا کوئی دخل نہیں ہوتا۔ بلکہ ان میں سے ہر ایک کو انسان ہی خلیفہ بناتے ہیں۔ جناب شیخ صاحب کا اصل مقصد تو صرف سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی (ایدہ اللہ بنصرہ العزیز) کا عزل ہے

لیکن یہ تب ہی ممکن منصور کیا جا سکتا تھا۔ کہ پہلے خلفاء کے عزل کا شرعی جواز ثابت ہو۔ مگر عزل خلفاء کے جواز کے راستہ میں میرا ہی ایک خطبہ جمیعہ چٹان اور سدِ راہ بن گیا تھا۔ جس میں مَیں نے انہی کے ایک ہم خیال کی تردید میں کہا تھا۔ کہ آیت استخلاف سے صاف صاف ثابت ہے۔ کہ خلفاء کو خدا تعالےٰ ہی مقرر فرماتا ہے۔ اور خدا تعالےٰ کے مقرر فرمودہ خلیفہ کو سوائے خدا تعالےٰ کے اور کوئی معزول کرنے کا مجاز نہیں ہو سکتا۔ اور عام قاعدہ بھی یہی ہے۔ کہ جو کسی کو کسی عہدہ پر مقرر کرتا ہے۔ وہی اس کو معزول بھی کر سکتا ہے۔ اور جس کا اس کے تقرر میں دخل نہیں ہوتا وہ اسکو معزول بھی نہیں کر سکتا۔ اور علاوہ آیت استخلاف کے (کہ جس میں خدا تعالےٰ مومنوں سے خطاب کر کے انسے وعدہ کرتا ہے۔ جو تم میں سے ایمان لائیں گے۔ اور عمل صالح بجا لائیں گے کہ میں خود ان کو ضرور ہی خلیفہ بناؤنگا الخ) عقلاً بھی خلیفہ بنانا خدا ہی کا کام ہے۔ اس لئے کہ خلیفہ نبی اور رسول کا نائب اور قائم مقام ہوتا ہے۔ اور قاعدہ یہی ہے۔ کہ جو اصل کو بنا سکتا ہے۔ وہی اس کے نائب اور قائم مقام کو بھی بنا سکتا ہے۔ اور جو اصل کو نہیں بنا سکتا۔ وہ اس کے نائب اور قائم مقام کو بھی نہیں بنا سکتا۔ اور اصل نبی اور رسول ہے۔ اور خلیفہ نبی اور رسول کا نائب اور قائم مقام ہے۔ لہذا جو نبی اور رسول کو بنا سکتا ہے۔ وہی اس کے خلیفہ کو بنا سکتا ہے۔ اور جو نبی اور رسول کو نہیں بنا سکتا۔ وہ اس کے خلیفہ کو بھی نہیں بنا سکتا۔ اور ظاہر ہے۔ کہ نبی اور رسول کو صرف خدا ہی بناتا ہے۔ اور انسان اس کو نہیں بنا سکتا۔ لہذا اس کے خلیفہ کو بھی خدا ہی بناتا ہے۔ اور انسان اس کو نہیں بنا سکتا۔ پس جب آیت اور عقل دونوں گواہی دے رہی ہیں۔ کہ خلیفہ کو خدا ہی بناتا ہے۔ اور انسان اس کو نہیں بنا سکتا۔ تو پھر انسان اس کو معزول بھی نہیں کر سکتا۔ بلکہ وہ خود بھی اپنے آپ کو معزول نہیں کر سکتا۔ صرف وہ خدا ہی اس کو معزول کر سکتا ہے۔ کہ جس نے اس کو خلیفہ بنایا ہے۔ مگر جب ہم خدا تعالےٰ کی سنت پر نظر ڈالتے ہیں۔ تو ہمیں صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ خدا نے جس کو نبی اور رسول بنایا ہے۔ گو وُہ اس کو اس عہدہ سے معزول بھی کر سکتا تھا۔ مگر کبھی اس نے کسی کو نبی اور رسول بنا کر پھر اس کو معزول نہیں کیا۔ اسی طرح جس کو اس نے خلیفہ بنایا ہے۔ گو وُہ اس کو معزول کر سکتا تھا۔ مگر کبھی اس نے کسی کو خلیفہ بنا کر پھر اس کو معزول نہیں کیا۔ تو جناب شیخ صاحب نے اس سدِ راہ

چٹان کو جگہ سے ہلانے سے عاجز آ کر اس سے ادھر ادھر ہو کر آگے نکل جانے کے لئے ایک سبیل ایجاد کرلی۔ یہ چٹان تب جگہ سے ہلتی۔ کہ با نو آیت اور عقلی قاعدہ کے متعلق وہ یہ ثابت کرتے کہ یہ دونوں اس پر دال نہیں۔ کہ نبی اور رسول کے خلفاء کو خدا ہی بناتا ہے۔ اور انسان نہیں بنا سکتا۔ اور یا اس کو تو تسلیم کرتے۔ مگر کہتے کہ خدا کے مقرر کردہ خلفاء کو بھی حضرت انسان معزول کر سکتا ہے۔ مگر یہ دونوں ان کی طاقت سے باہر تھے۔ لہذا انہوں نے ان کو چھوڑ کر یہ سبیل ایجاد کی۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ مذہب ہے۔ کہ پہلے خلیفہ کو خدا ہی بناتا ہے۔ مگر اس کے بعد کے خلفاء کو خدا نہیں بناتا۔ بلکہ انسان بناتے ہیں۔ تو پھر وہ ان کو معزول بھی کر سکتے ہیں۔ اب اس ایجاد بندہ کے لئے کوئی ثبوت چاہئے۔ تو خلفاء مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام میں تو ایسے ثبوت کے ملنے کی کوئی امید نہ تھی۔ اس لئے نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلفاء کی طرف جانا پڑا۔ اور اس وجہ سے آپ نے ان پر یہ وار کیا۔ ورنہ ان کا مقصد ان پر حملہ کرنا نہیں تھا۔ بلکہ ان کا مقصد خلفاء مسیح موعود علیہ السلام تھے۔ اور ان میں سے بھی براہ راست صرف سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز) پر ہی وار کرنا مقصود تھا۔ اس لئے اب میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایسا حوالہ پیش کرتا ہوں۔ جو کہ گو ضمناً اور بالتبع پہلے سب خلفاء کو منجانب اللہ ثابت کرتا ہو۔ لیکن براہ راست اور بالاصالہ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سلسلہ خلفاء کو قیامت تک ممتد کرتا ہو۔ اور ان میں سے ہر ایک کو خدا کا مقرر کردہ خلیفہ بیان کرتا ہو۔ اور اس مقصد میں ایسا واضح ہو۔ کہ اس میں کسی قسم کا ہیر پھیر نہ چل سکتا ہو۔ اور وہ حوالہ رسالہ الوصیت کا ہے۔ اور اس کا پیش کرنا میرا حق بھی ہے۔ کیونکہ خداوند تعالےٰ کے فضل اور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی مہربانی اور ذرہ نوازی سے مجھے اس کی خدمت کا موقعہ دیا ہوا ہے۔ اور وہ حوالہ یہ ہے۔

دسواں ثبوت

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے رسالہ الوصیت میں لکھا ہے۔

"غرض دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے۔ (۱) اول خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ

دکھاتا ہے۔ (۲) دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے۔ اور دشمن زور میں آجاتے ہیں۔ اور خیال کرتے ہیں کہ اب کام بگڑ گیا۔ اور یقین کر لیتے ہیں۔ کہ اب یہ جماعت نابود ہو جائے گی۔ اور خود جماعت کے لوگ بھی تردد میں پڑ جاتے ہیں۔ اور ان کی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں۔ اور کئی بدقسمت مرتد ہونے کی راہیں اختیار کر لیتے ہیں تب خدا تعالےٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے۔ اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے۔ پس وہ جو اخیر تک صبر کرتا ہے۔ خدا تعالےٰ کے اس معجزہ کو دیکھتا ہے۔ جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے وقت میں ہوا۔ جبکہ آنحضرتؐ کی موت ایک بے وقت موت سمجھی گئی۔ اور بہت سے بادیہ نشین نادان مرتد ہو گئے۔ اور صحابہ بھی مارے غم کے دیوانہ کی طرح ہو گئے۔ تب خدا تعالےٰ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو کھڑا کرکے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا۔ اور اسلام کو نابود ہوتے ہوتے تھام لیا۔ اور اس وعدہ کو پورا کیا۔ جو فرمایا تھا۔ ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضی لھم ولیبدلنھم من بعد خوفھم امنًا یعنی خوف کے بعد پھر ہم ان کے پیر جما دینگے۔ ایسا ہی حضرت موسےٰ علیہ السّلام کے وقت میں ہوا۔ جبکہ حضرت موسےٰ مصر اور کنعان کی راہ میں پہلے اس سے جو بنی اسرائیل کو وعدہ کے موافق منزلِ مقصود تک پہنچائیں۔ فوت ہو گئے۔ اور بنی اسرائیل میں ان کے مرنے سے ایک بڑا ماتم برپا ہوا۔ جیسا کہ توریت میں لکھا ہے۔ کہ بنی اسرائیل اس بے وقت موت کے صدمہ سے اور حضرت موسےٰ کی ناگہانی جدائی سے چالیس دن تک روتے رہے۔ ایسا ہی حضرت عیسےٰ علیہ السّلام کے ساتھ معاملہ ہوا۔ اور صلیب کے واقعہ کے وقت تمام حواری تتر بتر ہو گئے۔ اور ایک ان میں سے مرتد بھی ہو گیا۔

سو اے عزیزو! جبکہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے۔ کہ خدا تعالےٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے۔ تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کرکے دکھلاوے۔ سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالےٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی۔ غمگین مت ہو۔ اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں۔ کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے۔ اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے

کیونکہ وہ دائمی ہے۔ جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ اور وُہ
دوسری قدرت نہیں آسکتی۔ جب تک میں نہ جاؤں۔ لیکن میں جب جاؤنگا
تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیجدے گا۔ جو ہمیشہ تمہارے
ساتھ رہے گی۔ جیسا کہ خدا کا براہین احمدیہ میں وعدہ ہے۔ اور وہ وعدہ میری
ذات کی نسبت نہیں ہے۔ بلکہ تمہاری نسبت وعدہ ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے۔ کہ میں
اس جماعت کو جو تیرے پیرو ہیں۔ قیامت تک دوسروں پر غلبہ دُونگا۔ سو ضروری
ہے۔ کہ تم پر میری جدائی کا دن آوے۔ تا بعد اس کے وہ دن آوے۔ جو دائمی
وعدہ کا دن ہے۔ وہ ہمارا خدا وعدوں کا سچّا اور وفادار اور صادق خدا ہے
وہ سب کچھ تمہیں دکھائیگا۔ جس کا اس نے وعدہ فرمایا۔ اگرچہ یہ دن دنیا کے
آخری دن ہیں۔ اور بہت بلائیں ہیں۔ جن کے نزول کا وقت ہے۔ پر ضرور
ہے۔ کہ یہ دُنیا قائم رہے۔ جب تک وہ تمام باتیں پوری نہ ہوجائیں۔ جن
کی خدا نے خبر دی۔ میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہُوا
اور میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہُوں۔ اور میرے بعد بعض اور وجُود ہونگے
جو دوسری قدرت کے مظہر ہوں گے"

اب یہ حوالہ حضورؑ کی کسی ایسی کتاب کا نہیں۔ جو مناظرہ کے رنگ میں لکھی گئی ہو۔
بلکہ یہ حضور نے اپنی جماعت کے لئے نصیحت اور وصیت کے لئے لکھی ہے۔ اس میں پہلے لکھا

کہ خدا تعالےٰ دو قسم کی قدرتیں ظاہر کرتا ہے۔ اور ان دونوں قدرتوں کو بار بار اس عبارت میں اللہ تعالےٰ کی طرف منسوب کیا ہے۔ اور ان کو انسانی قدرتیں یا مطلق قدرتیں نہیں بلکہ ان کو خدا کی قدرتیں فرمایا ہے۔ پھر ان کے ظاہر کرنے والا بھی خدا تعالےٰ کو قرار دیا ہے پھر قدرتِ ثانیہ کا مظہر خلفاء کو قرار دیا۔ اور پھر خصوصیت سے اپنے اور اپنے خلفاء کی نسبت فرمایا۔ کہ:-

"میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہؤا۔ اور میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں۔ اور میرے بعد بعض اور وجود ہونگے۔ جو دوسری قدرت کا مظہر ہونگے"

پس جب وہ خدا کی قدرت ہیں۔ اور خدا ہی اس قدرت کو ظاہر فرماتا ہے۔ تو پھر ان کے منجانب اللہ ہونے سے کون ہے جو عقل و ایمان اور حیا رکھتے ہوئے انکار کر سکے۔ ہاں جو حیا کا نقاب اپنے منہ سے اٹھا دیئے۔ سو وہ جو چاہے کر سکتا ہے۔ حضور نبی کریمؐ کا ارشاد ہے۔ اذا لم تستحي فاصنع ما شئت۔ مصرع

بے حیا باش ہرچہ خواہی کن

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے بعد قدرتِ ثانیہ کا مظہر ایک یا دو نہیں قرار دیتے۔ بلکہ فرماتے ہیں۔ میرے بعد بعض اور وجود ہونگے۔ جو دوسری قدرت کا مظہر ہونگے جس سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضور کے بعد مظاہر قدرتِ ثانیہ تین سے کم نہیں۔ اور سینکڑوں اور ہزاروں کا امکان ہے۔ بلکہ فرمایا۔ یہ قدرتِ ثانیہ دائمی ہے۔ جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ اور فرمایا۔ جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سب خلفاء کے منجانب اللہ ہونے کا اس سے بڑھکر واضح ترین حوالہ کیا ہو سکتا ہے۔ حتےٰ کہ وہ تمایہ جو کہ رسولوں اور ان کے خلفاء کے منجانب اللہ ہونے کا اعلیٰ ترین ثبوت ہوتا ہے۔ جس طرح حضرت مسیح ناصری علیٰ نبینا و علیہ السّلام کو بلا واسطہ نہیں۔ بلکہ بواسطۂ خلفاء حاصل ہؤا تھا۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے۔ کہ ہم نے مسیح کو پہلے سے یہ خبر دیدی تھی۔ وجاعل الذین اتبعوك فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ۔ اور تیرے تابعداروں کو کافروں پر قیامت تک غالب

کر رکھونگا۔ اسی طرح سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی بذریعہ وحی پہلے سے بتا دیا تھا۔ کہ تیرا مخالفوں پر غلبہ تیرے ان خلفاء کے ذریعہ ہوگا۔ جو تیرے تابعدار ہونگے۔ اور چونکہ ان کا سلسلہ قیامت تک غیر منقطع ہوگا۔ اس لئے یہ غلبہ بھی قیامت تک رہیگا معلوم ہوتا ہے۔ جناب شیخ صاحب نصیبیں کے دھنی ہیں۔ معزول کرنے لگے تو ان خلفاء کو جن میں سے ہر ایک خدا کے مسیح عم کے بیان کے مطابق خدا کی قدرت ہے۔ جس طرح خدا نے اپنے مسیح ع کے ذریعے اپنا ایک مقتدر ہاتھ دکھایا تھا۔ اسی طرح ان خلفاء میں سے ہر ایک کے ذریعے خدا اپنا دوسرا مقتدر ہاتھ دکھائے گا۔ پس کون ہے جو خدا کی قدرت کا مقابلہ کرے۔ کون ہے جو اس خدا کے مقتدر ہاتھ سے پنجہ کرے۔ جس کے دونوں ہاتھ یمین اور دست راست ہیں۔ ہاں وہی ایسا خیال کرے گا۔ جس کے دماغ میں عقل نہیں۔ یا اس کی کھوپری میں دماغ نہیں۔ پھر کون عقلمند ہے۔ جو ان خلفاء میں سے کسی پر غالب آنے کا تصور کرے۔ جن کے قیامت تک اپنے مخالفوں پر غالب رہنے کا خدائے علیم و قدیر اعلان کر چکا ہے۔ ہاں وہی جو یہود کی طرح ضربت علیھم الذلۃ والمسکنۃ وباؤا بغضب من اللہ کا ٹائٹل حاصل کرنا چاہتا ہو۔ تلک عشرۃ کاملۃ۔

میں چونکہ اسی مضمون میں امت محمدیہ میں خلافت قائمہ دائمہ منجانب اللہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریروں سے ایسے بیّن طریقوں سے ثابت کر آیا ہوں جو کہ براہین قطعیہ ناطقہ ہیں۔ جن کی تردید اس وقت تک جناب شیخ صاحب اور انکے مددگاروں کی طاقت سے باہر ہے۔ جب تک کہ وہ منہ اور قلم سے یہ ظاہر کر رہے ہیں۔ کہ وہ مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور الوصیّت کے مذکورہ بالا حوالہ سے خصوصیت کے ساتھ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں خلافت قائمہ دائمہ منجانب اللہ کہ جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ ثابت کر چکا ہوں۔ اور جناب شیخ صاحب اپنے دونوں اشتہاروں میں اس کو تسلیم کر چکے ہیں۔ کہ جو خلفاء منجانب اللہ ہوں۔ ان کو انسان معزول نہیں کر سکتے۔ اس لئے اب میرے لئے قطعًا اس کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہی تھی۔ کہ خلفاء کے معزول کر سکنے نہ کر سکنے یا ان کے معزول ہو سکنے یا نہ ہو سکنے کے متعلق

کچھ لکھوں۔ گویا اس کے ثابت کرتے ہی سے کہ سب خلفاء عموماً اور سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کے خلفاء خصوصاً منجانب اللہ ہیں۔ یہ ثابت ہو گیا۔ کہ سب خلفاء عموماً اور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلفاء خصوصاً معزول نہیں کئے جا سکتے۔ اور نہ ہی وہ معزول ہو سکتے ہیں۔ مگر جناب شیخ صاحب نے اپنے زعم میں عزلِ خلفاء کے کچھ دلائل لکھے ہیں۔ اس لئے میں نے مناسب سمجھا۔ کہ جناب شیخ صاحب کے مزعومہ دلائل کی قلعی بھی کھول دُوں۔ اور چند ایک دلائل بھی لکھدوں۔ تاکہ پڑھنے والوں کو ان پر یکجا نظر ڈالنے کا موقعہ مل جائے۔ وباللہ التوفیق ونعم المولیٰ ونعم الرفیق۔

مجھے تو شیخ صاحب کے ہر ایک استدلال پر اس قدر حیرت دامنگیر ہوتی ہے۔ کہ مجھے اس کا تسلیم کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ کہ یہ اس شیخ مصری صاحب کا استدلال ہے۔ جو کہ ہمارے مدرسہ احمدیہ میں مدرسِ اعلیٰ تھے۔ مگر بعض وجوہات سے ہیڈ ماسٹر کہلاتے تھے مثال کے طور پر اسی عزلِ خلفاء کے بارہ میں حضرت عثمانؓ کی نسبت لکھتے ہیں۔ کہ مسلمانوں نے کہا۔ اب ہم واپس نہیں جائیں گے۔ جب تک آپؓ کو معزول نہ کرلیں۔ پس ہماری خلافت کو واپس کر دیجئے۔ اور ہمارے کام سے معزول ہو جائیے۔ تو حضرت عثمانؓ نے ان کو جواب دیا۔ کہ میں اس قمیص کو تو نہیں اُتارتا۔ جس کو مجھے اللہ تعالیٰ نے پہنایا ہے۔ آخر جب انہوں نے عزل کو منظور نہ کیا۔ تو وہ شہید کر دیئے گئے۔ اس کے بعد شیخ صاحب لکھتے ہیں۔ کہ اس حوالہ سے بھی صاف واضح ہوتا ہے۔ کہ مسلمان خلافت کو اپنی دی ہوئی چیز سمجھتے تھے اور اگر ان کے خیال میں کوئی خلیفہ خلافت کے فرائض کو کما حقہٗ ادا کرنے کے قابل نہ رہے۔ تو اس سے وہ خلافت سے علیحدہ ہو جانے کا مطالبہ کرنا اپنا فرض یقین کرتے ہیں پھر لکھتے ہیں۔ اس میں بڑی عجیب بات یہ ہے۔ کہ صحابہ ان کو اور دلائل سے سمجھاتے رہے مگر کسی نے یہ نہ کہا۔ کہ خلیفہ کا عزل شرعاً جائز نہیں۔ جس سے معلوم ہوا۔ کہ صحابہ عزل کو ممنوع نہیں سمجھتے تھے۔ خود حضرت عثمانؓ نے بھی یہ دلیل نہیں دی۔ کہ عزل کا مطالبہ شرعاً ناجائز ہے۔ صرف ایک حدیث کی بناء پر جو صرف اُنہی کی ذات سے تعلق رکھتی ہے۔ خلافت کی قمیص اُتارنے سے انکار کر دیا۔ اب میں وہ حدیث بھی لکھدیتا ہوں۔ جس کی طرف جناب

شیخ صاحب نے اشارہ کیا ہے۔

"عن عائشۃؓ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال یا عثمان لعل اللہ یقمصک قمیصًا فان ارادوک علی خلعہ فلا تخلعہ لھم" (ابن ماجہ و ترمذی)

اے عثمان امید ہے۔ کہ خدا تجھے ایک شاندار قمیص پہنائے۔ سو اگر وہ اُسے اُتروانا چاہیں (اور دوسری روایت میں ہے فان اراد المنافقون اگر منافق لوگ) تجھ کو اس کے اتارنے کے لئے قتل کرنا چاہیں) پس تم ان کے لئے اس کو مت اتارو۔ اب آپ اندازہ کریں۔ کہ ان مصری عربی اور دینیات کے مدارس اعلےٰ کے دماغ یا دل کی کیا حالت ہے۔ اس حدیث میں قمیص پہنانے والا خود نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالےٰ کو بیان فرمایا ہے۔ اور قمیص پہنانے سے مراد خلیفہ بنانا ہے۔ اور جناب شیخ صاحب اس کو تسلیم کرتے ہیں۔ اور اس کو بھی تسلیم کرتے ہیں۔ کہ جس کو خدا خلیفہ بنائے۔ اس کو لوگ معزول نہیں کر سکتے۔ پس حضرت عثمانؓ کو کہ جن کو خدا نے خلیفہ بنایا مصری صاحب کے مسلّمات کی رُو سے معزول کرنے کے لوگ مجاز نہیں تھے۔ مگر باوجود اس کے شیخ مصری صاحب ان لوگوں کے حضرت عثمانؓ سے مطالبۂ عزل کرنے سے پہلے یہ نتیجہ نکالتے ہیں۔ کہ حضرت عثمان سے ان کا مطالبۂ عزل جائز تھا۔ اور پھر اس جوازِ مطالبۂ عزل سے کل خلفاء کے عزل کو جائز ثابت کرتے ہیں۔ اور یہ نہیں سوچتے کہ جب میں خود لکھ رہا ہوں۔ کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرما دیا۔ کہ عثمان کو خدا خلافت کی قمیص پہنائے گا۔ تو پھر میرے مسلّمات کی رُو سے لوگوں کا ان سے مطالبۂ عزل کرنا ناجائز ہوگا۔ اور باوجود اس مطالبہ کے ناجائز ہونے کے پھر بھی ان لوگوں کا حضرت عثمانؓ سے اس ناجائز امر کا مطالبہ کرنا ان کی جہالت یا بے ایمانی اور منافقت کی دلیل ہوگا۔ اور ایسے جاہلوں اور بے دینوں اور منافقوں کے ناجائز افعال سے شرعی مسائل اور پھر خصوصًا عقائد ثابت نہیں کئے جا سکتے۔ مگر مصری مدرس اعلیٰ صاحب کو دیکھیں۔ کہ وہ ان کے اس ناجائز مطالبہ سے کل خلفاء کے عزل کے جواز کو ثابت کر رہے ہیں۔

پھر اس سے بالکل قطع نظر کرکے کہ حدیث بتاتی ہے۔ کہ خلافت کا قمیص حضرت عثمانؓ کو خدا تعالےٰ پہنائے گا۔ اس حدیث کا مفہوم بھی صاف بتاتا ہے۔ کہ خلفاء کا عزل ناجائز اور ممنوع ہے

اور اسی وجہ سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمانؓ کو فرما دیا۔ کہ اگر لوگ خلافت سے علیحدہ ہونے کے لئے تم کو قتل کرنا چاہیں۔ تو بھی خلافت کو نہ چھوڑنا۔ کیا نبیؐ کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت کسی مومن کا ذہن یہ تجویز کر سکتا ہے۔ کہ ایک جائز امر کی نسبت حضرت عثمانؓ کو فرماتے۔ کہ موت قبول کر لینا۔ پر اس جائز بات کو ہرگز قبول نہ کرنا۔ پس اگر عزل نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے نزدیک جائز ہوتا۔ تو آپ کبھی حضرت عثمانؓ کو یہ نہ فرماتے۔ فان ارادوک علی خلعہ فلا تخلعہ لھم۔ اگر وہ لوگ قمیص خلافت کے اتار دینے پر تجھے قتل کر دینا چاہیں۔ تو بھی اس کو نہ اتارنا۔ یہ تو صریح خودکشی ہے۔ کہ ایک جائز امر نہ قبول کرنا اور جان دے دینا اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی شان سے بالکل بعید ہے۔ کہ حضور خودکشی کی تعلیم دیں۔ اور پھر حضرت عثمانؓ نے یہ قمیص نہ اتارنے کی جو وجہ بیان فرمائی ہے۔ وہ بھی اس عزل کے ناجائز ہونے کی دلیل ہے۔ وہ فرماتے ہیں۔ کہ میری شان سے بعید ہے۔ کہ اس قمیص کو اتار دوں۔ جو کہ خدا نے مجھے پہنائی ہے۔ پھر یہ میرے بعد سنت بن جائے۔ کہ جب بھی لوگ اپنے امام کو ناپسند کریں۔ تو اس کو معزول کر دیں۔ گویا ایک خلیفہ کا معزول ہونا آئندہ سلسلۂ خلفاء کے بیکار کر دینے کو مستلزم ہے۔ کیونکہ جب بھی وہ قوم سے کام لیگا۔ تو بعض افرادِ قوم پر گراں گذرے گا۔ تو وہ اپنا پیچھا چھوڑانے کے لئے قائم شدہ مثال سے تمسک کر کے اس کو معزول کر دے گی۔ اور نیا خلیفہ پہلے کے عزل سے عبرت حاصل کر کے قوم سے کام نہ لے گا۔ اور اگر لیگا۔ تو پھر پہلے کی طرح وہ بھی معزول کر دیا جائے گا۔ تو اس سے یہ سلسلہ ہی باطل اور بے کار ہو جائے گا۔ پس یہ وجہ باوازِ بلند عزل کو ناجائز قرار دیتی ہے۔ پھر صحابہؓ مدینہ منورہ میں موجود تھے۔ اور بڑے جلیل القدر موجود تھے حتےٰ کہ حضرت علیؓ بھی موجود تھے۔ مگر وہ مطالبۂ عزل میں شریک نہ تھے۔ پس ان کا اس مطالبہ میں شریک نہ ہونا صاف دکھاتا ہے۔ کہ وہ اس کو ناجائز سمجھتے تھے۔ اور کسی امر کا اپنے فعل کے ساتھ ظاہر کر دینا قول کے ساتھ ظاہر کرنے سے زیادہ واضح اور زیادہ مؤکد ہوتا ہے بلکہ اگر وہ جلیل القدر صحابہ حضرت عثمان کے عزل کو جائز سمجھتے۔ یا بقول شیخ صاحب خلافت

سے علیحدہ ہو جانے کا مطالبہ کرنا اپنا فرض یقین کرتے۔ تو پھر اس مطالبۂ عزل کے لیڈر یہ جلیل القدر صحابہ ہوتے۔ اور اس فرض کے ادا کرنے میں سب سے پیش پیش بلکہ پیش امام وہی ہوتے اور شیخ صاحب کے لئے اس کی ضرورت نہ ہوتی۔ کہ ان کے سکوت سے یہ نتیجہ نکالیں کہ ان کے نزدیک عزل جائز تھا۔ اور ممنوع نہ تھا۔ ورنہ وہ مطالبۂ عزل کرنے والوں کے سامنے ضرور اس کو پیش کرتے۔ کہ عزل شرعًا ناجائز ہے۔ بلکہ شیخ صاحب کو یہ لکھنے کا موقعہ حاصل ہوتا۔ کہ سب جلیل القدر صحابہؓ نے مطالبۂ عزل کیا۔ یا سب مسلمانوں نے فلاں جلیل القدر صحابیؓ یا فلاں فلاں جلیل القدر صحابہؓ کی سرکردگی میں عزل کا مطالبہ کیا۔ مگر ان رضوان اللہ علیہم نے اپنے عمل سے شیخ صاحب کے ہاتھ سے اس کا موقع چھین لیا۔ بلکہ انہوں نے جناب شیخ صاحب کو مجبور کر دیا۔ کہ خلیفہ کے عزل کے بارہ میں اپنے ان غیر تعلیم وتربیت یافتہ باہر کے دور و دراز ملکوں سے آئے ہوئے حدیث العہد بالکفر باغی نومسلم بھائیوں کو لیکر مدینہ منورہ میں رہنے والے صحابہ کرامؓ کے مقابلہ میں کھڑے ہو جائیں۔ اور اپنے قلم سے لکھدیں۔ کہ صحابہ کرام (رضوان اللہ علیہم اجمعین) ان نومسلموں کے ساتھ نہیں تھے۔ بلکہ حضرت عثمانؓ کے ساتھ تھے۔ اور عزل کے خلاف دلائل پیش کر کے ان کو سمجھاتے تھے۔ چنانچہ جناب شیخ صاحب اپنے اشتہار عزلِ خلفاء کے صفحہ ۲ کالم ۲ سطر ۱۲ پر لکھتے ہیں:۔

"صحابۂ کرام دیگر دلائل سے تو سمجھاتے رہے۔ مگر عزل کے ممنوع ہونے کی دلیل جو سارے جھگڑے کو یکدم ختم کر دینے والی تھی۔ کسی ایک صحابی نے بھی نہ دی"

خیر یہ تو ہم بعد میں بتائیں گے۔ انشاءاللہ کہ کسی صحابی نے عزل کا ممنوع ہونا ان کو بتایا تھا یا نہیں۔ سر دست تو میں یہ بتا رہا ہوں۔ کہ جن مسلمانوں کے مطالبۂ عزل سے جناب شیخ صاحب استدلال کر رہے ہیں۔ وہ کس پائے کے لوگ تھے۔ یہ جناب شیخ صاحب کے وہ نومسلم بھائی تھے جن کے منافق ہونے کی خبر پہلے سے مخبر صادقؐ دے چکے تھے۔ اور ان منافقوں کا نشان ہی یہ بتایا تھا۔ کہ حضرت ذی النورین عثمانؓ بن عفان خلیفۂ رسول اللہ کو کہینگے کہ خلافت سے معزول ہو۔ ورنہ ہم تجھے قتل کر دینگے چنانچہ شیخ صاحب کے ان نومسلم بھائیوں

نے حضرت عثمانؓ کو یہ کہکر اپنے نفاق پر مہر لگا دی۔ مگر ہمارے شیخ صاحب ان سے بھی آگے بڑھ گئے۔ کہ مخبر صادق صلے اللہ علیہ وسلم نے ان منافقوں کے جس منافقانہ قول کو ان کے نفاق کا نشان قرار دیا۔ شیخ صاحب ان منافقوں کے اسی منافقانہ قول کو جس کو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کے نفاق کا نشان قرار دیا تھا۔ عزل خلافت کے لئے بطور شرعی حجت کے پیش کرتے ہیں۔ یالعجب۔

پھر ان منافقوں کے اس منافقانہ قول کو جس کو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کے نفاق کا نشان قرار دیا ہوا ہے۔ حجت شرعی بھی قرار دیتے ہیں۔ صحابہ اور ان کے امام خلیفۂ رسول اللہؐ کے مقابل۔ خود لکھتے ہیں:۔ کہ صحابہ کرام دیگر دلائل سے سمجھاتے رہے۔ اور یہ بھی لکھتے ہیں۔ کہ حضرت عثمان نے عزل کے متعلق ان کو یہ جواب دیا تھا۔

"تمہاری یہ بات کہ میں خلافت کو چھوڑ دوں۔ تو میں اس قمیص کو تو نہیں اتارتا جس کو مجھے اللہ تعالےٰ نے پہنایا ہے۔ اور جس کے ساتھ اس نے مجھے عزت دی ہے۔ اور جس کے ساتھ مجھے غیروں پر خاص کیا ہے"

پس جس طرح ان منافقوں نے صحابہ کرامؓ اور ان کے امام خلیفۂ رسول اللہؐ کے دلائل کے مقابل اپنے اس منافقانہ قول کی رٹ لگائی تھی۔ اسی طرح جناب شیخ صاحب نے صحابہ کرام اور ان کے امام خلیفۂ رسول اللہؐ کے پیش کردہ دلائل کے مقابل ان منافقوں کے اس منافقانہ قول کو حجت کے طور پر پیش کیا ہے۔ اور صحابۂ کرامؓ اور ان کے امام خلیفۂ رسول اللہؐ کے دلائل کو اس کے مقابل پس پشت ڈال دیا ہے۔ خیر یہ تو جناب شیخ صاحب کر سکتے تھے۔ آخر وہ ان کے نو مسلم بھائی تھے۔ الجنس یمیل الی الجنس ؎

کند ہم جنس با ہم جنس پرواز　　　کبوتر با کبوتر باز با باز

مگر غضب تو یہ کیا ہے۔ کہ جناب شیخ صاحب نے ان کے اس قول کو جو صحابہ کرام اور ان کے امام خلیفۂ خیر الانامؐ کے دلائل قاطعہ کے مقابل تھا۔ ہم پر بطور حجت پیش کیا ہے۔ حالانکہ وہ خوب جانتے ہیں۔ کہ پہلے ان فتنہ پرداز باغیوں کی ہماری نظر میں کوئی وقعت نہیں۔ اور پھر صحابہ کرامؓ اور ان کے امام خلیفۂ خیر الانامؐ کے ارشادات کے مقابلہ میں تو ہم ایسے

مردودوں کے مردود اقوال کا تو ذکر بھی برداشت نہیں کر سکتے۔ مگر شیخصاحب کی تو آجکل جو حالت ہے وہ اس کی مصداق ہے ؎

کس نشنود یا نشنود من ہائے ہوئے میکنم

آج کل تو جناب شیخصاحب کے دماغ اور ان کے حواس کی کچھ عجیب ہی حالت ہے ایک چیز نہیں ہوتی۔ اور ان کو دکھائی دینے لگتی ہے۔ حوالہ خود لکھیں گے۔ اور اس میں ایک بات کا نام و نشان نہیں ہوگا۔ اور وہ شور مچا دیں گے۔ کہ یہ حوالہ پکار پکار کر کہہ رہا ہے۔ اور بعض حوالے لکھیں گے۔ ان میں ایک چیز ہر ایک کو صفائی کے ساتھ نظر آتی ہوگی۔ اور وہ شور مچا دیں گے۔ دیکھو اس میں فلاں چیز نہیں۔ مثلاً حضرت عثمانؓ جو کہ ایک جلیل القدر صحابی ہیں۔ بلکہ صحابہ کے وہ امام ہیں لہٰذا ان کی بات سب صحابہ کی بات ہے انہی کا یہ مندرجہ بالا حوالہ کہ "تمہاری یہ بات کہ میں خلافت کو چھوڑ دوں۔ تو میں اس قمیص کو تو نہیں اتارتا جس کو مجھے اللہ تعالےٰ نے پہنایا ہے الخ" اور صاف ظاہر ہے کہ اس میں حضرت عثمان نے عزل (خلافت چھوڑ دینے) کے شرعاً ممنوع ہونے کی وہ زبردست دلیل بیان کی ہے۔ جس کی صحت اور قوت کے آگے شیخ صاحب کو بھی ہتھیار ڈالنے پڑے ہیں۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ جس کو اللہ تعالےٰ خلیفہ بنائے۔ اس کو اللہ تعالےٰ کے سوا اور کوئی معزول کرنے کا مجاز نہیں۔ گویا وہ یہ فرما رہے ہیں۔ کہ میرا اپنے آپ کو معزول کرنا شرعاً ممنوع ہے۔ کیونکہ مجھے خدا نے خلیفہ بنایا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ کے خلیفہ بنائے ہوئے کو معزول کرنا شرعاً ممنوع ہے۔ پس جناب شیخ صاحب کا درج کیا ہوا حوالہ صاف بتاتا ہے۔ کہ حضرت عثمان نے ان کے آگے یہ دلیل پیش کی۔ کہ میرا عزل اس لئے ممنوع ہے کہ مجھے اللہ تعالےٰ نے خلیفہ بنایا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ جب مسلمانوں میں کسی دینی معاملہ کے جواز اور عدم جواز کی بحث ہو۔ تو خواہ جواز و عدم جواز کے ساتھ شرعی کے لفظ کو ذکر کریں یا نہ کریں۔ اس سے مراد شرعی ہی جواز اور شرعی ہی عدم جواز ہوتا ہے۔ عزل کا جواز اور عدم جواز ایک دینی معاملہ ہے۔ لہٰذا اس کے جواز اور عدم جواز سے شرعی ہی جواز اور شرعی ہی عدم جواز مراد ہوگا۔ اور پھر حضرت عثمان نے صرف عدم جواز پر ہی اکتفاء

نہیں کی۔ بلکہ اس کی دلیل بھی بیان فرما دی ہے۔ پس باوجودیکہ عدم جواز شرعی کا ذکر حضرت عثمانؓ نے خود کر دیا۔ اور شیخ صاحب نے اس کو درج بھی کر دیا لیکن لکھتے ہیں:۔

مگر عزل کے ممنوع ہونے کی دلیل جو سارے جھگڑے کو یکدم ختم کر دینے والی تھی کسی ایک صحابی نے بھی نہ دی۔"

حضرت عثمانؓ نے عزل کے ناجائز ہونے کو مدلل بیان کر دیا۔ اور آپ کا بیان کرنا گویا سب صحابہ کا بیان کرنا ہے۔ مگر شیخ صاحب کہتے ہیں۔ کہ سب سے زیادہ عجیب بات یہ ہے۔ کہ صحابہؓ موجود تھے۔ مگر کسی نے یہ نہ کہا۔ کہ عزل کا مطالبہ ناجائز ہے۔ جس سے جلد فیصلہ ہو سکتا تھا کیا صحابہؓ نے اپنی عدم شرکت سے اس مطالبہ کے ناجائز ہونے کا اعلان نہیں کر دیا حالانکہ جن شکایتوں کی وجہ سے وہ لوگ مطالبۂ عزل کر رہے تھے۔ ان شکایتوں کو بارہا صحابہ خود حضرت عثمانؓ کی خدمت میں پیش کر چکے تھے۔ پھر کیا وجہ تھی۔ کہ اس مطالبہ میں شریک نہ ہوئے اور ان کی عدم شرکت اس کی بین دلیل تھی۔ کہ وہ اس کو ناجائز سمجھتے تھے۔ پھر اس سے بڑھکر شیخ صاحب غضب یہ کرتے ہیں۔ کہ حضرت عثمانؓ کے متعلق لکھتے ہیں۔ کہ انہوں نے بھی یہ دلیل پیش نہیں کی۔ کہ عزل ناجائز ہے۔ حالانکہ حضرت عثمانؓ نے تین وجوہ سے ان کے سامنے عزل کو ناجائز بیان فرما دیا تھا۔ اول یہ کہ یہ قمیص مجھے خدا نے پہنائی ہے۔ اس لئے میں اس کو نہیں اتار سکتا۔ اور یہ وہ وجہ ہے۔ جس کو شیخ صاحب بھی مانتے ہیں۔ کہ خدا کا بنایا ہوا خلیفہ انسانوں کے اختیار سے باہر ہوتا ہے۔ اور اس کے عزل کا اختیار انسانوں کے ہاتھ میں نہیں ہوتا۔ اور اسی کو عزل ناجائز اور ممنوع کہا جاتا ہے۔ اور باوجودیکہ شیخ صاحب حضرت عثمانؓ کا یہ جواب اشتہار میں نقل کرتے ہیں۔ اور پھر لکھتے ہیں۔ کہ حضرت عثمانؓ نے اس عزل کو ناجائز نہیں کہا۔ غرض یہ ایک سلسلہ ہے۔ جس کا ہر ایک جزو اس عزل کو ناجائز دکھا رہا ہے۔ مگر شیخ صاحب کو کوئی جزو بھی نظر نہیں آتا۔ مگر عزل کا مطالبہ کرنیوالے باوجودیکہ وہ ہرگز ان لوگوں میں سے نہیں۔ کہ جن کے قول یا فعل سے کوئی شرعی حکم خصوصاً کوئی عقیدہ ثابت کیا جا سکتا ہو۔ ان کے اکبر الکبائر بدی نے ان کی پیشانیوں پر جلی حروف کے ساتھ لکھ دیا ہوا ہے۔ کہ یہ خدا کے وہ مجرم ہیں۔ جن کا

قول و فعل کسی مسلمان کے لئے حجت نہیں کیا۔ شیخ صاحب اپنے ان مسلمانوں کے فعل سے کہ جنہوں نے اس حرم مدینہ منورہ ہیں کہ جس کو خاتم النبیین صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے حرم قرار دیا تھا۔ اس مومن صحابی کو کہ جس کو نبی کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے پہلے اپنی ایک بیٹی بیاہ دی۔ وہ فوت ہوگئی۔ تو آپؐ نے اپنی دوسری بیٹی بیاہ دی۔ اور جب وہ بھی فوت ہوگئی۔ تو آپؐ نے فرمایا۔ اگر میری اور بیٹی ہوتی۔ تو میں وہ بھی اس کو بیاہ دیتا۔ اور جس نے جیش عسرت کی تیاری میں تین سو اونٹ اور ایک ہزار دینار دیا۔ تو آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا۔ ما علی عثمان ما عمل بعد هذه اور ما ضر عثمان ما عمل بعد هذا الیوم۔ اور جس کی نسبت نبی کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے پہلے سے خبر دی ہوئی تھی۔ کہ یقتل مظلوماً جس کا لازمی نتیجہ یہ تھا۔ کہ اس کے قاتل ظالم لوگ ہوں گے۔ عمداً قتل کر کے قرآن مجید کے فتوے ومن یقتل مومناً متعمداً فجزاءہ جهنم خالداً فیها وغضب الله علیه ولعنه واعد له عذاباً عظیماً کے علانیہ مصداق بن چکے ہیں۔ جوازِ قتل ثابت کریں گے جس طرح کہ آپ نے اپنے ان نو مسلم بھائیوں کے مطالبۂ عزل سے جوازِ عزل خلفاء کو ثابت کیا ہے۔

جناب شیخ صاحب کو وہ عدم جواز عزل خلفاء سید الرسل خاتم النبیین محمد رسول اللہؐ کے پہلے نہیں دوسرے نہیں۔ تیسرے خلیفہ کو لعل الله یقمصك الخ (امید ہے۔ کہ تجھے خدا خلیفہ بنائے گا الخ) نظر نہ آیا۔ پھر حضورؐ کے فان ارادوك علی خلعه فلا تخلعه لهم (اگر تجھے اس سے معزول ہونے پر قتل کرنا چاہیں۔ تو بھی معزول نہ ہونا سے بھی عدم جوازِ عزل خلفاء نظر نہ آیا۔ پھر حضرت عثمانؓ ذی النورین جو کہ السابقون الاولون من المهاجرین والانصار والذین اتبعوهم باحسان رضی الله عنهم ورضوا عنه کا مصداق جو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ان خلفاء راشدین میں سے ہیں۔ جن کی نسبت حضورؐ کا ارشاد ہے۔ علیکم بسنتی وسنة خلفائی الراشدین المهدیین ان کے معزول نہ ہونے کی یہ وجہ بیان کرنے سے کہ ما کنت لاخلع سربالاً سربلنی الله فتکون سنة بعدی کلما کره القوم امامهم خلعوه (میری شان سے بعید ہے۔ کہ میں وہ پیراہن اتار دوں

جو کہ خدا نے مجھے پہنایا ہے۔ تاکہ میرے بعد یہ سنت نہ بن جائے۔ کہ جب کوئی قوم اپنے خلیفہ کو ناپسند کرے تو اس کو معزول کر دے) سے بھی شیخ صاحب کو عدم جواز عزل خلفاء نظر نہ آیا۔ بلکہ اپنے نومسلم بھائیوں کی اس حرکت سے بھی عدم جواز عزل خلفاء نظر نہ آیا۔ کہ خود حضرت عثمانؓ کو معزول نہیں کرتے۔ بلکہ ان کو کہتے ہیں۔ کہ تو معزول ہو جا۔ کیا مرد کے طلاق دینے سے عورت طلاق نہیں ہوتی۔ بلکہ ضرورت ہوتی ہے۔ کہ عورت اپنے آپ کو خود طلاق دے۔ بادشاہ کے لئے اپنے کسی عہدہ دار کو معزول کرنا جائز تو ہے۔ مگر بادشاہ کے لئے اس جائز حق کے استعمال کے وقت عہدہ دار کو یہ کہنا پڑتا ہو۔ کہ تو اپنے عہدہ سے خود معزول ہو جا۔ پس اگر عزل خلفاء جائز ہوتا تو ان نومسلموں کو قطعاً اس بات کی ضرورت نہ ہوتی۔ کہ حضرت عثمانؓ کو کہیں۔ کہ تو معزول ہو جا۔ بلکہ یہ خود ان کو معزول کر کے ان کو اپنا فیصلہ سُنا دیتے۔ اور اگر خدا اور رسول نے ان نومسلموں کو یہ حق دیا ہوتا۔ کہ تم جس خلیفہ کو چاہو۔ معزول کر سکتے ہو۔ تو ان کے فیصلۂ عزل کو سُنکر حضرت عثمانؓ کے لئے سرِ تسلیم خم کرنیکے سوا اور کوئی چارہ نہ ہوتا۔ مگر یہ نومسلم خود تو ان کو معزول نہیں کرتے۔ بلکہ حضرت عثمانؓ کو کہتے ہیں۔ آپ خود اپنے آپ کو معزول کر دیں۔ تو حضرت عثمانؓ ان کو جواب دیتے ہیں۔ کہ یہ تو میرے اختیار کی چیز ہی نہیں۔ اس لئے کہ مجھے تو خدا نے خلافت کا پیراہن پہنایا ہے۔ پس میں کون ہوں کہ اس کو اتارنے کا مجاز ہوں۔

دوم اس لئے کہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عھد الی عھداً وانا صابر علیہ (رواہ الترمذی وقال ھذا حدیث حسن صحیح ابی سھلہ سے روایت ہے۔ جس دن حضرت عثمان اپنے دار میں محصور تھے۔ آپؓ نے فرمایا۔ کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے خاص وصیت فرمائی تھی (اور یہ وصیت وہی ہے جو میں پہلے لکھ آیا ہوں۔ کہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔ کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمانؓ کو فرمایا۔ امید ہے۔ کہ اللہ تجھے ایک قمیص پہنائے گا۔ پس اگر لوگ اس کے اتار دینے پر تجھے قتل کرنا چاہیں۔ تو بھی اس کو نہ اتارنا۔ یعنی قتل ہو جانا پر اس قمیصِ خلافت کو نہ اتارنا۔ چنانچہ حضرت عثمانؓ نے سید الرسلؐ کی اس وصیت کو پورا کر دیا۔) اور میں اس پر صبر کرنے والا ہوں)

سوم اس لئے کہ فتکون سنۃ بعدی کما کرہ القوم امامھم خلعوہ۔
(اگر میں خلافت کی قمیص اتار دوں۔ تو میرے بعد یہ سنت ہو جائے گی۔ کہ جب بھی
کوئی قوم اپنے خلیفہ کو ناپسند کرے گی۔ تو اس کو معزول کر دے گی) پس گویا نبی کریم
صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے حضرت عثمانؓ کی قربانی دے کر عزل خلفاء کی لعنت سے
اپنی امت کو بچانا چاہا۔ اور حضرت عثمانؓ نے قربان ہو کر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
کی امت کو اس لعنت سے بچا لیا۔ جس سے وہ سلسلۂ خلافت بالکل بیکار اور ناکارہ
ہو جاتا تھا۔ جو کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد امتِ محمدیہ کا شیرازہ باندھے رکھنے
اور اس کی اصلاح اور اس کی قوت و طاقت اور غلبہ اور اظہار دین اسلام علی الدین
کلہ کا واحد ذریعہ تھا۔ پس اس مقصد عظیم کو رسول اعظم نے اس ذبح عظیم کے
ساتھ حاصل کرنا چاہا۔ اور اس بہادر اور سچے فرمانبردار عثمانؓ نے ذبح ہو کر اپنے
محبوب رسول کے مقصد کو پورا کر دیا۔

پس بغیر کسی مبالغہ کے حضرت عثمانؓ کا واقعہ خلفاء کے عزل کے عدم جواز کا قولی
اور فعلی اعلان تھا۔ روایات کو جو کہ ظن کے درجہ میں ہوتی ہیں۔ اس ہولناک منظر نے
ان کو اپنے ساتھ ملا کر ان کو وہ تواتر دیا ہے۔ کہ جس کی وجہ سے گویا دنیا کے ہر دور کے
مومنوں کے کان اپنے پر عظمت رسول کے پر ہیبت ارشادات کو سن رہے ہیں۔ کہ جن
کے ساتھ وہ اپنے جلیل القدر عزیز ترین داماد اور آئندہ جانشین ہونے والے کو دین
کے اس اہم ترین مسئلہ کی اہمیت کو مومنوں کے ذہن نشین کرنے کے لئے کہ جس پر
آپ کی امت کی فلاح اس کے غلبہ اور اظہار دین کا دار و مدار ہے۔ اور وہ خلفاء کے
معزول نہ کر سکنے اور معزول نہ ہو سکنے کا مسئلہ ہے۔ قربان ہونے کے متعلق اپنے
جد امجد سیدنا حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی طرح فانظر ماذا تریٰ (پس ذبح ہونے
کے متعلق تو اپنی رائے دیکھ لے) فرما کر استمزاج نہیں کرتے۔ بلکہ تعمیل کا تیقن رکھنے
ہوئے قربان ہونے کا حکم دے رہے ہیں۔ اور گو ہر دور کے مومنوں کی آنکھیں اس
بہادر وفادار ملک فراعنہ اور اکثر حصہ ممالک قیصر و کسریٰ۔ و بلاد عرب کے سالہا سال
کے حکمران کے بالارادہ ایک عاجز اور بے کس بھیڑ کی طرح قربان ہونے کو دیکھ رہی
ہیں۔ حضرت امیر معاویہؓ جو بڑے دوربین اور مدبر اور بڑی طاقت رکھنے والے تھے۔

مدینہ منورہ میں آکر اس فتنہ کے سب پہلوؤں پر نظر ڈال کر حفاظت اور بچاؤ کی سب ممکنہ اور یقینی اور سہل الحصول تدابیر آپ کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔ آپ ان کو معمولی عذر پیش کر کے رد کر دیتے ہیں۔ جس سے وہ سمجھ جاتے ہیں۔ کہ اب یہ نبی کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ارشاد کو پورا کرنے کا عزم کر چکے ہیں۔ اب ہماری کوئی تدبیر پیش کرنا لاحاصل ہے۔ تب وہ یہ کہتے ہوئے اور آنسو بہاتے ہوئے رخصت ہوتے ہیں۔ کہ غالبًا یہ میری آخری زیارت ہے۔ پر جناب شیخ صاحب کو نہ تو اس ہیبت ناک قربانی سے وہ عدم جواز عزل خلفاء نظر آیا۔ جس کی اہمیت دلوں میں مستحکم کرنے کے لئے یہ مہیب منظر پیش کیا گیا تھا۔ جس کا ہر ایک حصہ اس اہم مسئلہ کو آنکھوں کے سامنے لا رکھتا ہے اور نہ ہی ان کو اپنے ان گستاخ گمراہ اور من یقتل مومنًا متعمدًا فجزاءہ جہنم کے وعید کے مصداق نومسلموں کی اس کارروائی سے خلفاء کے عزل کا عدم جواز معلوم ہو سکا۔ کہ جب وہ جانتے تھے۔ کہ خلافت ہماری دی ہوئی چیز ہے۔ اور شرعًا ہمیں یہ حق حاصل ہے۔ کہ ہم خلیفہ کو معزول کر دیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ "اب ہم واپس نہیں جائینگے جب تک آپ کو معزول نہ کر دیں" تو پھر وہ کیوں خود معزول نہیں کرتے۔ اور بلا ضرورت بار بار خلیفہ کو کہتے ہیں۔ کہ تم خود معزول ہو جاؤ۔ اگر غلطی سے پہلی دفعہ ان میں سے کسی کم علم والے نے خلیفہ کو یہ کہدیا تھا۔ تو جو ان میں سے عالم اور بڑے ماہر شریعت تھے۔ ان کا فرض تھا۔ کہ فورًا بول پڑتے۔ اور اپنے ان جاہل ساتھیوں کو کہتے۔ کہ اگر یہ خود معزول نہیں ہوتا۔ تو ہزار دفعہ ہو ہمیں خود اس کو معزول کرنے کا شرعًا اختیار حاصل ہے۔ اور اس کے بعد خود معزول کر دیتے۔ مگر وہ بار بار خلیفہ ہی سے تقاضا کرتے رہے کہ تو خود معزول ہو جا۔ پس ان کا ایسا کرنا صاف دکھاتا ہے۔ کہ وہ یہ سمجھتے تھے۔ کہ ہم تو شرعًا اس کے مجاز نہیں۔ کہ خلیفہ کو معزول کریں۔ اور کہ اس کی صرف یہی ایک صورت ہے۔ کہ وہ خود خلافت سے معزول ہو جائے۔ مگر شیخ صاحب کو ان کی اس کارروائی سے یہ نظر آتا ہے۔ کہ وہ خلیفہ کا معزول کر دینا شرعًا جائز سمجھتے تھے۔ اور پھر ان کے جائز سمجھنے کو بطور دلیل کے پیش کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ اس سے ثابت ہوا۔ کہ مسلمان خلیفہ کے عزل کو جائز سمجھتے تھے۔ لیکن میں بتا آیا ہوں۔ کہ وہ ایسے مسلمان نہیں تھے جن کے قول و فعل سے کوئی شرعی مسئلہ عمومًا اور عقیدہ خصوصًا ثابت کیا جا سکتا ہو۔ اور

ان کا قول و فعل ایک شرعی حجت ہو سکتا ہو۔ اب میں بتاتا ہوں۔ کہ یہی نہیں' ان کی بدکرداری کی وجہ سے میں نے ان کو بُرا ظاہر کیا ہے۔ بلکہ وہی حدیث جو کہ حضرت عائشہؓ کی روایت سے میں پہلے لکھ آیا ہوں۔ یہ حدیث مختلف راویوں نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے۔ اور ایک روایت میں اس کے الفاظ یوں ہیں۔ کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ یا عثمان لعل اللہ یقمصك قمیصًا فان ارادك المنافقون علی خلعه فلا تخلعه حتی تلقانی (اے عثمانؓ امید ہے کہ اللہ تجھے ایک قمیص پہنائے۔ پس اگر منافق اس کے اتارنے پر تجھے قتل کرنا چاہیں۔ تو بھی اس کو نہ اتارنا یہاں تک کہ تم مجھے ملو۔ یعنی شہید ہو کر میرے پاس آجاؤ) پس جناب شیخ صاحب ان لوگوں کے مطالبۂ عزل کو ہمارے سامنے پیش کر رہے ہیں۔ جن کو خود رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے منافق فرمایا ہے۔ اور پھر ان منافقوں کو آپ مسلمان لکھکر نتیجہ یہ نکالتے ہیں۔ کہ مسلمان عزل خلیفہ کو جائز سمجھتے تھے۔ حالانکہ واقعہ یہ ہے۔ کہ مطالبہ کسی ایک مسلمان نے بھی نہیں کیا۔ بلکہ مطالبہ کرنے والے سب منافق تھے۔ جیسا کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے پہلے سے بتا دیا ہوا تھا۔ اور ان منافقوں نے بھی خود معزول نہیں کیا۔ کہ شیخ صاحب کہہ سکیں۔ کہ مسلمان خلیفہ کو معزول کرنا شرعًا جائز سمجھتے تھے۔ بلکہ انہوں نے حضرت عثمانؓ سے مطالبہ کیا۔ کہ تو معزول ہو جا۔ پس ان منافقوں کی اس کارروائی سے کوئی بات معلوم ہوئی۔ تو یہ معلوم ہوئی۔ کہ ان کا یہ خیال تھا۔ کہ ہم تو خلیفہ کو معزول نہیں کر سکتے ہاں ہم اس سے اعتزال کا مطالبہ کر سکتے ہیں۔ اور اس سے امکان عزل نہیں۔ بلکہ امکان مطالبۂ اعتزال پایا یہ کہ ان منافقوں کے نزدیک امکانِ اعتزال ہے۔ یعنی خود معزول ہو جائے۔ اور منافقوں کے نزدیک اس لئے کہ وہ مطالبۂ اعتزال اسی وجہ سے کرتے تھے۔ کہ وہ سمجھتے تھے۔ کہ خلیفہ خود معزول ہو سکتا ہے۔ مگر یہ امکانِ اعتزال ان منافقوں ہی کے نزدیک ہے نہ واقعہ میں۔ کیونکہ مسلمانوں کے امام نے کہدیا۔ کہ میں معزول نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ مجھے خدا نے بنایا ہے۔ اور خدا کا بنایا ہوا خلیفہ معزول نہیں ہو سکتا پس سب اہل اسلام کے نزدیک امکانِ اعتزال نہیں۔ کیونکہ خدا خلیفہ بناتا ہے۔ لہذا وہ خود معزول نہیں ہو سکتا۔ اور جب معزول نہیں ہو سکتا۔ تو پھر ان کے نزدیک مطالبۂ اعتزال بھی نہیں ہو سکتا۔ پس امکانِ عزل نہ تو مسلمانوں کے نزدیک ہے۔ اور نہ ان

منافقوں کے نزدیک۔ اور امکانِ اعتزال مسلمانوں کے نزدیک نہیں۔ اور منافقوں کے نزدیک ہے۔

عزلِ خلفاء و الے اشتہار سے یہ میں نے بطور نمونہ پیش کیا ہے۔ اب میں سلسلہ وار ان کے پیش کردہ حوالوں کی نسبت اختصار کے ساتھ کچھ لکھتا ہوں۔ جناب شیخ صاحب پہلے اپنا دعوےٰ ان الفاظ میں لکھتے ہیں:۔

"خلیفہ کا عزل ایک ایسی بات ہے جس کے امکان پر قریبًا قریبًا تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع ہے۔ اسلامی تاریخ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرامؓ کو یہ وہم بھی نہ تھا کہ خلیفہ معزول نہیں ہو سکتا حتیٰ کہ خود خلفاء اربعہ کو بھی یہ خیال نہ تھا کہ وہ معزول نہیں کئے جا سکتے"

جناب شیخ صاحب کا دعوےٰ تو یہ ہے۔ اور اپنے مقابل عدم امکان عزلِ خلفاء کے قائلین سے بدیں الفاظ مطالبہ کرتے ہیں۔

"اب جو احباب عدم امکان کے قائل ہیں۔ وہ بھی شریعت اسلامی سے صریح نصوص پیش کریں"

اس عبارت میں "بھی" کا لفظ بتاتا ہے۔ کہ جناب شیخ صاحب یہ کہہ رہے ہیں۔ کہ میں نے تو امکانِ عزل پر صریح نصوص پیش کر دیئے ہیں۔ اب عدم امکان کے قائل صریح نصوص پیش کریں۔ اس میں دو لفظ ہیں۔ ایک نصوص کا دوسرا صریح کا لفظ۔ نص کہتے ہیں۔ آیت کو اور نبی کریمؐ کے قول اور فعل کو۔

اور صریح اس کو کہتے ہیں۔ جو کہ واضح طور پر کسی بات پر دلالت کرے۔ مگر عجیب بات یہ ہے۔ کہ جناب شیخ صاحب نے امکان عزل پر غیر صریح طور پر دلالت کرنیوالی کوئی آیت یا نبی کریمؐ کی حدیث (آپ کا کوئی قول یا فعل) اپنے سارے اشتہار میں نہیں درج کی۔ مگر عدم امکان کے قائلین سے مطالبہ کرتے ہوئے بھی لکھکر یہ ظاہر کرتے ہیں۔ کہ میں نے تو امکان کے لئے صریح نصوص پیش کر دی ہیں۔ نصوص نص کی جمع ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ تین سے کم نہیں اور زائد کی کوئی حد نہیں۔ مگر میں نے بتایا ہے۔ کہ تین یا اس سے زائد تو کجا ایک نص بھی سارے اشتہار میں نہیں۔ اب رہا صریح تو سارے اشتہار میں جو اقوال درج کئے ہیں۔ ان میں سے اکثر وہ ہیں۔ جن میں امکان عزل کا

غیر صریح ذکر بھی نہیں۔
شیخ صاحب لکھتے ہیں کہ۔
"سب سے پہلے خلیفہ حضرت ابوبکرؓ نے کرسئ خلافت پر متمکن ہوتے ہی جو سب سے پہلا خطبہ دیا۔ اس میں وہ فرماتے ہیں۔ اے مسلمانو! میں صرف تمہارے جیسا امت کا ایک فرد ہوں۔ میں۔ شریعت کی پیروی کرنے والا ہوں۔ میں اس میں کوئی نئی چیز داخل نہیں کرسکتا۔ اگر میں اس شریعت پر سیدھا چلتا رہا۔ تو تم میری اتباع کرنا۔ اور اگر میں اس سے ادھر ادھر ہوجاؤں۔ تو تم مجھے سیدھا کردینا۔"
اس میں تو عزل کے امکان و عدم امکان کا اشارہ تک نہیں۔ اس کے بعد جناب شیخ صاحب لکھتے ہیں۔
"پھر فرماتے ہیں۔ جب تک میں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتا رہوں۔ تم میری اطاعت کرتے رہو۔ اور جب میں اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کروں۔ تو تم پر میری کوئی اطاعت نہیں۔"
اس کے بعد جناب شیخ صاحب لکھتے ہیں۔
"اس خطبہ نے اصولی طور پر دو باتوں کا فیصلہ کردیا ہے۔ اول یہ کہ خلیفہ بالکل آزاد نہیں۔ شریعت کی اطاعت کا جوا اس کی گردن پر ہے۔ اور وہ شریعت سے سر مو ادھر ادھر نہیں ہوسکتا۔ دوسری یہ کہ جس طرح امت کا یہ فرض ہے کہ وہ خلیفہ کی اطاعت کرے۔ اسی طرح اس کا یہ بھی فرض ہے۔ کہ وہ خلیفہ کے اعمال کی نگرانی کرے۔ کہ کہیں وہ شریعت سے منحرف تو نہیں ہو رہا۔ اور اگر اُسے شریعت سے منحرف ہوتا دیکھے۔ تو اس کا فرض ہے۔ کہ اس کو سیدھا کرنے کی کوشش کرے۔ اور اس وقت تک اس کی اطاعت نہ کرے۔ جب تک کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کررہا ہے۔ اور اگر وہ باز نہ آئے۔ تو اسے اس کے عہدہ سے الگ کردے۔ کیونکہ عہدہ پر قائم رکھنا یا اس سے معزول کردینا اسی جماعت کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔ جس کے سامنے وہ جوابدہ ہے۔"
اس کے بعد جناب شیخ صاحب اور لکھتے ہیں۔ کہ:۔

"اس خطبہ نے خلیفہ اور امت کے درمیان جو باہمی تعلق شریعت نے قائم کیا ہے اس کو اچھی طرح سے واضح کر دیا ہے۔ یعنی یہ کہ جس طرح خلیفہ کا فرض ہے کہ افراد امت کے اعمال کی نگرانی کرے۔ اور انتظام و انصرام قائم رکھے۔ اسی طرح افرادِ امت کا بھی فرض ہے۔ کہ وہ خلیفہ کے اعمال کی نگرانی کریں۔ اور دیکھتے رہیں۔ کہ وہ احکامِ شریعت کے خلاف تو نہیں چلتا"۔

فارسی کی ایک ضرب المثل ہے۔ کہ

"ایں خانہ ہمہ آفتاب است"

جناب شیخ صاحب کی تحریر کا ہر ایک حصہ عجائبات کا مجموعہ ہونے کے علاوہ دو اور دو چار روٹیاں کا پورا مصداق ہوتا ہے۔ اور اگر وہ حوالہ عربی کا ہے۔ تو پھر اس کے ترجمہ میں اپنی مطلب برآری کے لئے ناجائز تصرف کیا جاتا ہے۔

اب اس حوالہ میں پہلا عجوبہ تو یہ ہے۔ کہ جناب شیخ صاحب لکھ چکے ہیں۔ کہ پہلے خلیفہ کو خدا بناتا ہے۔ اور پھر حضرت ابوبکرؓ کی نسبت خصوصیت سے بھی لکھ چکے ہیں۔ کہ ان کو خدا نے خلیفہ بنایا تھا۔ اور ان کی خلافت آیت استخلاف کے ماتحت ہے۔ اور پھر یہ بھی تسلیم کر چکے ہیں۔ کہ خدا کا بنایا ہؤا خلیفہ انسانوں کے اختیار میں نہیں ہوتا۔ کہ اس کو معزول کر سکیں۔ اور پھر جناب شیخ صاحب دوسرے اشتہار میں یہ لکھ چکے ہیں۔ کہ:۔

"معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت ابوبکرؓ کو بھی اس قانون الٰہی کا کہ صرف پہلے خلیفہ کا تقرر ہی خدا تعالےٰ پر چھوڑا جا سکتا ہے۔ خوب علم تھا"

آپ پہلے خلیفہ تھے۔ اور پہلے خلیفہ کا تقرر خدا ہی کیا کرتا ہے۔ اور اس قانون کا آپ کو خوب علم تھا۔ اور یہ بدیہہ اور مسلّم ہے۔ کہ جس کو خدا خلیفہ مقرر کرے۔ اس کو معزول کرنے کے انسان مجاز نہیں۔ لہٰذا حضرت ابوبکرؓ وہ خلیفہ تھے۔ جن کو انسان معزول نہیں کر سکتے مگر شیخ صاحب کی تحریر بالا کی رُو سے انہوں نے اپنے خطبہ میں فرما دیا۔ کہ اگر میں خدا اور اس کے رسول کی نافرمانی کروں۔ تو مجھے معزول کر دینا۔ کیا یہ عجیب اور حیران کن بات نہیں کہ وہ خدا کے مقرر کردہ خلیفہ تھے۔ اور اس کو بھی خوب جانتے تھے۔ کہ خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کو معزول کرنے کے انسان مجاز نہیں۔ مگر باوجود اس کے حضرت ابوبکرؓ اپنے خطبہ میں لوگوں کو کہہ رہے ہیں۔ کہ فلاں حالت میں مجھے معزول کر دینا۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ

حضرت ابوبکرؓ نے ہرگز یہ نہیں کہا۔ آپؓ یہ افتراء کرتے وقت کہ انہوں نے کہا ہے۔ کہ جب میں سیدھا نہ ہوں۔ تو مجھکو معزول کردو۔ جناب شیخ صاحب کو یہ یاد نہ رہا۔ کہ حضرت ابوبکرؓ خدا کے مقرر کردہ خلیفہ ہیں۔ اور ان کو اس کا خوب علم ہے۔ اور خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کو انسان معزول نہیں کر سکتے۔

شیخ صاحب کا دعویٰ میں پہلے نقل کر چکا ہوں جس میں انہوں نے یہ بھی لکھا ہے۔ کہ "حتےٰ کہ خود خلفاء اربعہ کو بھی یہ خیال نہ تھا۔ کہ وہ معزول نہیں کئے جاسکتے" اس سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ چاروں خلیفوں میں سے پہلے خلیفہ حضرت ابوبکرؓ کا بھی یہ خیال نہ تھا۔ کہ میں معزول نہیں کیا جاسکتا۔ اس دعوے کے بعد متصل بلا فصل لکھتے ہیں "چنانچہ امت محمدیہ میں سب سے پہلے خلیفہ حضرت ابوبکرؓ نے کرسیٔ خلافت پر متمکن ہوتے ہی جو سب سے پہلا خطبہ دیا۔ اس میں وہ فرماتے ہیں الخ اس عبارت سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت ابوبکرؓ کی نسبت جو شیخ صاحب نے یہ دعوے کیا ہے۔ کہ ان کا یہ خیال نہیں تھا۔ کہ میں معزول نہیں کیا جاسکتا۔ اس دعویٰ کا ثبوت اور دلیل ان کا یہ خطبہ ہے۔ اور اس دعوے کا ثبوت اور اس کی دلیل یہ خطبہ تب بن سکتا ہے۔ کہ اس خطبہ میں یہ ہو۔ کہ میں معزول کیا جاسکتا ہوں۔ یا یوں کہ مجھے معزول کر دینا۔ چنانچہ شیخ صاحب خطبہ کا ترجمہ لکھنے کے بعد لکھتے ہیں:۔ (جو کہ مکمل میں پہلے درج کر آیا ہوں) کہ:۔

"اس خطبہ نے اصولی طور پر دو باتوں کا فیصلہ کر دیا"

دوسری بات کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"اور اگر وہ باز نہ آئے۔ تو اسے اس کے عہدہ سے الگ کر دے"

اور ہر ایک انسان اس کو بخوبی سمجھ سکتا ہے۔ کہ یہ فیصلہ کہ "اگر وہ خلیفہ باز نہ آئے۔ تو اسے اس کے عہدہ سے الگ کر دے" تب ہی یہ خطبہ اس پر دلالت کر سکتا ہے۔ کہ اس میں یہ ہو۔ کہ اگر میں باز نہ آؤں۔ تو مجھے معزول کر دینا۔ اب میں جناب شیخ صاحب اور سب ناظرین سے درخواست کرتا ہوں۔ کہ حضرت ابوبکرؓ کے خطبہ کے اشتہار میں درج شدہ ترجمہ کو پڑھیں اور غور سے پڑھیں۔ اور بار بار پڑھیں۔ اور پھر بتائیں۔ کہ اس میں کہیں بھی حضرت ابوبکرؓ نے یہ فرمایا ہے۔ کہ میں باز نہ آؤں۔ تو مجھے معزول کر دینا۔ مجھکو میرے عہدۂ خلافت سے الگ کر دینا۔ میں دعوے سے کہتا ہوں۔ کہ نہ یہ آپ نے فرمایا ہے۔ اور نہ آپ بتا سکتے ہیں

پھر یہ حضرت ابوبکرؓ پر کیا صریح افتراء نہیں۔ یقیناً یہ ان پر صریح افتراء اور محض جھوٹا الزام ہے پہلے اشتہار کے حوالوں میں بھی میں نے بتایا ہے۔ کہ حوالہ میں ایک بات ہرگز نہیں ہوتی مگر اس حوالہ کا مفہوم اور مطلب بیان کرتے ہوئے اپنے پاس سے جناب شیخ صاحب ایک بات اس کے ساتھ ملا کر لکھ دیتے ہیں۔ اور اس کے بعد کہہ دیتے ہیں۔ کہ اس حوالہ سے فلاں بات ثابت ہوگئی۔ حالانکہ وہ فلاں بات اس حوالہ میں نہیں ہوتی۔ بلکہ شیخ صاحب نے خود ذکر کی ہوتی ہے۔ اور اس حوالہ میں بھی آپ نے یہی کیا ہے۔ خطبہ میں اس کا قطعاً ذکر نہیں۔ کہ اگر میں باز نہ آؤں۔ تو مجھے معزول کر دینا۔ لیکن از خود اس کو ذکر کرکے کہ اگر وہ باز نہ آئے تو اس کو اس کے عہدہ سے الگ کر دینا۔ ظاہر یہ کر دیا۔ کہ گویا اس حوالہ سے یہ ثابت ہوا کہ حضرت ابوبکر کا خیال نہ تھا۔ کہ میں معزول نہیں کیا جا سکتا۔ اس خطبہ کا اگر وہی مفہوم اور مطلب لیا جائے۔ جو جناب شیخ صاحب نے لیا ہے۔ اگر گویا حضرت ابوبکرؓ خود اطیعونی ما اطعت اللہ ورسولہ واذا عصیت اللہ ورسولہ فلا طاعۃ لی فرما کر اپنے مبایعین کو یہ سمجھا رہے ہیں۔ کہ جب تک میں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتا رہوں اس وقت تک تم بھی میرے احکام کی تعمیل کرتے رہو۔ اور جب میں اللہ اور اس کے رسول کی کوئی نافرمانی کروں۔ تو پھر تم پر میری کوئی اطاعت نہیں۔ بس اس وقت میرے حکم کی تعمیل نہ کرنا) تو اس سے گو تعطل اور سیاسی بحران لازم آتا ہے۔ مگر یہ کہنا پھر بھی غلط ہے۔ کہ اس عبارت کا یہ مفہوم ہے۔ کہ پھر مجھے معزول کر دینا۔ غرض اس تعطل کے رفع کرنے کی کوئی صورت اس خطبہ میں بیان نہیں ہوئی۔ کہ یہ کہا جائے۔ کہ حضرت ابوبکرؓ نے یہ فرمایا ہے۔ کہ اس تعطل کے بعد مجھے معزول کرکے اور خلیفہ بنا لینا۔ اور تعطل عزل نہیں۔ کہ یہ کہا جائے۔ کہ اس کا کہنا عزل کا حکم دینا ہے۔

اس کے بعد میں یہ بتاتا ہوں۔ کہ خطبۂ مذکورہ کے عربی فقرہ مندرجہ بالا کا ہرگز وہ مفہوم نہیں۔ جو کہ جناب شیخ صاحب نے لیا ہے۔ اور جس کو واضح کرنے کے لئے میں نے اپنی عبارت میں لکھ دیا ہے۔ جس سے تعطل لازم آتا ہے۔ یعنی میرے احکام کی تعمیل اس وقت تک تم پر لازم ہے۔ کہ جس وقت تک میں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتا رہوں۔ اور جب میں ان کی کوئی نافرمانی کروں۔ تو پھر تم پر میرے احکام کی تعمیل لازم نہیں۔ بلکہ اس کا مفہوم نبی کریم کے اس ارشاد کے مطابق ہے۔ کہ لا طاعۃ لمخلوق فی معصیۃ اللہ

(اللہ کی نافرمانی میں کسی مخلوق کی فرمانبرداری نہیں) مثلاً ماں باپ کے حکم کے ماننے اور ان کی اطاعت اور فرمانبرداری کا حکم ہے۔ لیکن اگر وہ اپنے بیٹے کو حکم دیں۔ کہ شراب پی یا حرام چیز کھا یا جھوٹی شہادت دے۔ اور ان میں سے ہر ایک فعل خدا کی معصیت ہے۔ تو لا طاعۃ لمخلوق فی معصیۃ اللہ فرما کر حضور نے بتا دیا ہے۔ کہ والدین کے احکام کی تعمیل کرنی چاہیئے۔ لیکن جب وہ ایسا حکم دیں۔ کہ جس کا کرنا معصیۃ اللہ ہے تو ان کے ایسے حکم کی اطاعت اور تعمیل نہ کرنا۔ چنانچہ قرآن مجید میں ہے۔ ووصینا الانسان بوالدیہ حسنا (ہم نے انسان کو تاکیدی حکم دیا ہے۔ کہ والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرے اور اچھے سلوک میں سب سے اول یہ داخل ہے۔ کہ ان کی فرمانبرداری کرے) وان جاھداک لتشرک بی مالیس لک بہ علم فلا تطعھما (اور اگر تجھ سے کوشش کرکے یہ چاہیں کہ تو میرے ساتھ اس کو شریک بنائے۔ کہ جس کا تجھے علم نہیں پس چونکہ یہ خدا کی معصیت ہے) اس لئے تو ان کی فرمانبرداری نہ کر) یعنی اس حکم کو نہ مان۔ نہ یہ کہ پھر تو ان کا کوئی حکم بھی نہ مان۔ اسی طرح امیر کے حکم کی تعمیل کرنے کی سخت تاکید ہے لیکن اگر وہ کوئی ایسا حکم دے۔ جس کے کرنے سے خدا کی معصیت ہوتی ہو۔ تو اس کے ایسے حکم کی اطاعت نہ کرنی چاہیئے۔ بلکہ یہ حکم اس قدر وسیع ہے۔ کہ باوجودیکہ رسول کے کسی حکم میں اس کا احتمال نہیں۔ کہ معصیۃ اللہ اور منکر اور ممنوع کام کا حکم دیگا۔ اور جو حکم دے گا۔ وہ یقیناً معروف اور اچھا اور خدا کے منشاء کے مطابق ہوگا۔ مگر رسول بھی بیعت لیتے ہوئے معروف میں اطاعت کی بیعت لیتا ہے۔ عام فرمانبرداری کی بیعت نہیں لیتا۔ چنانچہ سورۂ ممتحنہ میں ہے۔ یاایھا النبی اذا جاءک المؤمنات یبایعنک علیٰ ان لا یشرکن باللہ شیئاً ولا یسرقن ولا یزنین ولا یقتلن اولادھن ولا یاتین ببھتان یفترینہ بین ایدیھن وارجلھن ولا یعصینک فی معروف فبایعھنّ۔

پس لا طاعۃ لمخلوق فی معصیۃ اللہ کا نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بیعت میں بھی لحاظ رکھا گیا ہے۔ اسی وجہ سے لا یعصینک کو فی معروف کے ساتھ مقید فرمایا ہے۔ ورنہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان اس سے ارفع ہے۔ کہ آپ منکر کا حکم دیں۔ اطیعونی ما اطعت اللہ ورسولہ کا بھی یہی مطلب ہے۔ کہ جب تک میں

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتا رہوں۔ جو کہ اطاعۃ اللہ و اطاعۃ رسولہ ہے تو میرے ان احکام کی تم اطاعت کرو۔ اور جب میں امر بالمنکر اور نہی عن المعروف کروں۔ جو کہ اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی ہے۔ تو پھر لا طاعۃ لمخلوق فی معصیۃ اللہ کے ماتحت میرے ایسے احکام کی اطاعت تم پر لازم نہیں۔ صحابہ خود مقنن قانون شریعتِ اسلام نہیں تھے۔ کہ حضرت ابو بکرؓ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد پہلے خطبہ میں ہی ایک نیا قانون بنا کر سب سے پہلے اپنے پر نافذ کرتے۔ قانون یہ بتاتے ہیں۔ کہ جب تک خلیفہ اطاعت اللہ و اطاعت رسولہ کرتا رہے۔ قوم کو اس کے احکام کی اطاعت کرنی چاہیئے۔ اور جب کوئی اللہ اور اس کے رسول کی معصیت کر بیٹھے۔ تو پھر قوم پر اس کے کسی حکم کی بھی اطاعت نہیں رہے گی۔ بلکہ اس وقت قوم کو چاہیئے کہ اس کے سب احکام کی سول نافرمانی شروع کر دے۔ اور سب سے پہلے اس قانون کو مجھ پر جاری کرو۔ حضرت ابو بکرؓ کو قانون شریعت بنانے کا کوئی اختیار حاصل نہیں تھا۔ بلکہ اسی خطبہ میں ان کا ایک فقرہ یہ ہے۔ ایھا الناس انما انا متبع ولست بمبتدع (میں تو صرف اتباع کرنے والا ہوں۔ اور کوئی نئی باتیں بنانے والا نہیں ہوں) پس اگر یہ کوئی قانون ہے۔ تو پھر ضروری ہے۔ کہ یہ کلام الٰہی یا کلام رسولؐ میں ہو۔ جیسا کہ میں نے جو مفہوم حضرت ابو بکرؓ کے اس فقرہ کا لیا ہے۔ میں نے قرآن مجید میں اور نبی کریمؐ کے کلام میں وہ بتا دیا ہے۔ ایسا ہی یہ قانون جو کہ شیخ صاحب کا لیا ہوا ہے۔ کلام الٰہی یا کلام رسولؐ میں بتائیں۔ مگر قیامت تک جناب شیخ صاحب اس کو کلام الٰہی یا کلام رسولؐ میں نہیں بتا سکتے۔ پس یہ ان کا صرف ابو بکرؓ پر ہی افتراء نہیں۔ بلکہ اللہ اور اس کے رسولؐ پر بھی افترائ ہے۔

پہلے تو مجھے اس سے حیرت ہوتی تھی۔ کہ ان کے لئے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے حالات سے پوری طرح واقف ہونے کیلئے اعلےٰ سے اعلےٰ مواقع اس زمانہ سے لیکر کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں یہاں آئے تھے۔ اب تک حاصل رہے ہیں۔ اور اس طویل زمانہ میں حضور کی زندگی کے مختلف دوروں میں انہوں نے حضور کی نسبت کوئی شکایت نہیں کی۔ اور نہ ہی اب یہ کہتے ہیں۔ کہ اس زمانہ میں بعض قابل اعتراض امور میرے مشاہدہ میں آئے تھے۔ با شہداء عدول سے مجھے معلوم ہوئے تھے۔ مگر میں نے

دل ہی میں ان کو رکھا۔ اور کسی پر ظاہر نہیں کیا۔ بلکہ وہ خود کہتے ہیں۔ کہ دو سال سے میں
ایسے امور سننے لگا۔ پس آخری دو سالوں کو نکال کر ان سے پہلے بہت سے سالوں میں
آپ حضور کے وہ اعلےٰ حالات و کمالات نہ دیکھتے رہے۔ کہ جن کی وجہ سے آپ کو خلیفہ اور
امام مانتے رہے۔ اور ایسے حالات و کمالات والوں کی نسبت خدا تعالےٰ نے اپنے
کلام پاک میں اُولٰئک مبرؤن مما یقولون (یہ لوگ ان سب الزاموں سے بَری ہیں
جو کہ لوگ ان کی نسبت کہتے ہیں یا کہیں گے) فرما کر ان کی ہمیشہ کے لئے بریّت فرما دی ہوئی
ہے۔ اور فرما دیا ہے۔ ولولا اذ سمعتموہ قلتم ما یکون لنا ان نتکلم بهذا
سبحانک هذا بهتان عظیم (اور کیوں ایسا نہ ہُوا کہ جونہی تم نے یہ الزام سُنا
تھا۔ کہدیتے۔ کہ ہمارے لئے جائز نہیں۔ کہ اس کو زبان پر لائیں۔ کیونکہ اس سے تو خدا
کی پاکی پر الزام آتا ہے (خدا وندا) تو پاک ہے (لہٰذا) یہ بڑا بہتان ہے)
مگر شیخ صاحب اس کے خلاف خود الزام لگانے لگ پڑے۔ تو ان کی حالت کو دیکھکر
کبھی خیال آتا۔ کہ باوجود اعلےٰ مواقع ملنے کے کہ حضور کے ان حالات و کمالات سے ناواقف
ولاعلم ہیں۔ یا کہ ضد و تعصب میں اس قدر بڑھ گئے ہیں۔ کہ سب کچھ جانتے ہوئے ناجائز
طور پر خدا کے بَری کئے ہوئے پر الزام لگا رہے ہیں لیکن ان اشتہاروں میں ان کی تحریریں
پڑھکر اب میں اس میں حیران ہوں کہ کیا وہ باوجود عالم و فاضل کہلانے کے دینیات
سے بے بہرہ اور کلام الٰہی اور کلام رسول سے لاعلم ہیں۔ یا باوجود جاننے کے اس کے
خلاف لکھتے اور خدا اور اس کے رسول اور خلفاء راشدین پر افتراء کرتے ہیں۔ جیسا کہ
یہاں پر حضرت ابوبکر صدیق رض کی طرف ایسی بات کو منسوب کر دیا۔ جس کو آپ از خود تو کہنے
کے مجاز نہیں۔ ہاں اس کے کہنے کے اسی وقت مجاز ہو سکتے تھے۔ کہ کلام اللہ یا کلام
الرسول میں یہ ہو۔ اور آپ اس کو اپنے پر نافذ اور جاری کر رہے ہوں۔ مگر نہ کلام اللہ
میں ہے۔ اور نہ کلام رسول میں۔ کہ جب تک خلیفہ اللہ اور اس کے رسولؐ کی طاعت کرتا
رہے۔ تب تک قوم کو اس کی اطاعت کرنی چاہیئے۔ اور جب وہ اللہ اور اس کے رسول
کی کوئی نافرمانی کر بیٹھے۔ تو پھر اس کے کسی حکم کی بھی تعمیل نہ کرے۔ بلکہ اس کے سارے
حکموں کے متعلق سول نافرمانی کر دے۔ بلکہ کلام رسول میں اس کے خلاف موجود ہے چنانچہ
صحیح مسلم میں ہے۔ کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ یکون بعدی ائمة

لا یھتدون بھدای ولا یستنون بسنتی وسیقوم فیھم رجال قلوبھم قلوب الشیاطین فی جسمان انس قال حذیفۃ قلت کیف اصنع یارسول اللہ ان ادرکت ذالک قال تسمع وتطیع الامیر وان ضرب ظھرک واخذ مالک فاسمع واطع۔

صحیح مسلم کی روایت میں ہے۔ کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ میرے بعد ایسے امام ہونگے۔ جو نہ میری ہدایت پر چلنے ہونگے۔ اور نہ ہی میری سنت کو اختیار کرینگے اور ان میں ایسے لوگ کھڑے ہونگے۔ کہ ان کے دل شیطانوں کے دل ہوں گے۔ جو انسانوں کے جسموں میں ہیں۔ حذیفہ نے کہا میں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ اگر میں اس کو پاؤں۔ تو میں کیا کروں۔ تو نبی کریمؐ نے فرمایا۔ تو امیر کا حکم مان اور اس کی اطاعت کر۔ اگر وہ تیری پیٹھ کو مارے اور تیرے مال کو چھین لے۔ تو بھی اس کے حکم کو مان۔ اور اطاعت کر)

ابوداؤد میں حضرت حذیفہ سے ایک طویل حدیث روایت کی گئی ہے۔ جس میں فتنوں کا ذکر ہے۔ اور اس میں یہ بھی ہے۔ کہ قال (یعنی رسول اللہ) فان کان للہ فی الارض خلیفۃ جلد ظھرک واخذ مالک فاطعہ (نبی کریمؐ نے فرمایا۔ پس اگر زمین میں اللہ کے لئے کوئی خلیفہ ہو۔ تو اگر اس نے تیری پیٹھ پر کوڑے مارے ہوں۔ اور تیرا مال اس نے چھین لیا ہو تو بھی تو اس کی اطاعت کر) پس ان حدیثوں میں ان ائمہ کی مذمت موجود ہے۔ اور ان کے حد سے بڑھے ہوئے عصیان کو خود آنحضرتؐ نے بیان فرمایا ہے۔ مگر جب حضور سے دریافت کیا گیا۔ کہ اگر میں اس وقت کو پاؤں۔ تو کیا کروں۔ تو حضور نے جواب دیا۔ کہ عصیان مذکور کے علاوہ اگر خود تم پر بھی ظلم کریں۔ کہ تجھے پیٹیں۔ اور تیرا مال بھی ظلم سے غصب کر لیں۔ تو بھی تم ان کے حکموں کو مانو۔ اور ان کی اطاعت کرو۔ اور فتنوں کے زمانہ کے متعلق فرمایا۔ کہ اگر اس وقت روئے زمین پر خدا کا کوئی خلیفہ ہو۔ خواہ وہ تجھے کوڑے لگائے۔ اور تیرا مال چھین لے۔ تو باوجود اس ظلم و غصب کے پھر بھی اس کی اطاعت کر۔ کیا نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ان صریح ارشادات کے باوجود حضرت ابوبکرؓ کی نسبت یہ خیال ہوسکتا ہے۔ کہ آپ پہلے ہی خطبہ میں ان کے بالکل خلاف یہ کہیں۔ کہ اگر مجھ سے کوئی نافرمانی ہو جائے۔ تو پھر تم میرا کوئی حکم نہ مانو۔ نعوذ باللہ من ذالک۔

پس جناب شیخ صاحب نے آپکے خطبہ کے اس فقرہ کا جو مفہوم اور مطلب لیا ہے۔ وہ

یقیناً غلط ہے۔ اور اس کا وہی مفہوم ہے۔ جو کہ میں لکھ آیا ہوں۔ جس کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ معروف میں میری اطاعت کرو۔ اور منکر میں میری اطاعت تم پر لازم نہیں۔ جناب شیخ صاحب نے اپنے اس غلط مفہوم کو لیکر اس کے نتیجہ کے طور پر جو یہ لکھا ہے۔ کہ اس خطبہ نے دو باتوں کا فیصلہ کر دیا۔ اور دوسری بات یہ لکھی ہے۔ کہ امت کا یہ بھی فرض ہے کہ خلیفہ کے اعمال کی نگرانی کرے۔ اور اگر وہ دیکھے۔ کہ خلیفہ شریعت سے منحرف ہے۔ تو پہلے اس کی اطاعت چھوڑ دے۔ اور کوشش کرے۔ کہ وہ سیدھا ہو جائے لیکن اگر وہ باز نہ آئے۔ تو اس کو معزول کر دے۔ اس میں شیخ صاحب نے نگرانی کو ملت کا فرض بتایا ہے۔ نہ کسی ایک دو افراد کا جو کہ ملت کے نمائندہ نہیں۔ اور اس کے سیدھا کرنے کی کوشش کرنا بھی ملت کا فرض قرار دیا ہے۔ نہ ایسے چند افراد کا جو کہ قوم کے نمائندہ نہیں۔ اور اس کے باز نہ آنے پر اس کا معزول کرنا بھی ملت کا فرض بتایا ہے نہ چند افراد کا جو کہ نمائندہ ملت نہیں۔ مگر پھر خود ہی جناب شیخ صاحب نے ملت کے فرائض اور کاموں کو تنہا خود کرنا شروع کر دیا۔ حالانکہ اس بارہ میں قوم نے ان کو اپنا نمائندہ مقرر نہیں کیا۔ شیخ صاحب نے تو یہ ساری افترا پردازی اور غلط بیانی تو اپنے کرتوت کو درست بنانے کے لئے کی ہے۔ مگر باوجود اس قدر غلط بیانیوں کے یہ تینوں خود ساختہ فرائض (خلیفہ کے اعمال کی نگرانی۔ شریعت سے منحرف ہونے کی صورت میں اس کے سیدھا کرنیکی کوشش۔ باز نہ آئے تو معزول کر دینا) ملت کے فرائض بتائے ہیں۔ نہ کہ غیر نمائندہ فرد یا چند افراد کے کہ پھر خود ان فرائض کو بجالانا شروع کر دیں۔ شیخ صاحب مع ان کے ساتھیوں کے ملت احمدیہ ہرگز نہیں۔ اور نہ ہی ملت احمدیہ نے ان کو اپنا نمائندہ مقرر کیا ہے۔ پس ان کو تو اپنے ان مفتریات کی رُو سے بھی ان کاموں کے کرنے کا ہرگز کوئی استحقاق نہ تھا۔ انہوں نے جو کچھ کیا۔ وہ جیسا کہ فی الحقیقت اور اصول اسلام کی رُو سے باغیانہ اور ناجائز کارروائی ہے۔ اسی طرح وہ اپنے ان مفتریات سے بھی اس باغیانہ اور منافقانہ کارروائی کے جواز کے لئے کوئی سہارا حاصل نہیں کر سکے۔ کچھ عجب نہیں۔ کہ جناب شیخ صاحب کو یہاں تک پہونچ کر یہ بات محسوس ہو گئی ہو۔ کہ جس کے لئے پاجامہ سیا تھا وہ ننگی ہی رہ گئی۔ جائز تو میں اپنی کارروائی کو کر رہا تھا۔ اور حوالہ مذکور کا جو میں نے نتیجہ نکالا ہے۔ یہ ہے۔ کہ ملت اس کی نگران ہے۔ ملت اس کو سیدھا کرے۔

اور سب یہ مانا ہو۔ تو ملت اس کو معزول کر دے۔ اور کام تب بنتا۔ کہ فرد اور افراد کے لئے یہ تینوں استحقاق ثابت ہوتے۔ تو تھوڑے سے غور کے بعد سمجھ میں آگیا۔ کہ یہ کچھ مشکل نہیں۔ ایک ہی پینترہ بدلنے کی کسر رہ گئی ہے۔ اور وہ یوں ہے۔ کہ اب ملت کی جگہ افراد ملت لکھ دیا جائے۔ مگر خطبہ کا نتیجہ تو لکھا جا چکا ہے۔ جہاں لکھا ہے۔ کہ اس خطبہ نے اصولی طور پر دونوں کا فیصلہ کر دیا ہے۔ تو خیال آیا۔ کہ جلوہ نتیجہ دلہ نتیجہ لکھ دیتے ہیں۔ کہ:-

"اس خطبہ نے خلیفہ اور امت کے درمیان جو باہمی تعلق شریعت نے قائم کیا ہے۔ اس کو اچھی طرح سے واضح کر دیا ہے۔ یعنی یہ کہ جس طرح خلیفہ کا فرض ہے۔ کہ افراد امت کے اعمال کی نگرانی کرے۔ اور انتظام اور انصرام قائم رکھے۔ اسی طرح افراد امت کا بھی فرض ہے۔ کہ وہ خلیفہ کے اعمال کی نگرانی کریں۔ اور دیکھتے رہیں۔ کہ وہ احکام شریعت کے خلاف تو نہیں چلتا"

پس اب کام بن گیا۔ میں اور میرے ہمراہی گو پنج سوار ہی سہی۔ افرادِ ملت تو ضرور ہیں۔ مگر اب تو جو بھی خلیفہ ہو گا۔ یقیناً مصرع

اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمے ماند

کا پارٹ ادا کرنے کے لئے ہو گا۔ کیونکہ اس کا فرض ہے کہ افراد کی نگرانی کرے۔ صبح ہوتی ہے۔ اس کے پاس شکایت ہوتی ہے۔ کہ فلاں نے میری جیب تراش لی ہے۔ جیب تراش پیش ہوتے سے پہلے شور مچا دیتا ہے۔ کہ گذشتہ رات جب نئے خلیفہ صاحب مقرر ہوئے تو میں خوفِ خدا سے ڈر کر کہ رات ہی میں مر جاؤں۔ تو بغیر بیعت کے مر کر جہنمی نہ ہو جاؤں تو میں اندھیرے میں خلیفہ صاحب کے پاس گیا۔ مگر دائیں ہاتھ سے تو میرا ہاتھ پکڑ کر بیعت لیتے رہے۔ اور بائیں ہاتھ کے کرتب میں وہ ایسے استاد نکلے۔ کہ اس کے ساتھ میری جیب تراش لی۔ جس میں بڑے قیمتی ہیرے والی انگشتری تھی۔ ایک دوسری رپورٹ ہوتی ہے۔ کہ فلاں نے فلاں عورت سے ناجائز حرکت کی ہے۔ مجرم کو اس کی خبر فوراً مل جاتی ہے۔ گھر میں آکر اپنی عورت کو تیار کر کے لوگوں کو سنانا شروع کر دیتا ہے۔ نئے خلیفہ صاحب کے تقرر اور بیعت میں مجھے دیر ہو گئی۔ میں عشاء کی نماز کے بعد گھر گیا۔ تو آپ کی بھاوج پیچھے پڑ گئی۔ کہ تم تو بیعت کا ثواب حاصل کر چکے۔ اور میں رہ گئی۔ میں بھی ابھی جاتی ہوں۔ ایسا نہ ہو کہ بیعت کے بغیر رات ہی کو مر جاؤں۔ زندگی کا کیا اعتبار ہے۔ اس کے مجبور کرنے پر میں نے

اجازت دیدی۔ تاکہ میں مناع للخیر نہ بن جاؤں۔ چنانچہ وہ گئی۔ اور بڑی دیر کے بعد روتی ہوئی واپس آئی۔ اور نئے خلیفہ کو گالیاں دے رہی تھی۔ اور باوجود منع کرنے کے جب وہ نہ رُکی۔ تو میں نے اس کی وجہ دریافت کی۔ تو اس نے نئے خلیفہ صاحب کا سارا چٹھا کھول کر سُنا دیا۔ غرض دس بجے تک دس مختلف جرموں کی شکایتیں ہوئیں۔ تو دس ہی نے اپنا بچاؤ اسی میں پایا۔ کہ فیصلہ کرنے سے پہلے خلیفہ صاحب ہی کا فیصلہ کر دینا چاہیئے۔ آخر وہ کونسا رانڑی خاں ہے۔ اور کس باغ کی مولی ہے۔ اگر وہ ہمارا نگراں ہے۔ تو ہم کون سے اس سے کم ہیں۔ ہم بھی تو اس کے نگراں ہیں۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پہلے خلیفہ پر قربان جائیں۔ اس نے پہلے ہی خطبہ میں ہم غریبوں کا بچاؤ کر دیا ہوا ہے۔ ورنہ یہ نت نئے خلیفے ہمیں زندہ نہ چھوڑتے۔ گیارہ بجے دس ہی اکٹھے ہو گئے۔ اور مشورہ کے بعد ہر مدعی کے حصہ میں کم از کم ہم گواہ آ گئے۔ اب لوگ ان میں سے ہر ایک سے اسکے جرم کی نسبت دریافت کرتے ہیں۔ تو ہر ایک جواب دیتا ہے۔ کہ ایک جرم والے سے پوچھا جاتا ہے۔ اور جو ایک رات میں دس جرائم کا ارتکاب کرنے والا ہے۔ اس سے کوئی نہیں پوچھتا۔ اب دس مدعی بھی موجود ہیں۔ اور ہر ایک کا نصاب شہادت بھی حاضر ہے۔ ہزاروں کا مجمع ہے سب کے کانوں میں دعاوی اور شہادتوں کا تکرار ہو رہا ہے۔ اکثر تو سبحانک ھٰذا بہتان عظیم کا ورد کر رہے ہیں۔ مگر کچھ گوشہ نشین زدہ اثر سے دار دکی تصدیق کرکے اس کو بار بار پڑھ رہے ہیں۔ کہ تا نباشد چیزکے مردم نہ گویند چیز ہا۔ اور وہ شریر دستہ ان سادہ دلوں کو نیم مصدق پا کر مزید کوشش میں لگ جاتا ہے۔ آخر جو بندہ یا بندہ من جد وجد کے مطابق ان جوشیدہ حمقوں کا ایک دستہ مل جاتا ہے۔ جو پکارتا ہے۔ کہ اب دیر کیا ہے کیا شیخنا الازھری آفندی کا یہ فتوے کس وقت کے لئے ہے۔ کہ افرادِ ملت نگراں اعمال خلیفہ ہیں۔ اور جو کسی عہدہ دار کا نگران ہوتا ہے۔ اس کا عزل ونصب اس کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔ اور کہ جب خلیفہ اللہ کی کوئی معصیت کرے۔ تو پھر اس کا کوئی حکم نہیں مانتا۔ اور جب حکم نہیں مانتا۔ تو پھر اس کا رکھنا بے کار و بے سود ہے۔ کرو بسم اللہ رات پھر آ رہی ہے اچھا خلیفہ صاحب معزول۔ مگر پھر بار بار کون آئیگا۔ عزل کے ساتھ ہی نصب بھی ہو جائے پس یہ نرالا طریق جو دنیا میں کہیں اور کبھی اور کسی امر میں نہیں پایا جاتا کہ دور کی طرح کہ یہ اس کا نگران اور وہ اس کا نگران۔ خلیفہ افراد کا داروغہ۔ اور افراد خلیفہ

کے دار وغہ اگر جاری کیا جائے۔ تو پھر ہر خلیفہ اگر ماند شیبے ماند شیبے دیگرنمے ماند کا
مصداق ہوگا۔ نبی کریمؐ کے وقت میں خدا تعالےٰ کے مقرر کردہ نگرانوں کے نگرانوں کا دادا پیدا
ہوا جس نے تقسیم اموال کی نگرانی شروع کرکے نبی کریمؐ سے خطاب حاصل کیا۔ حضرت ابوبکرؓ
کے زمانہ میں اس کا دہ بیٹا پیدا ہوا۔ جس نے حضرت عمرؓ کے پہلے ہی خطبہ میں تلوار دکھا کر اپنی
ڈیوٹی کا یقین دلایا تھا۔ اور دوسرا صاحبزادہ نے حضرت عمرؓ کے زمانہ میں پیدا ہوکر حضرت
عمرؓ پر جبہ کے متعلق اعتراض کرکے اپنی نگرانی کا پتہ دیا تھا۔ حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں تو ان
دونوں صاحبزادوں کی ذریت حشرات الارض کی طرح پھیل گئی۔ اور پھر ان منحوس نگرانوں کی
منحوس نگرانی سے اسلام کو جو نقصان پہونچا۔ وہ سب پر روشن ہے۔ محمد رسول اللہ کی
بعثت ثانیہ میں بھی ان منحوس نگرانوں کا دادا پیدا ہوا۔ اس نے تقسیم اموال پر اعتراض کیا
اب عمر ثانی کا زمانہ ہے جس میں اس کے فرزندوں نے اپنی ڈیوٹی کا ثبوت دینا ہے۔ مگر
عمر اول کے وقت جب انہوں نے اپنی ڈیوٹی کا ثبوت دیا۔ تو مسلمانوں نے خاموشی اختیار کرکے
خلافت کی ناشکری کی۔ اور ناشکری کے بدلہ میں ان کی نسلیں برکات خلافت سے محروم کردی گئیں
لیکن بعثت ثانیہ میں خداوند تعالےٰ جانتا تھا۔ کہ مسلمان ناشکری کے مرتکب نہیں ہوں گے۔
اس لئے خداوند تعالےٰ نے بعثت ثانیہ کے خلفاء کو خدا کی قدرت ثانیہ کا خطاب دیکر
ان منحوس نگرانوں کی شرارتوں پر غالب رہنے کی پیشگوئی کا اعلان کردیا ہوا ہے۔

پھر جناب شیخ صاحب امکان عزل خلیفہ کے ثابت کرنے کے لئے حضرت عمرؓ کا پہلا
خطبہ پیش کرتے ہیں۔ کہ انہوں نے فرمایا۔ کہ:۔

اے مسلمانو! تم میں سے جو کوئی بھی میرے اندر کسی قسم کی کوئی کجی دیکھے۔ تو اس پر فرض
ہے۔ کہ اس کجی کو سیدھا کردے۔ ان الفاظ کو فرماتے پر ایک صحابی اٹھا۔ تو اس نے
کمال آزادی کے ساتھ حقیقی اسلامی روح سے کام لیتے ہوئے کہا۔ ہم اس کجی کو تلوار
سے سیدھا کردیں گے۔ یہ کسی منافق کے الفاظ نہ تھے۔ بلکہ اس شخص کے الفاظ تھے۔
جو شریعت اسلامی کی صحیح روح کو سمجھنے والا اور تمام مسلمانوں کے خیالات کی صحیح
ترجمانی کرنے والا تھا۔ کیونکہ تمام مجمع میں سے کسی مسلمان نے بھی اس کے خلاف نہ صرف
یہ کہ آواز نہیں اٹھائی۔ بلکہ اپنی خاموشی سے اس بات پر مہر تصدیق ثبت کردی۔ کہ جو کچھ کہا گیا
ہے۔ وہ فی الحقیقت ان کے خیالات کی صحیح ترجمانی ہے۔ گویا بالفاظ دیگر اس مسئلہ

پر صحابہ کرامؓ کا اس طرح اجماع ہو گیا۔ جس طرح وفات مسیح کے مسئلہ پر اجماع ہو گیا تھا"!

حضرت عمرؓ کے خطبہ میں تو صرف یہ ہے۔ کہ جو کجی دیکھے اس کو سیدھا کر دے۔ اور ہر ایک انسان یہ سمجھ سکتا ہے۔ کہ کجی کا سیدھا کرنا عزل نہیں۔ اور نہ عزل کو مستلزم ہے بلکہ استحکام کو مستلزم ہے۔ کیونکہ جب کجی نہ رہی۔ تو خلیفہ میں جو کجی کی وجہ سے کمزوری تھی وہ دُور ہو گئی۔ اور وہ کمزوری نہ رہی۔ پس اس کو مذکورہ دعوے سے کوئی تعلق نہیں۔

رہا شیخ صاحب کا اس شخص کے قول سے استدلال کہ جس نے حضرت عمرؓ کے ان الفاظ پر یہ کہا تھا۔ کہ ہم اس کجی کو تلوار کے ساتھ سیدھا کر دیں گے۔ تو پہلے تو اس میں سوائے کجی کے سیدھا کرنے کے جس کا ذکر خود حضرت عمرؓ کے خطبہ میں موجود ہے۔ اور کوئی ایسی چیز نہیں۔ جس سے امکانِ عزل ثابت ہوتا ہو۔ ہاں حضرت عمرؓ کے خطبہ سے اگر اس میں کوئی زائد چیز ہے۔ تو وہ یہ ہے۔ کہ ہم تلوار کے ساتھ اس کو سیدھا کرینگے۔ اور ظاہر ہے کہ جب کجی کو دُور کرنے سے عزل ثابت نہیں ہوتا۔ تو پھر خواہ زبان کے ساتھ کجی رفع کی جائے۔ یا تلوار کے ساتھ۔ اس سے عزل ثابت نہیں ہوتا۔ رہا یہ کہ یہ صحابی کا قول تھا۔ یا منافق کا۔ سو اس پر انشاء اللہ میں ایک جامع فیصلہ بعد میں لکھوں گا۔ پہلے میں یہ بتانا چاہتا ہوں۔ کہ اگر یہ صحابی کا ہی قول ہو۔ تو اس کے یہ معنے نہیں ہیں۔ کہ عزل جائز اور ممکن ہے بلکہ اس کے یہ معنے ہیں۔ کہ کجی کو دُور کرنا جائز ہے۔ اور یہ اس کا جواز عزل کو مستلزم نہیں ہے۔ اور بفرضِ محال اگر اس کے معنے یہ ہوتے۔ کہ عزل جائز اور ممکن ہے۔ تو پھر بھی اس صحابی کا یہ قول رد کے قابل ہوتا۔ نہ کہ قبول کے۔ اس لئے کہ صحابی اول تو شارع نہیں۔ کہ وہ از خود کوئی شرعی حکم ایجاد کرے۔ اور جب قرآن مجید صفائی کے ساتھ بیان فرماتا ہے۔ کہ خدا ہی مومنوں کو خلیفہ بنائے گا۔ اور خدا کے بنائے ہوئے خلیفہ کو کوئی معزول کرنے کا مجاز نہیں۔ اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہاں تک حضرت عثمانؓ کو فرما دیا۔ قتل ہو جانا۔ مگر معزول نہ ہونا۔ اگر معزول ہونا جائز ہوتا۔ تو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کبھی ایسا نہ فرماتے۔ پس خدا اور اس کے رسول کے عزل کو ممنوع اور ناجائز قرار دینے کے بعد کسی صحابی کا قول اس کو جائز نہیں کر سکتا۔ ہاں اس کا قول جو کہ خدا اور اس کے رسول کے قول کے خلاف ہو۔ خود اس کے منافق یا دین سے جاہل ہونے کا یقینی ثبوت ہوگا۔

اب میں جناب شیخ صاحب کے صحابی کی نسبت اور اس کی اسلامی روح کی نسبت کچھ لکھنا چاہتا ہوں۔ مگر جناب شیخ صاحب نے آگے چل کر حضرت عمرؓ ہی کی نسبت ایک اور صحابی کا کارنامہ لکھا ہے۔ اور اس کو اسی قول صحابی پر عمل کرتا لکھا ہے۔ جناب لکھتے ہیں :-

" ان کے خلیفہ ہونے ہی صحابہؓ نے جو یہ کہا تھا۔ کہ ہم آپ کی کجی کو تلوار سے سیدھا کر دینگے۔ اس پر ان کو ایک دفعہ عمل کی ضرورت پیش آئی۔ اور انہوں نے محض الفاظ پر ہی اکتفا نہیں کی۔ بلکہ ان پر عمل کر کے بھی دکھا دیا۔ چنانچہ ایک دفعہ کا واقعہ ہے۔ کہ مال غنیمت تقسیم ہونے پر ہر مسلمان کے حصہ میں ایک ایک چادر آئی۔ لیکن حضرت عمرؓ کا اس تقسیم کے بعد ایک دفعہ منبر پر تشریف لائے۔ آپ ایک جبہ پہنے ہوئے تھے۔ جو اس مال غنیمت کی دو چادروں کا بنا ہوا تھا۔ یہ دیکھتے ہی فوراً ایک صحابی کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے ہم آپ کی بات نہیں سنیں گے۔ جب تک آپ ہمیں یہ نہ بتائیں کہ آپ کے حصہ میں تو ایک چادر آئی تھی۔ آپ نے یہ دوسری چادر کہاں سے حاصل کی۔ کہ جبہ تیار کروا لیا۔ حضرت عمرؓ یا صحابہ میں سے کسی نے اس صحابی کو یہ نہیں کہا تم منافق ہو۔ خلیفہ پر کیوں اعتراض کرتے ہو۔ نہ ہی اس کو بہلا دینے کی کوشش کی گئی۔ بلکہ اس کی تسلی کے لئے فوراً حضرت عمرؓ نے اپنے بیٹے عبد اللہ کی طرف اشارہ کیا۔ اور کہا۔ اس کا جواب دو۔ عبد اللہ اٹھے اور کہا۔ کہ ایک چادر میرے باپ کے حصہ میں آئی تھی۔ اور ایک چادر میرے حصہ میں آئی تھی۔ میں نے اپنی چادر اپنے باپ کو دے دی۔ اور انہوں نے ان دو چادروں سے اپنا جبہ تیار کروا لیا۔ اس پر اس صحابی نے کہا۔ اب ہماری تسلی ہو گئی ہے۔ اب فرمایئے ہم سننے کو تیار رہیں "۔

اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ الفاظ بولنے والے صحابی اور ان پر عمل کرنے والے صحابی کے متعلق ایک ہی جگہ لکھوں۔ پس واضح ہو۔ صحابہ رسول اللہ وہ اعلیٰ پائے کے لوگ ہیں۔ جن کی نسبت خود نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ " اللہ اللہ فی اصحابی (خدا سے ڈرو اپنے اصحاب پر نکتہ چینی کرنے میں) پھر فرماتے ہیں۔ کہ اصحابی کالنجوم بایهم اقتدیتم اهتدیتم میرے صحابی ستاروں کی طرح ہیں۔ جس کی کسی پیروی کرو گے۔ تو ہدایت پاؤ گے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی حضور نے یہ بھی فرمایا ہے

اور آپؐ کا یہ ارشاد صحیح بخاری میں موجود ہے۔ کہ جب میں حوضِ کوثر پر ہونگا۔ تو کچھ لوگ میری طرف آئیں گے۔ تو فرشتے ان کو میری طرف آنے سے روکیں گے۔ تو میں کہوں گا۔ اصیحابی اصیحابی (ان کو آنے دو۔ یہ میرے پیارے صحابہ ہیں) تو فرشتے کہیں گے۔ انک لا تدری ما احدثوا بعدک لم یزالوا مرتدین منذ فارقتھم فاقول کما قال العبد الصالح عیسیٰ بن مریم وکنت علیھم شھیدا ما دمت فیھم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم (آپ نہیں جانتے کہ آپ کے بعد انہوں نے کیا کیا۔ جب سے آپ ان سے جدا ہوئے ہیں۔ تو پھر یہ ہمیشہ مرتد رہے۔ تو حضور فرماتے ہیں۔ تب میں بھی وہ کہوں گا۔ جو کہ خدا کے صالح بندے عیسےٰ بن مریم نے کہا تھا۔ کہ مَیں ان پر نگراں رہا جب تک کہ میں ان میں رہا۔ لیکن جب تو نے مجھے وفات دی۔ تو پھر تو ہی ان کا نگراں تھا۔ انسان کا عمل خود ہی بینہ دید یتا ہے کہ یہ کون ہے۔ اب ہم جناب شیخ صاحب کے ان اسلامی روح کے مطابق عمل کرنے والے صحابیوں کے عمل کو دیکھتے ہیں۔ خود نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں ایک صحابی نے شیخ صاحب کے صحابیوں والا عمل کیا تھا۔ اور حضور نے اس کے متعلق کچھ فرمایا تھا۔ پس حضور کا وہ ارشاد اس موقع پر ہمارے لئے مشعل راہ ہو سکتا ہے۔ حدیث میں آتا ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک موقع پر کچھ مال تقسیم کیا۔ تو (جناب شیخ صاحب کے صحابہ جیسا ایک) شخص بولا۔ کہ اے محمدؐ خدا سے ڈر۔ یہ تقسیم جو تو نے کی ہے۔ اس میں خدا اور اس کے حکم کو مدِنظر نہیں رکھا گیا۔ تب حضورؐ نے فرمایا۔ کہ اگر مَیں تقوے اللہ نہیں اختیار کروں گا تو پھر اور کون کرے گا۔ پھر فرمایا کہ اس کی ذرّیت میں سے ایسے لوگ نکلیں گے۔ جو دین سے ایسے خالی ہوں گے۔ جیسا کہ تیر نشانہ سے گذر جائے۔ اور اس پر اس کا اثر اور نشان نہ ہو۔ چنانچہ یہی وہ شخص ہے جس سے خوارج پیدا ہوئے۔ اور یہی وہ شخص ہے۔ کہ جس کی ذریت کی نسبت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بتایا ہُوا تھا۔ کہ علیؓ کے مقابلہ پر کچھ لوگ مارے جائینگے اور فلاں جگہ مارے جائینگے۔ اور ان کے سردار کے شانہ پر ایک گوشت کا لوتھڑا ہوگا۔ یہ بھی صحابی تھا۔ اس نے بھی وہی جرأت کی تھی۔ جس کو شیخ صاحب اسلامی رُوح بتاتے ہیں۔ اس نے بھی وہی بدظنی اور گستاخی اور بے ادبی اور مادر پدر آزادی دکھائی تھی۔ جس کو شیخ صاحب کمال آزادی اور اسلامی رُوح کہہ رہے ہیں۔ بے شک آزادی اور دلیری اور جرأت اسلامی رُوح اور قابل تعریف ہیں۔ مگر موقع شناسی بھی ضروری ہے۔ پلیٹ

نہ ہر جائے مرکب تواں تاختن　　　　کہ جاہا سپر باید انداختن

انسان اگر موقع شناسی نہ کرے۔ تو پھر وہ بارہا "بازی بازی باریش بابا ہم بازی" کا بھی مصداق ہو جاتا ہے۔ جس بدبخت انسان نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تقسیم مال پر مذکورہ بات کہی۔ اس کا قصور اور جرم یہی تھا۔ کہ اس نے ایک ایسے راست باز پر بدظنی کی۔ جس کی طہارت اور بریت پر خدا اور سب انسان شہادت دے کر اس کو ہر بدظنی اور ہر الزام سے بالا ثابت کر چکے تھے۔ اور اس کا یہ بھی قصور اور جرم تھا۔ کہ اس نے اس کی گستاخی اور بے ادبی کی تھی جس کی تعظیم اور توقیر لازم و واجب تھی۔ اب جناب شیخ صاحب کے صحابیوں کے عمل کو دیکھا جائے۔ تو بعینہٖ اس بدبخت انسان کے عمل کی طرح ہے۔ کہ جس نے اپنی بدظنی اور گستاخی اور بے ادبی کے ساتھ اپنے آپ کو صحابیت سے گرا کر بدترین انسان بنا دیا تھا۔ ایک ایسے راست باز پر بدظنی کی۔ اور اس کی بے ادبی اور گستاخی کی۔ جو کہ یقیناً اولٰئک مبرؤن مما یقولون کے زمرہ میں داخل ہے۔ اور جس کو خدا اور مومنوں کی جماعت کے نمائندے خلافت راشدہ کے لئے چن کر اس کی بریت اور طہارت کی شہادت دیدی ہوئی ہے۔ اور پھر نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو کچھ اس کی شان میں فرمایا ہوا ہے۔ وہ اس کی بہت بلند کر دیتا ہے۔ یہاں تک کہ نبی کریمؐ نے فرمایا۔ کہ اگر میرے بعد نبی ہوتا تو عمر ہوتا۔ پس نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر بدظنی کرنے والا اور آپ کی شان میں بے ادبی اور گستاخی کرنے والا جس گروہ میں ہے جسکو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود ہی بیان فرما دیا ہوا ہے۔ جناب شیخ صاحب کے یہ صحابی بھی یقیناً اسی گروہ کے ہیں۔ حیرت کا مقام ہے۔ خدا کے برگزیدہ رسول کا خلیفہ اور خسر خود فرماتا ہے۔ کہ مجھ میں اگر کوئی کجی دیکھو۔ تو اس کو سیدھا کر دو۔ اور ایک نادان گستاخ اور بے ادب کہتا ہے۔ ہم تلوار سے سیدھا کرینگے۔ پہلے تو وعظ و خطبہ میں جو بات کہی جاتی ہے۔ سامعین سے نہ اس کا جواب مطلوب ہوتا ہے۔ اور نہ ہی بلا طلب کوئی اس کا جواب دیتا ہے۔ چنانچہ اس وقت بھی سامعین میں سے سوائے اس گستاخ کے اور کسی نے جواب نہیں دیا؟ پھر اگر اپنی نادانی سے جواب دینا اس نے ضروری سمجھا تھا۔ تو کہدیتا۔ بہت اچھا۔ مگر اس کا کونسا موقع یا کونسی چیز اس کی محرک تھی۔ کہ ہم تلوار سے سیدھا کریں گے۔ اس جواب ہی سے خباثت، شرارت، اور بغض و کینہ ٹپک رہا ہے۔ کیونکہ بار سی علوجول

اور خارجیوں کا فتنہ مقدر تھا۔ اس لئے ان کی ابتدائی کڑیاں ابتدا ہی میں پیدا ہونی شروع ہوئیں۔ چنانچہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تقسیم پر اعتراض کرنے والا تو خوارج کا دادا تھا۔ اور اس کی شریرانہ پیدائش حضور ہی کے زمانہ میں ہوگئی اور علوج والا فتنہ جو کہ حضرت عمرؓ کی شہادت کا موجب ہوا۔ یہ شخص اگر اس کا بانی نہیں۔ تو کارکن ضرور ہے۔ جیسا کہ فارسی کا شاعر کسی ایسے ہی کے لئے کہتا ہے۔ مصرعہ

اصل شیطان گر نہ گوئم نسل شیطانست وبس۔

خدا کے لئے غور تو فرمائیں۔ حضرت مغیرہ کے غلام کا وہ فقرہ جو اس نے حضرت عمرؓ کو کہا تھا۔ کہ میں تیرے لئے ایسی چکی بناؤں گا۔ جو ہوا سے چلیگی۔ اور حضرت عمرؓ اس کے اشارے کو سمجھ گئے تھے۔ چنانچہ آپ نے صحابہؓ کو کہا کہ مغیرہ کے غلام نے مجھے دھمکی دی ہے اور وعید سنایا ہے۔ چونکہ علوجوں کی ایک کمیٹی (جس کا بعد میں پتہ چلتا ہے) مدینہ منورہ میں موجود تھی جس کا ایک ممبر حضرت مغیرہ کا غلام تھا۔ کچھ عجب نہیں۔ کہ جناب شیخ صاحب کا پہلا صحابی اس کا بانی اور دوسرا ممبر ہو۔ میں نے بہت ہی سوچا ہے کہ اس بندۂ خدا نے کیوں یہ کہا۔ کہ ہم تلوار سے سیدھا کرینگے۔ مجھے اس کی کوئی وجہ معلوم نہیں ہوئی۔ سوائے اس کے کہ حضرت مغیرہ کے خبیث غلام کی طرح حضرت عمرؓ کو قتل کی دھمکی دیتا ہو اور وعید کرتا ہو۔ اور میں امید کرتا ہوں۔ کہ کسی کو اس کی صحیح اور وجہ نہیں معلوم ہوگی۔ جناب شیخ صاحب آجکل آزاد ہو چکے ہیں۔ اس لئے ان کو بزرگوں کو دھمکی دینی ان پر کمینہ بدظنی کرکے عام مجلس میں گندی سے گندی بدظنی کی تشہیر کرنا اسلامی روح نظر آرہی ہے۔ ورنہ جن کے دلوں میں اپنے بزرگوں کی محبت اور عزت وعظمت ہوتی ہے۔ وہ اپنے بزرگوں کے حضور میں ایسے بیٹھتے ہیں۔ کانما علی رؤسھم الطیر (گویا ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوئے ہیں) کیا معروف صحابہ کرام نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یا خلفاً کی عام مجالس میں یا ان کے خطبوں میں اس طرح کی باتیں کیا کرتے۔ یا خطبہ میں بیجا بات کرنے والے سے بحث یا لڑائی کیا کرتے تھے۔ جناب شیخ صاحب کی ہر بات نرالی ہے۔ کیا حضرات عثمانؓ۔ علیؓ۔ طلحہؓ۔ زبیرؓ۔ عبداللہؓ بن مسعود۔ عبداللہ بن عباس جیسے جلیل القدر صحابہؓ میں اسلامی روح نہیں تھی۔ کہ وہ خاموش رہے۔ اور اس سارے مجمع میں صرف اسی ایک شخص میں اسلامی روح تھی کہ جس نے اس کو بُلا دیا۔ بلکہ باقی سب کا

خاموش رہنا اور صرف اس کا بولنا بتاتا ہے۔ کہ جو روح جس نے ان کو خاموش رکھا۔ وہ روح اس میں نہ تھی۔ یا یہ کہ صرف اس میں ہی وہ گندی روح تھی۔ جس نے اس کے منہ سے خطبہ میں ہی یہ فقرہ کہلایا۔ اور صحابہؓ کا اس فقرہ کو سُنکر خاموش ہوجانا ان کی رضا اور اتفاق کی دلیل نہیں۔ کیونکہ ہر سکوت رضا کی دلیل نہیں ہوا کرتا۔ بلکہ اس کا قاعدہ یہ ہے۔ کہ السکوت فی معرض البیان بیان (بیان کرنے کے موقع پر سکوت بیان ہوتا ہے۔) یہ بیان کا موقع ہی نہ تھا۔ خطبہ اور خلیفہ کی موجودگی بولنے سے مانع تھی۔ پس ان کا سکوت اس وجہ سے تھا۔ نہ کہ اظہار رضا کیلئے۔

★ الغرض اول تو ایسے تاریخی حوالوں سے دینی اور شرعی مسائل اور خصوصًا عقائد ثابت نہیں کئے جا سکتے۔ اس لئے ائمہ دین نے کبھی کسی مسئلہ کی بناء تاریخی حوالوں پر نہیں رکھی۔ پھر قائل ایک مجہول شخص ہے جس کے قول کا اعتبار نہیں ہو سکتا۔ بلکہ اسکا یہ قول ہی بتاتا ہے۔ کہ وہ ایسے لوگوں میں سے نہیں۔ جن کے اقوال بطور حجت پیش کئے جا سکتے ہیں۔ پھر اس میں صرف تلوار کے ساتھ سیدھا کرنے کا ذکر ہے۔ نہ عزل کا۔ پھر اگر یہ سب امور موافق بھی ہوتے۔ اور یہ حوالہ بخاری مسلم کا ہوتا۔ اور اس کا قائل معروف اور قابل اعتماد بھی ہوتا۔ اور اس کا قول تلوار کے ساتھ سیدھا کرنے کے بجائے یہ ہوتا۔ کہ ہم آپ کو معزول کر دینگے۔ تو پھر بھی جواز عزل اس سے ہرگز ثابت نہیں ہو سکتا۔ اس لئے کہ ادلہ قاطعہ سے ثابت ہو چکا ہے کہ خلفاء کو خدا ہی مقرر فرماتا ہے۔ اور خدا کا مقرر کردہ انسانوں کے اختیار سے بالا ہوتا ہے۔ اس کو وہ معزول کرنے کے مجاز نہیں۔ نیز نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فیصلہ موجود ہے۔ کہ خلیفہ کو قتل منظور کر لینا چاہئیے۔ پر معزول نہ ہونا چاہئیے۔ اور خدا اور رسول کے کلام کے مقابلہ میں کسی کا قول حجت نہیں ہو سکتا۔

حضرت عمرؓ کے دو خطبوں کو اور دونوں خطبوں کے وقت دو مجہول الاسم والحسب والنسل آدمیوں کے کلام کرنے کو تو جناب شیخ صاحب نے یونہی عزل خلفاء کے اشتہار میں درج کر دیا ہے۔ نہ ان خطبوں میں عزل کے جواز یا عدم جواز کا کوئی ذکر ہے۔ اور نہ ہی ان مجہولوں کے کلام میں اس کا کوئی نام ونشان ہے۔ اور نہ ہی صحابہؓ کے ترجمان ہو سکتے ہیں۔ اگر ان ہزار ہا صحابہ کے دل ودماغ میں ایسے خیالات ہوتے۔ تو ان میں سے کوئی تو اس کی تائید کرتا۔ نیز اگر کسی صحابی کے دل میں ایسا خیال ہوتا۔ تو اس وقت نہ سہی۔ کسی اور

وقت ہی کسی خلیفہ کو تلوار نہ سہی ڈنڈا ہی دکھا کر کہتا۔ کہ ہم تم کو اس ڈنڈے سے سیدھا کر دینگے یا خلیفہ کے پاس کوئی چیز دیکھکر اس کو کہدیتا کہ ہم تمہاری بات اسوقت تک ہرگز نہیں سنیں گے جب تک تم یہ نہ ثابت کرو کہ یہ چیز تم نے بیت المال یا مالِ زکوٰۃ یا مالِ غنیمت سے یا کسی شریف ہمسائے کے گھر سے تو نہیں اڑائی۔ اور اگر کسی ایک صحابی یا کسی معروف الاسم والحسب والنسب غیر صحابی کی بھی کوئی ایک مثال موجود ہوتی۔ تو جناب شیخ صاحب کو ان مجہول الکنہ دو گنواروں کا محتاج نہ ہونا پڑتا جن کو صحابی یا مسلم کہنا بھی دعویٰ بلا دلیل ہے۔ میرے نزدیک تو کسی صحابی کی طرف اپنے واجب الاطاعت نائب رسول کی شان میں ایسی بے باکانہ اور گستاخانہ حرکت کو منسوب کرنا بھی بڑی گستاخی اور بے ادبی ہے۔ کیا جب سب صحابہ خود یا ان سب کا ابوبکرؓ جیسا نمائندہ اپنے سالہا سال کے تجربہ اور مشاہدہ کی بناء پر ایک شخص کو اس عہدہ جلیلہ کے لئے منتخب کرتے ہیں جس کے سپرد ان سب کی جانیں اور ان کے اموال اور عزتیں اور سب مفاد ہونگے۔ وہ ایسا ہوگا۔ کہ اس کے بدن پر کوئی نیا کپڑا یا اس کے قبضہ میں کوئی نئی چیز دیکھکر ان کے دلوں میں یہ شبہ پیدا ہو۔ کہ اس نے ضرور یہ کہیں سے چرایا ہے۔ اور پھر اس کی نسبت ان کو یہ بھی خوف ہو۔ کہ اگر فوراً اس کو اسی وقت نہ پکڑا گیا۔ تو پھر یہ اپنی چالاکی سے قابو نہیں آئے گا۔ اس لئے اس کو خطبہ میں ہی پکڑا جائے۔

میرے نزدیک انسانی دماغ میں یہ تصور آ ہی نہیں سکتا۔ کہ صحابۂ محمد رسول اللہ (رضوان اللہ علیہم) تو کجا دنیا میں کوئی ایسی قوم ہو۔ کہ اس شخص کو ایسے عہدۂ جلیلہ کے لئے منتخب کرے۔ کہ جس کی نسبت ایسے بد اور بدنما افعال کا عام طور پر خیال آ سکتا ہو۔

پھر حضرت عمرؓ کی شخصیت تو صحابہؓ میں ایسی نمایاں تھی۔ کہ اس انتخاب سے قطع نظر کرکے بھی وہ ایسی رکیک بدظنیوں سے بہت ارفع تھی۔ کیا اس عہدۂ خلافت سے پہلے حضرت ابوبکرؓ کی خلافت میں صحابہؓ عمرؓ کی نسبت یہ گمان کر سکتے تھے۔ کہ اس نے مالِ غنیمت وغیرہ سے یہ کپڑا چرایا ہے۔ پس صحابہؓ پر یہ محض افترا ہے کہ وہ گستاخ مجہول الکنہ شخص ان کی نمائندگی اور ترجمانی کر رہا تھا۔ بلکہ یہ گستاخ سائل یا مخبوط العقل ہے۔ اور یا کوئی شریر مخالف ہے۔ جو کہ اپنی اس شیطانی حرکت سے خلیفہ کی شان کی عظمت کو مسلمانوں

دلوں میں تنزل کر رہا ہے۔ کہ جس پر ان کی ساری ترقی اور کامیابی کی بنا رہے ہے۔ حدیث میں آیا ہے۔ اذا خرج الامام فلا صلوٰۃ ولا کلام (جب امام خطبہ کیلئے نکلے تو پھر نہ نماز ہے (سوائے جمعہ کی دوسنتوں کے) اور نہ کلام ہے) اور یہ شخص اس ممنوع وقت میں ہی اپنی اس گندی بدظنی پر مبنی سوال کو پیش کر دیتا ہے۔ حالانکہ یہ دوسرے علیحدگی کے وقت میں بھی پیش ہو سکتا تھا۔ بلکہ اگر اس کا پیش کرنا جائز بھی ہوتا تو پھر بھی اس کا مناسب وقت وہی تھا۔ پس اس ممنوع وقت میں پیش کرنا دو حال سے خالی نہیں۔ یا تو پیش کرنے والا پاگل ہے جو کہ مناسب غیر مناسب اور جائز و ناجائز کے سمجھنے سے قاصر و معذور ہے۔ اور یا وہ شریر مخالف ہے۔ اور اس کی شریرانہ غرض کے حصول کا سب سے زیادہ مناسب وقت یہی تھا۔

اسی طرح تلوار دکھلانے والے کو دیکھیں۔ سیدنا حضرت عمرؓ خود فرماتے ہیں۔ کہ تم میں سے کوئی اگر مجھ میں کوئی کجی دیکھے۔ تو مجھے سیدھا کر دے۔ اور اس کا مطلب صرف اس قدر تھا۔ کہ خلیفہ ہونے کی حیثیت سے جو خدمت اسلام والمسلمین مجھ پر عائد ہوتی ہے۔ اس کو بجالاتے ہوئے اگر تم میں سے کسی کو معلوم ہو۔ کہ کسی کام کے کرنے کے لئے میں نے جو طریق اختیار کیا ہے۔ اس سے وہ مقصد نہیں حاصل ہوگا۔ یا عمدگی سے نہیں ہوگا۔ یا جلد حاصل نہیں ہوگا۔ یا آسانی سے حاصل نہیں ہوگا۔ اور اس کو اس سے کوئی بہتر طریق اس کام کے لئے معلوم ہے۔ تو اس کا فرض ہے۔ کہ وہ ضرور بتاوے۔ کہ جو طریق فلاں مقصد کے لئے آپ نے اختیار کیا ہے۔ اس میں یہ نقص ہے۔ اور اس کے مقابل فلاں طریق بہتر ہے۔ اور اس کا ہرگز یہ مقصد نہیں۔ کہ تم میری شخصی زندگی کے عیب بین اور نکتہ چین بن کر میرے کرام الکاتبین کے ساتھ خالی لئام الکاتبین ہی نہ بنو۔ بلکہ لئام الکاتبین کے علاوہ ڈنڈا اور تلوار لیکر میرے داروغہ صاحب بھی بن جاؤ۔ پس جب تم کو میری شخصی زندگی کی کوئی کجی معلوم ہو جائے۔ اور تم اپنے اس نئے فرض منصبی کے پہلے فرض کی ادائیگی میں کامیاب ہو جاؤ۔ اور معلوم کر لو۔ کہ میں فلاں بدکاری۔ فلاں بدکلامی فلاں بدمعاشی۔ فلاں صغیرے۔ فلاں کبیرے۔ فلاں بدعادت میں مبتلا ہوں۔ تو اس فرض کی ادائیگی کی توفیق عطا ہونے پر خدا کا سجدۂ شکر بجالا کر دوسرے فرض کو ادا کرو۔ اور مجھے زبانی سمجھاؤ کہ تم میں فلاں بدکاری ہے۔ تم اس کو چھوڑ دو۔ لیکن باوجود

تمہارے زبانی کہنے اور بار بار کہنے کے اگر میں باز نہ آؤں۔ تو تم اس دوسرے فرض کی ادائیگی کا شکر بجالا کر تیسرے فرض کے ادا کرنے کے لئے بسم اللہ کہکر ڈنڈا ہاتھ میں لو۔ اور اس کے ساتھ مجھے سیدھا کرو۔ اس کے ساتھ بھی اگر میں سیدھا نہ ہوں۔ تو پھر اس پر ڈبل شکر بجالاؤ۔ کہ تم کو ان انوکھے فرائض کے انتہائی نمبر کے حاصل کرنے کا بھی موقعہ حاصل ہونے والا ہے۔ اور اس کے بعد آستین چڑھا کر تلوار ہاتھ میں لیکر مجھے اس کے ساتھ سیدھا کردو۔ کہ سب سامعین سے ایمان داخلاص و تعمیل ارشاد امام میں آگے بڑھا ہوا یہ نوجوان میان سے تلوار سونت کر جس طرح فوجی سپاہی اپنے افسر کے آگے سلامی ادا کرتے ہوئے تلوار کو ہلا کر اشارہ کرتا ہے کہ آپکے حکم کی تعمیل میں اس طرح دشمن کے سر کو اس تلوار سے قلم کروں گا۔ اسی طرح اس نوجوان نے تلوار کے اشارہ سے یہ ظاہر کیا ہو۔ کہ آپ کے حکم کی تعمیل میں میں اسی طرح (نعوذ باللہ من ذالك نصیب دشمن باد) آپ کا سر قلم کروں گا۔ کیونکہ تلوار کے ساتھ سیدھا کرنے کے بجز اس کے اور کوئی معنے نہیں۔ چنانچہ اسی تلوار کے ساتھ سیدھا کرنے والے کے گروہ نے خلیفہ ثانی ثالث اور رابع کو خنجروں اور تلواروں سے انہی معنوں کے ساتھ اخیر میں سیدھا کردیا جن کا یہ مرتب عمل اس کی بین دلیل ہے۔ کہ یہ لوگ تو مسلیوں کے لباس میں دشمنان اسلام والمسلمین تھے۔ اور حقیقت میں ایسے ہی لوگوں کے متعلق قرآن مجید نے پہلے مسلمانوں کو متنبہ کیا تھا۔ کہ جب یہ شرارت میں بڑھتے بڑھتے محاربین کی حد تک پہنچ جائیں اور مفسدین کر اس سرزمین میں فساد پھیلانے لگیں۔ تو پھر ان سے درگذر کی روش کو ترک کرکے ان کی مفسدانہ حرکات پر باز پرس کرنی چاہیئے۔ اور پھر بھی باز نہ آئیں۔ تو ان کو اس سرزمین سے جلاوطن کردینا چاہیئے۔

منافقین کی ابتداء میں بین بین حالت تھی۔ مذبذبین بین ذالك لا الی ھؤلاء ولا الی ھؤلاء۔ اور درمیان میں بعض اوقات ان میں سے بعض کفر کی نسبت ایمان کی طرف زیادہ قریب ہو جاتے۔ اور بعض کفر کی طرف زیادہ قریب ہو جاتے ھم للکفر یومئذ اقرب منھم للایمان۔ اور اخیر میں اس آخری گروہ کا مسلمانوں کے ساتھ کینہ اور بغض بہت نمایاں ہوگیا تھا۔ ام حسب الذین فی قلوبھم مرض ان لن یخرج اللہ اضغانھم ولوشاء اللہ لاریناکھم فلعرفتھم بسیماھم۔ ولتعرفنھم

فی لحن القول واللہ یعلم اعمالکم (کیا وہ لوگ کہ جن کے دلوں میں بیماری ہے (منافقین) یہ خیال کرتے ہیں۔ کہ اللہ ان کے کینوں کو باہر نہیں نکالیگا۔ (ضرور ان کو نمایاں کردے گا) اور اگر اللہ چاہے تو ان کو تمہیں دکھا دے۔ پس تم ضرور ان کو ان کی علامت سے پہچان لوگے۔ اور تم ضرور ان کو ان کے لب ولہجہ سے پہچانوگے۔ اور اللہ تمہارے اعمال کو جانتا ہے)

پس آخری وقت میں وہ اسلام کا لباس پہنکر جھولی میں بیٹھکر داڑھی نوچنے والے بن گئے تھے۔ اور اسوقت وہ مستحق گرفت وسزا تھے۔ اور چشم پوشی اور درگذر کے قابل نہ تھے۔ مگر پہلے اور دوسرے زمانہ میں ان سے درگذر کا حکم تھا۔ اور اسی کے مطابق عمل بھی ہوتا رہا۔ اور حالات کا تقاضا بھی یہی تھا جیسطرح حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کے لئے تشدد ممنوع قرار دیا گیا۔ کیونکہ اسلام پر یہ اعتراض کیا گیا۔ کہ یہ تلوار اور تشدد سے پھیلایا گیا ہے۔ اس لئے خدا تعالےٰ نے ارادہ کر لیا۔ کہ اسلام کو مسیح موعود کے ذریعہ بغیر تلوار اور تشدد کے سارے روئے زمین پر پھیلا کر دکھا دے۔ اور اس ہی لئے مسیح موعود اور اس کی جماعت کو دوسری گورنمنٹ کے ماتحت رکھا۔ تاکہ جائز طور پر ان کے لئے تشدد کا کوئی موقع ہی باقی نہ رہے۔ لیکن صحابہؓ کے وقت اپنی اسلامی حکومت تھی۔ اور جزیرۂ عرب کو شریر عنصر سے پاک کرنے کا حکم تھا۔ اور اس مہلت سے یہ تو شرارت اور گستاخی میں بڑھتے گئے اور صحابہؓ ان سے درگذر کرنیکے عادی ہوتے گئے۔ تو آخری وقت میں جبکہ ان کی سزا کا وقت تھا صحابہؓ نے اپنی عادت کے مطابق پھر بھی ان سے درگذر ہی کرتے رہے۔ اور اسی درگذر کا یہ نتیجہ ہوا کہ خلفاء قتل ہوتے رہے۔

یہ موقع بھی صحابہؓ کے سکوت اور درگذر کا نہ تھا۔ اسی گروہ کا ایک گستاخ خلیفہ کے اس ارشاد پر کہ اگر خلافت کے کام میں تم مجھ میں کسی امر کے بارہ میں کجی دیکھو۔ تو مجھے اپنے مشورہ سے سیدھے راستہ پر لگا دینا) ایلاد اور دھمکی دینے کے لئے ان کے سامنے خلیفہ کو تلوار دکھا کر کہتا ہے۔ کہ ہم اس سے تم کو سیدھا کرینگے۔ تو وہ خاموش رہتے ہیں۔ یہ ان کی اس درگذر کی عادت کا نتیجہ تھا۔ اور اس کے بعد کے فتنے ان کی اس فروگذاشت کا خمیازہ تھے۔

پس یہ شخص صحابہ کا ترجمان نہیں۔ بلکہ ان کا اور ان کے امام کا مخالف اور دشمن ہے

اور اس کی گستاخانہ حرکت قابل تمسک نہیں۔ بلکہ مستحق ہزار نفریں ہے۔ مگر چونکہ یہ فتنہ کہ جس کے یہ ابتدائی اسباب و مراحل ہیں۔ مقدر ہو چکا تھا۔ جس کی نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے پہلے سے خبر دیدی ہوئی تھی۔ اس لئے کسی مرحلہ پر اس کی روک تھام نہ ہوئی۔ اور وہ اندر ہی اندر نشوونما پاتا رہا۔

اس کے بعد حضرت عثمانؓ کے واقعہ سے جناب شیخ صاحب نے استدلال کیا ہے جس کا جواب میں پہلے دے چکا ہوں۔

اس کے بعد جناب شیخ صاحب نے حضرت علی کرم اللہ وجہ کی خلافت کے دو واقعات سے عزل خلفاء پر استدلال کیا ہے۔

اول اس سے کہ امیر معاویہ صاحب کے لشکر سے جب جنگ ہو رہی تھی۔ تو امیر معاویہ صاحب کے لشکر نے نیزوں پر قرآن مجید بلند کر دیئے۔ تو حضرت علیؓ کی فوج نے کہا۔ کہ چونکہ یہ لوگ ہمیں کتاب اللہ کی طرف بلا رہے ہیں۔ اب جنگ کرنا گناہ ہے۔ پس آپ جنگ بند کر دیں۔ حضرت علیؓ نے اپنی فوج کو بہت سمجھایا۔ کہ یہ ایک چال اور فریب ہے۔ مگر آپ کی بات کا فوج پر کوئی اثر نہ ہوا۔ اور بالآخر مسلمانوں نے حضرت علیؓ کو صاف کہدیا۔ کہ اگر آپ جنگ بند نہیں کرینگے۔ تو ہم آپ کو یا امیر معاویہ کے سپرد کر دینگے۔ یا آپ سے وہ معاملہ کرینگے۔ جو کہ ہم نے عثمان کے ساتھ کیا ہے۔ اس پر حضرت علیؓ نے ان کے مطالبہ کو فوراً مان لیا۔

اس سے جناب شیخ صاحب یہ نتیجہ نکالتے ہیں۔ کہ اب اگر حضرت علیؓ مسلمانوں کے فیصلہ کے آگے سر تسلیم خم نہ کرتے۔ تو ان کو عزل کی دھمکی مل ہی چکی تھی۔ یعنی معزول کر دیئے جاتے۔

الجواب یہ غلط ہے۔ کہ عزل کی دھمکی مل چکی تھی۔ یہ لوگ وہی قاتلین عثمانؓ تھے۔ جیسا کہ جناب شیخ صاحب نے خود لکھا ہے۔ کہ انہوں نے کہا" یا تو ہم آپ کے ساتھ وہی کرینگے جو کہ ہم نے عثمان کے ساتھ کیا ہے" اور قاتلین عثمان دیکھ چکے تھے۔ کہ خلیفہ قتل منظور کرتا ہے۔ مگر عزل منظور نہیں کرتا۔ کیونکہ یہ اس کے اختیار سے باہر ہے۔ جیسا کہ عثمانؓ نے بیان کیا تھا۔[1] کہ اس کے مقابل اعتزال تھا۔ جو شرعاً ان کے اختیار سے باہر تھا۔ اور حضرت علیؓ نے قتل کو اس لئے اختیار نہ کیا۔ کہ اس کے مقابل دو چیزیں تھیں۔

[1] اس لئے انہوں نے قتل کی دھمکی دی تھی۔ اور حضرت عثمانؓ نے قتل کو اس لئے منظور کیا تھا۔

(۱) امیر معاویہ کے سپرد کرنا جوکہ اس وقت باغی تھے۔ جیسا کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لکھا ہے۔ اور حضرت علیؓ ان کو باغی یقین کرکے ان سے جنگ لڑ رہے تھے۔

(۲) جنگ بند کر دینا۔ حضرت علیؓ پر حضرت عثمانؓ کی طرح جبر و اکراہ کی حالت طاری تھی جبر اس کو کہتے ہیں۔ کہ کہا جائے۔ کہ فلاں کام کرو۔ ورنہ تجھے قتل کر دینگے۔ یا کوئی اور خطرناک نقصان پہونچا ئینگے۔ حضرت عثمانؓ کو یہی کہا گیا۔ کہ اعتزال اختیار کرو۔ ورنہ ہم قتل کرتے ہیں۔ حضرت علیؓ کو بھی یہی کہا گیا۔ جیسا کہ جناب شیخ صاحب نے لکھا ہے۔ کہ جنگ بند کر ورنہ تجھے قتل کرتے ہیں۔ یا امیر معاویہؓ کے حوالہ کرتے ہیں۔ اور خلیفہ کے لئے باغی کے سپرد ہو جانا قتل سے بھی زیادہ خطرناک نقصان ہے۔

پس اس مجبوری اور اکراہی حالت میں حضرت علیؓ نے جنگ کو بند کرنے کا حکم دیا جو شرعاً ان کے لئے جائز تھا۔ نہ کہ اس لئے کہ مسلمانوں کے فیصلہ کے آگے خلیفہ کو سر تسلیم خم کرنا چاہیئے۔ جیسا کہ شیخ صاحب نے لکھا ہے۔

"بلکہ ایک سچے اسلامی خلیفہ کی طرح مسلمانوں کے متفقہ فیصلہ کو تسلیم کر لیا۔ اور اپنے عمل سے بتا دیا۔ کہ خلیفہ کو مسلمانوں کے فیصلہ کو توڑنے کا کوئی حق حاصل نہیں"

شیخ صاحب کو تمسک کیلئے ان مفسد باغیوں کے مفسدانہ حرکات کے سوا اور کچھ نہیں ملتا۔ جنہوں نے حرم مدینہ منورہ پر حملہ کرکے سرورِ کائناتؐ کے مزارِ مبارک کے سامنے حضورؐ کے داماد اور حضورؐ کے خلیفہ کو قتل کیا۔ اور اب دوسرے داماد اور خلیفہ کو قتل کی دھمکی دے رہے ہیں۔

میری سمجھ سے بالکل بالا ہو گیا ہے۔ کہ جناب شیخ صاحب کس طرح یہ استدلال کرکے الٹے نتائج نکالتے ہیں۔ قاتلین عثمانؓ باغی ہیں۔ ایسے جرم کے مرتکب ہیں جس کی سزا قرآن مجید نے خلود فی النار بتائی ہے۔ جو کہ کفار سے مختص ہے۔ پھر خود ان کے جبر و اکراہ کو لکھتے ہیں۔ کہ انہوں نے حضرت علیؓ کی بات کو نہ مانا۔ اور کہدیا کہ جنگ بند کرو۔ ورنہ ہم تم سے عثمان والا معاملہ کرینگے یعنی قتل کر دینگے۔ یا امیر معاویہ کے سپرد کر دیں گے۔ اور نتیجہ یہ نکالتے ہیں۔ کہ مسلمانوں کے فیصلہ کے آگے حضرت علیؓ نے سر تسلیم خم کرکے ثابت کر دیا۔ کہ خلیفہ کو مسلمانوں کے فیصلہ کے آگے سر تسلیم خم کر دینا چاہیئے۔ حالانکہ نتیجہ یہ نکلتا ہے۔

کہ حضرت علیؓ پر جب باغیوں نے جبر کیا۔ کہ تجھے قتل کر دینگے۔ ورنہ جنگ بند کر۔ تو حضرت علیؓ نے جنگ بند کر دی۔ اس لئے ثابت خلیفہ کو جب باغی قتل کی دھمکی دیکر کسی شرعاً جائزام پر مجبور کریں۔ تو اس کو وہ جائزام مجبوراً کر لینا چاہیے۔ اور باغیوں کے ہاتھ سے قتل نہ ہونا چاہیئے۔ کیا صحابہ کی کسی جماعت کی ایسی مثال پیش کی جا سکتی ہے۔ کہ جس کے ہاتھ پر انہوں نے بیعت کی ہو۔ پھر اس کے فیصلہ کے بعد انہوں نے اس کی تعمیل سے انکار کیا ہو۔ یا انہوں نے اپنی بات اس کو منوانے کے لئے اسکو قتل وغیرہ کی دھمکی دی ہو۔ جناب شیخ صاحب کی ایسی رکیک باتوں پر کچھ لکھتے ہوئے بھی شرم دامنگیر ہوتی ہے اور دل کو تکلیف محسوس ہوتی ہے۔

دوسرا واقعہ حضرت علیؓ کی خلافت کا۔ کہ جس سے عزل خلفاء پر استدلال کیا ہے وہ جناب شیخ صاحب ہی کے الفاظ میں یہ ہے۔ کہ:۔

"آخر دو جلیل القدر صحابی یعنی ابو موسےٰ اشعری اور عمرو بن العاص بطور حکم مقرر ہوئے تاکہ حضرت علیؓ اور معاویہ کے درمیان فیصلہ کریں۔ اور ان دونوں صحابیوں کا متفقہ فیصلہ حضرت علیؓ کے متعلق صادر ہوا۔ اور اس فیصلہ پر کسی صحابی نے بھی اعتراض نہیں کیا۔

الجواب۔ بسوخت عقل بانیجا کہ ایں چہ بوالعجبیت۔ امیر معاویہ اور حضرت علیؓ کے درمیان یہ نزاع ہرگز نہیں تھا۔ کہ امیر معاویہ کہتے تھے۔ کہ میں خلیفہ ہوں اور علیؓ اس کے قابل نہیں۔ اور حضرت علیؓ کہتے تھے۔ کہ میں خلیفہ ہوں اور امیر معاویہ خلافت کے قابل نہیں۔ بلکہ نزاع یہ تھا۔ کہ امیر معاویہ کہتے تھے۔ کہ خلیفہ عثمان مدینہ میں قتل کر دیئے گئے۔ اور ان کے قاتل سے نہ اب تک قصاص لیا گیا ہے۔ اور نہ ہی اب تک گرفتار ہوا ہے۔ تم (علیؓ) خلیفہ ہو۔ تمہارا فرض ہے۔ کہ خلیفہ کا قصاص لو۔ حضرت علیؓ فرماتے تھے۔ تمہیں فتنہ کا علم ہے۔ اس وقت تک وہ لوگ مدینہ پر مسلط ہیں اور اس حالت میں قاتل کا پکڑنا اور اس کو سزا دینا ناممکن ہے۔ پہلے آپ لوگ خلافت کو مضبوط کر دو پھر میں قاتل کے گرفتار کرنے اور قصاص لینے کے قابل ہو جاؤں گا۔

پس اس نزاع کے فیصلہ کے لئے ان دونوں کو حکم بنایا گیا تھا۔ اور حکم کو یہ قطعاً اختیار نہیں۔ کہ جس متنازع فیہ امر میں اس کو حکم بنایا جائے۔ وہ اسکو چھوڑ کر کسی اور ام

کے متعلق فیصلہ دیدے۔ ان کے اختیار سے یہ بالکل باہر تھا۔ کہ وہ حضرت علیؓ کی خلافت کے متعلق کوئی فیصلہ کریں۔ کیونکہ اس میں نہ نزاع تھا۔ نہ اس میں کوئی حکم بنایا گیا تھا۔

دوم شرعی مسائل میں حکم مقرر کرنے اور ان کے فیصلہ کرنے کے کوئی معنے ہی نہیں۔

سوم ان کے فیصلہ پر عمل ہوا ہی نہیں۔ کیا حضرت علیؓ اس فیصلہ کے بعد خلافت سے علیحدہ ہو گئے تھے۔ ہرگز نہیں۔ کیا جو صحابہ آپ کی بیعت میں داخل ہوئے تھے۔ ان حکموں کے اس فیصلہ کے بعد ان میں سے کسی ایک نے اس فیصلہ کی وجہ سے حضرت علیؓ کی بیعت سے علیحدگی اختیار کر لی تھی۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ خود یہ حکم صاحبان بھی اپنے اس غلط فیصلہ پر قائم نہ رہے۔ پس اس فیصلہ کی ایسی عام اور نمایاں تغلیط اس کی دلیل ہے۔ کہ عزل خلفاء ناجائز ہے۔

میں پھر اس بات کو یاد دلاتا ہوں۔ کہ صحابہؓ کوئی شارع نہیں۔ ان کا فیصلہ اسی وقت حجت ہو سکتا ہے۔ کہ جب وہ کلام اللہ اور کلام الرسولؐ اپنے فیصلہ کی تائید میں لائیں۔ حضرت ابو موسئے اشعریؓ اور عمروؓ بن العاص نے کونسی آیت یا حدیث رسول اللہ عزل خلیفہ کی تائید میں پیش کی۔ امام شافعیؒ صحابہؓ کے اقوال کے حجت ہونیکی نسبت فرماتے ہیں۔ ھم رجال ونحن رجال۔ کلام اللہ اور کلام الرسول کی تائید تو درکنار۔ ان کا یہ فیصلہ تو دونوں کے خلاف ہے۔ میں لکھ آیا ہوں۔ کہ قرآن مجید اور حدیث سے عزل خلفاء ناجائز ثابت ہے۔

جناب شیخ صاحب نے حضرت حسنؓ کی نسبت بھی لکھا ہے۔ کہ وہ خود معزول ہو گئے تھے۔

الجواب۔ افسوس یہ ہے کہ جناب شیخ صاحب پر عزل خلفاء کا خیال اسقدر مستولی ہو گیا ہے۔ کہ آپ کو اس کے سوا دوسری کوئی چیز نظر ہی نہیں آتی۔ حضرت حسنؓ کی نسبت لکھا ہے۔ کہ جب چند ماہ ان کی خلافت پر گذرے۔ تو انہوں نے پہلے چاروں خلیفوں کی مدت خلافت کے ساتھ اپنی خلافت کے مہینوں کو ملا کر دیکھا۔ کہ پورے تیس سال ہو جاتے ہیں۔ تو آپ نے کہا۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے بعد خلافت راشدہ تیس سال ہوگی۔ اور اس کے بعد سلطنت پھر ظلم والی سلطنت

ہو جائے گی۔ اور میں بادشاہ بننا نہیں چاہتا۔ پس اس سے صاف ثابت ہوتا ہے۔ کہ
انہوں نے خلافت سے اعتزال نہیں کیا۔ یعنی یوں نہیں۔ کہ خلافت راشدہ تو ہے۔ مگر
یہ اس کو چھوڑ کر علیحدہ ہو گئے۔ بلکہ خلافت کا زمانہ ختم ہو گیا۔ اور سلطنت کا زمانہ شروع
ہونے والا تھا۔ تو انہوں نے خلافت کا زمانہ تو ختم کر دیا۔ اور اسمیں خلیفہ رہتے پر جب
سلطنت کا زمانہ شروع ہونے لگا۔ تو انہوں نے اس کے لینے سے انکار کر دیا۔ پس یہ
انہوں نے اعتزال عن الخلافت راشدہ نہیں کیا۔ بلکہ خلافت کو انتہا تک پہونچانے
کے بعد سلطنت کو شروع نہیں کیا۔ پس اس سے معزول ہونا ہرگز ثابت نہیں ہوتا۔ یہ
تب ثابت ہوتا۔ کہ ان کے نزدیک خلافت باقی ہوتی۔ اور وہ اس کو چھوڑ کر علیحدہ ہو
جاتے۔ لیکن ان کے نزدیک خلافت راشدہ اب باقی نہیں۔ اس کی جگہ سلطنت آرہی
ہے۔ تو انہوں نے اس کو لینے ہی سے انکار کر دیا۔ لہ

جناب شیخ صاحب نے جو خلفاء کے خطبوں وغیرہا سے استدلال کیا تھا۔ اس کا جواب
ہو چکا۔ اب صرف دو صحابیوں کے دو قولوں سے جو انہوں نے استدلال کیا ہے۔ اس کا
جواب باقی ہے۔

ان دو صحابہ میں سے ایک حضرت خالدؓ ہیں۔ جناب شیخ صاحب لکھتے ہیں:۔ کہ
"حضرت عمرؓ کے زمانہ میں جب مسلمان رومیوں سے جنگ کر رہے تھے۔ تو اس جنگ
کے دوران میں ان کے ایک سردار باہان نامی سے حضرت خالدؓ بن ولید کی ایک دفعہ
گفتگو ہوئی۔ جس کے دوران میں باہان نے فخر سے کہا۔ کہ ہمارا بادشاہ تمام بادشاہوں کا
شہنشاہ ہے۔ مترجم ان الفاظ کا پورا ترجمہ نہیں کر چکا تھا۔ کہ خالدؓ نے باہان کو روک
دیا۔ اور کہا۔ تمہارا بادشاہ ایسا ہی ہوگا۔ لیکن ہم نے جس کو سردار بنا رکھا ہے
اس کو اگر ایک لحظہ کے لئے بادشاہی کا خیال آئے۔ تو ہم فوراً اسے معزول کر دیں"

"میں پہلے بتا آیا ہوں۔ کہ جناب شیخ صاحب ان تاریخی حوالجات کی نسبت نصوص
صریحہ کا ادعا کر رہے ہیں۔ حالانکہ تاریخی حوالجات اس قابل نہیں ہوتے۔ کہ ان سے
شرعی مسائل اور پھر خصوصاً عقائد ثابت کئے جائیں۔ پھر ائمہ دین میں سے صرف امام
ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ صحابی کے قول کو اتنی وقعت دیتے ہیں۔ کہ فرماتے ہیں۔ اترکوا
قولی بقول الصحابی۔ اور دوسرے اتنی بھی وقعت نہیں دیتے۔ حتےٰ کہ امام شافعیؒ

لہ ... نے پہلے لکھا ہے کہ جسطرح یہ کوئی ضروری نہیں کہ جو نبی ہو۔ وہ بادشاہ بھی ضرور ہو۔ بلکہ بعض نبی ایسے بھی ہوتے ہیں۔ جو بادشاہ ... بلکہ زیادہ ...

رادشتی ہیں۔ ہم رجال و نحن رجال۔ پھر صحابیت اس کو مستلزم نہیں۔ کہ دین کے سب اصول و فروع کا وہ شخص حافظ ہو جائے۔ جس کو خدا تعالیٰ نے صحابیت کے شرف سے مشرف فرما دیا ہے۔ خدا تعالیٰ کے فضل نے اپنے مسیح موعودؑ کو اس زمانہ میں معبوث فرما کر بہت سے لوگوں کو ان کی صحابیت کا شرف بخشا ہے۔ پر کیا وہ سب کے سب دین کے ماہر ہو گئے ہیں۔ پھر خدا تعالیٰ کے فضل نے جن صحابہ کو دین کے علم سے مشرف کیا ہے۔ ان کے لئے بھی یہ دعوےٰ نہیں ہو سکتا۔ کہ انہوں نے دین کا ہر ایک مسئلہ نبی کریمؐ سے سنا ہے۔ پھر عزل خلفاء کا مسئلہ۔ نماز اور بیع و شرا کے مسائل کی طرح کثیر الابتلاء والوقوع نہیں۔ اور ایسے نادر الوقوع مسائل کا نبی کریمؐ سے سننے کا موقع عام صحابہؓ کو بہت ہی کم حاصل ہوتا ہے۔ بے شک حضرت خالدؓ بڑے بہادر جنگ کے ماہر تھے۔ مگر دین کے ماہرین حاملین میں ان کا نام نہیں۔ اور نہ ہی ائمہ نے ان کے اقوال کو اختلاف مذاہب کے بیان کرنے میں لیا ہے۔ غرض یہ بڑے جلیل القدر صحابی تھے۔ مگر انکی سپاہیانہ زندگی تھی۔ نہ حاملانِ دین والوں کی۔ پس اگر روایتی طریق پر پایۂ ثبوت کو بھی یہ بات پہونچ جائے۔ کہ انہوں نے باہان کو یہ بات کہی تھی۔ تو بھی محض صحابی کا قول ہونے کی وجہ سے یہ دینی مسئلہ ثابت کرنے کے لئے کوئی حجت نہیں۔ اور نہ حجت سے اتر کر عبداللہؓ بن عباسؓ۔ عبداللہؓ بن عمرؓ۔ عبداللہؓ بن مسعودؓ کے اقوال کی طرح طاقت و اعتماد کا حامل ہو سکتا ہے۔ پھر خصوصاً کلام اللہ اور کلام الرسول جب عزل خلفاء کو ممنوع قرار دے رہے ہیں۔ تو ان کے مقابلہ پر یہ کس طرح قابلِ التفات ہو سکتا ہے۔

پھر ان کے اس قول میں گویا دشاہی کا خیال ایک لحظہ کے لئے آنے پر معزول کرنے کا ذکر ہے۔ مگر یہ مبالغہ کے طور پر کہا گیا ہے۔ ورنہ ایک لحظہ میں جو بادشاہی کا خیال آئے گا۔ اس کا علم کسی کو کیا ہو گا۔ بلکہ اس کا صحیح یہ ہے۔ کہ اگر وہ خلیفہ نہ ہو (یعنی خلافت کی شان اور لوازم والا سردار نہ ہو۔ بادشاہت کی شان اور لوازم والا سردار ہو۔ تو ہم اس کو کبھی اپنا سردار نہ رکھیں۔ یا بلفظ دیگر گویا وہ اہلِ اسلام کی مساوات اور آزادی اور بے تکلفانہ زندگی کی شان کو باہان پر ظاہر کرتے ہوئے اس کو کہہ رہے ہیں۔ کہ اس ذلیلانہ زندگی کو تم برداشت کرتے ہو۔ ہم تو اس کو برداشت نہیں کر سکتے۔ ہم تو ایک لحظہ بھی برداشت نہیں کرینگے۔ کہ ہمارا سردار ہم پر بادشاہی کرے۔ اگر ہمارا

سردار یا دشاہ ہو۔ تو ہم فوراً اس کو معزول کردیں۔ پس وہ خلیفہ کو فوراً معزول نہیں کر رہے بلکہ بادشاہ کو معزول کر رہے ہیں۔ اور بادشاہ کے جواز عزل کی نسبت تو ہم بھی کہتے ہیں۔ کہ دریں چہ شک۔ اور فوجی افسر ہونے کی حیثیت سے دوسری حکومت کے سردار سے جس سیاسی انداز میں ان کو کلام کرنا چاہیئے تھا۔ اس کا تقاضا بھی یہی تھا کہ بادشاہت کو قابل نفرت اور خلافت کو قابل قبول اور مرغوب ظاہر کریں۔ دوسرے صحابی کی نسبت جناب شیخ صاحب لکھتے ہیں۔ کہ :۔

حضرت عثمانؓ نے ایک دفعہ اپنے گورنروں سے مشورہ لیا۔ اور ہر ایک نے اپنا مشورہ پیش کیا۔ لیکن حضرت عمرو بن العاص جیسے جلیل القدر صحابی نے اپنا مشورہ ان الفاظ میں دیا۔ زغت وزاغوا فاعتدل او اعتزل یعنی آپ سے بھی کجی ہوئی ہے۔ اور آپ کے گورنروں سے بھی کجی ضرور ہوئی ہے۔ پس یا تو سیدھے ہو جائیے۔ یا معزول ہو جائیے۔"

عمروؓ بن العاص کوئی سابق الاسلام صحابہ میں سے نہیں۔ اور نہ ہی حاملین دین صحابہ میں سے تھے۔ ایک سیاسی دماغ کے صحابی تھے۔ پس جو امور حضرت خالدؓ کے قول کے متعلق میں نے لکھے ہیں سوائے ان کے قول کے ان معنوں کے جو میں نے اخیر میں لکھے ہیں۔ سب امور ان کے قول کے متعلق بھی ہیں۔ ان کے علاوہ ان کے قول کی تردید کے لئے یہ امر کافی سے بھی زائد ہے۔ کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم تو حضرت عثمانؓ کو معزول ہونے سے منع کرتے ہیں۔ اور اس پر اس قدر زور دیتے ہیں۔ کہ ان کو فرماتے ہیں۔ کہ اگر لوگ تجھے معزول ہونے کے لئے قتل کرنا چاہیں تو قتل ہو جانا۔ مگر معزول نہ ہونا۔ پس نبی کریمؐ کے ارشاد کے مقابل ان کا اعتزل کہنا ان کی لاعلمی اور ان کے قول کے ناقابل التفات ہونے کے لئے کافی ہے۔ جو دھوکے مناظرات اور خصوصاً مذہبی مناظرات میں دیئے جاتے ہیں۔ ان کی بہت سی لائنوں کو جناب شیخ صاحب نے ان اشتہاروں میں استعمال کیا ہے۔ اور اکثر مقامات پر میں نے ان کو بتایا ہے۔ مثلاً ان کی بڑی وسیع الطرق لائن یہ ہے۔ کہ دعوے یا دلیل میں سے چپکے سے کوئی چیز نکالدی یا ڈالدی جائے۔ یعنی وغیرہ کے ساتھ تفسیر کرتے ہوئے اپنے مطلب کا تغیر کردیا۔ چنانچہ پہلے حوالہ سے استدلال کرتے ہوئے "مشائخ" کے لفظ کو نکالا تھا۔ اور سر الخلافہ کے اصل حوالہ میں "بھی" کے لفظ کو از خود ڈال دیا تھا۔ اور حضرت علیؓ کے مخالف حضرت عثمانؓ والے معاملہ کی دھمکی دے کر قتل کی دھمکی دے رہے ہیں۔ مگر اسکو عزل

کی دھمکی سے تعبیر کر دیا ہے۔ حالانکہ حضرت عثمانؓ کا عزل ان کے قائل نہیں کر سکے تھے بلکہ ان کو انہوں نے قتل کیا تھا۔ اور وہ حضرت علیؓ کو قتل ہی کی دھمکی دے رہے ہیں۔

مگر اب میں ایک نئی قسم کے دھوکا اور مغالطہ کا پتہ دیتا ہوں۔ جس کو بڑی کثرت سے ان اشتہاروں میں استعمال کیا گیا ہے اور وہ یہ ہے کہ مغالط بعض اوقات مقابل کے اصل دعوئی کی تردید سے عاجز آ کر کسی اور بات کی تردید شروع کر دیتا ہے۔ اور انداز ایسا رکھتا ہے۔ کہ سامعین کو ایسا محسوس ہو۔ کہ یہ مقابل کے دعوئے ہی کی تردید ہے اور بعض اوقات یہ دھوکا ایسی ہوشیاری سے دیا جاتا ہے۔ کہ خود مقابل بھی اس سے دھوکا میں آجاتا ہے۔ اور وہ بھی اس کو اپنے دعوئی ہی کی تردید یقین کر لیتا ہے۔ حالانکہ وہ حقیقتاً اس کے دعوئے کی تردید نہیں ہوتی۔ بلکہ کسی اور ہی بات کی تردید ہوتی ہے چنانچہ شیخ صاحب نے اس سے بہت کام لیا ہے۔ بلکہ عزل خلفاء والے اشتہار میں تو زیادہ تر اسی کو استعمال کیا ہے بلکہ بالکل اسی سے کام لیا ہے۔ کیونکہ ہمارا دعوئے یہ نہیں۔ کہ فلاں شخص یا فلاں جماعت کا خیال یہ ہے۔ کہ عزل خلفاء ناجائز اور ناممکن ہے۔ اگر یہ دعوئے ہوتا۔ تو بے شک اس کی تردید اس سے ہو جاتی۔ کہ تاریخ کی کتاب یا کسی واقعہ سے یہ ثابت کیا جاتا۔ کہ فلاں شخص یا فلاں جماعت کا یہ خیال ہے۔ کہ عزل خلفاء ہو سکتا۔ یا جائز اور ممکن ہے جیسا کہ جناب شیخ صاحب نے عزل خلفاء والے اشتہار میں عموماً ایسا ہی کیا ہے کوئی تاریخی حوالہ یا کوئی واقعہ یا روایت نقل کر کے اس سے یہ نتیجہ اخذ کرتے ہیں۔ کہ اس سے ثابت ہوا۔ کہ مسلمان عزل خلفاء کو جائز سمجھتے تھے۔ اور پھر اس کو ایسے انداز سے بیان کرتے ہیں۔ اور اس پہ زور دیتے ہیں۔ گویا ہمارا دعوئے یہی تھا۔ کہ ان مسلمانوں کے نزدیک عزل خلفاً ناجائز ہے۔ مگر اصل بات یہ ہے۔ کہ نہ ہمارا یہ دعوئی ہے۔ اور نہ ہی اس دعوی کے پیش کرنے اور اس کے ثابت کرنے کی کوئی ضرورت ہے۔ دعوئے ہمارا تو یہ ہے کہ عزل خلفاء شرعاً ناجائز ہے۔ اور اس کی تردید اس سے نہیں ہو سکتی۔ کہ فلاں مسلمان کے نزدیک جائز ہے بلکہ اس کی تردید صرف اور صرف اس سے ہو سکتی ہے۔ کہ قرآن مجید کی کوئی آیت یا نبی کریمؐ کی کوئی حدیث پیش کی جائے۔ جس کا مفہوم یہ ہو۔ کہ عزل خلفاء جائز ہے۔ اور جناب شیخ صاحب نے کوئی بھی ایسی آیت یا حدیث پیش نہیں کی۔ اب میں اختصار کے ساتھ عدم جواز عزل کے کچھ دلائل یہاں پر لکھ دیتا ہوں۔

پہلا ثبوت

آیت استخلاف صاف اور واضح طور پر بتاتی ہے۔کہ مومنوں میں سے اللہ تعالیٰ ہمیشہ خود خلیفے بنا تا رہیگا۔پس جب اس سے یہ ثابت ہے۔کہ ہمیشہ خدا خلیفے بنائے گا۔تو پھر ہر ایک خلیفہ کی خلافت ایسی خدا کا دیا ہوا ایک عہدہ ہوگی۔جس طرح کہ رسول۔نبی۔مجدد خدا ہی بناتا ہے۔تو ہر ایک رسول اور نبی اور مجدد کی رسالت نبوت۔مجددیت خدا کا دیا ہوا عہدہ ہے۔اور خدا کے دیئے ہوئے عہدہ سے اور کوئی بھی معزول نہیں کرسکتا۔پس جس طرح خدا کی دی ہوئی رسالت۔نبوت۔مجددیت سے اور کوئی معزول نہیں کرسکتا۔اسی طرح خدا کی دی ہوئی خلافت سے بھی کوئی معزول نہیں کرسکتا۔

دوسرا ثبوت

آیت استخلاف میں لیستخلفنھم کما استخلف الذین من قبلھم صاف بتا رہا ہے۔کہ جس طرح پہلوں میں اللہ خلیفے بناتا رہا۔اسی طرح مومنوں میں سے بھی بناتا رہیگا لیکن پہلوں میں جو اللہ تعالیٰ خلیفے بناتا رہا ہے۔وہ تو معزول نہیں ہوسکتے تھے۔کیونکہ وہ عموماً نبی اور رسول تھے۔جن کو دوسرا کوئی معزول نہیں کرسکتا۔پس مومنوں میں جو ان پہلے خلفاء جیسے خلیفے خدا نے بنائے یا بنائے گا۔ان کو بھی دوسرا کوئی معزول نہیں کرسکتا۔

تیسرا ثبوت

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رسالہ الوصیت میں پہلے خلفاء کو بھی اور اپنے خلفاء کو بھی خدا کی قدرت فرمایا ہے۔اور دوسرا کون ہے۔جو خدا کی قدرت کو چھین سکے

چوتھا ثبوت

حدیث میں آیا ہے۔کہ نبی کریمؐ نے فرمایا۔یکون فی امتی بعدی ائمۃ لایھتدون بھدای ولایستنون بسنتی۔وسیقوم فیھم رجال قلوبھم قلوب الشیاطین فی جثمان انس قال حذیفۃ قلت کیف۔اصنع یارسول اللہ ان ادرکت۔قال تسمع وتطیع الامیر وان ضرب ظہرک واخذ مالک (نبی کریمؐ نے فرمایا۔کہ میرے بعد میری امت میں ایسے امام ہونگے۔کہ میری ہدایتوں پر نہیں چلینگے۔اور نہ ہی میری سنت کو اختیار کرینگے۔اور انمیں ایسے مرد کھڑے ہونگے جنکے دل شیطانوں کے دل ہونگے۔انسانوں کے جسموں میں۔حذیفہ کہتے ہیں۔میں نے کہا یارسول اللہ اگر میں اسکو پاؤں۔تو

پھر کیا کروں۔ تو حضور نے فرمایا۔ کہ امیر کی مان اور اطاعت کر۔ اگرچہ وہ تیری پیٹھ کو مارے اور تیرا مال چھین لے۔ پس اس کا حکم مان اور اس کی اطاعت کر) رواہ مسلم۔ پس باوجود ایسی بُری حالت کے حضور پھر بھی ماننے اور اطاعت کرنے کا حکم دیتے ہیں۔ پس اگر عزل ائمہ جائز ہوتا۔ تو پھر سمع اور اطاعت کے بجائے فرماتے سب مسلمانوں کا فرض ہے۔ کہ ایسوں کو معزول کر کے کسی اور کو امام اور امیر بنالیں۔

پانچواں ثبوت

اگر عزل جائز ہوتا۔ تو پھر نبی کریم حضرت عثمانؓ کو کبھی یہ نہ فرماتے۔ کہ اگر معزول ہونے کے لئے تجھے قتل کرنے لگیں۔ تو قتل ہو جانا اور معزول نہ ہونا۔

چھٹا ثبوت

خلیفہ نبی اور رسول کا جانشین اور قائم مقام ہوتا ہے۔ اور قائم مقام اور اصل میں اس حصہ میں اشتراک اور یگانگت ہوتی ہے۔ کہ جس میں وہ اس کا قائم مقام ہے۔ پس اس حصہ میں جو اصل کا حکم ہوتا ہے۔ وہی قائم مقام ہوتا ہے۔ لیکن یہاں پر جو اصل ہے۔ وہ کسی حصہ میں قابل عزل نہیں۔ اس لئے اس کا قائم مقام بھی قابل عزل نہیں۔

ساتواں ثبوت

اسلامی خلافت اور دنیوی لیڈری میں یہی ایک امتیاز ہے۔ کہ لیڈری قوم کی دی ہوئی چیز ہوتی ہے۔ جس کا واپس لینا ممکن ہوتا ہے۔ اور اس امکان سے فتنہ کا دروازہ کھلا رہتا ہے۔ اور اس لئے لیڈر ہمیشہ اندرونی فتنوں میں مبتلا رہتا ہے۔ اور تعمیری امور اور قوم کی ترقی میں روک پیدا ہو جاتی ہے۔ اور لیڈر گردی شروع ہو جاتی ہے۔ اور اسلامی خلافت میں عزل کا دروازہ بند ہونے سے اندرونی فتنوں کا دروازہ بند ہوتا ہے۔ اور خلیفہ تعمیری امور اور قوم کی ترقی کے لئے فارغ رہتا ہے۔ اور خلافت گردی کی نوبت نہیں آتی۔ اور اس کا ثبوت تاریخ اسلام ہے۔ جب تک غیر تعلیم و تربیت یافتہ نومسلموں کی کثرت نہیں ہوئی تھی۔ اور عزل کے امکان کے گند سے مسلمانوں کے دماغ پاک تھے۔ تب تک غیر معمولی تعمیر اور ترقی ہمیشہ تیزی سے ہوتی رہی۔ مگر جب خلیفہ ثانی کے زمانہ میں ساری قوم جہاد میں مشغول ہو گئی۔ اور تعلیم و تربیت بند ہو گئی۔ اور غیر معمولی تیزی کے ساتھ دوسرے بلاد اسلام میں داخل ہو گئے۔ تو ان غیر تعلیم و تربیت یافتہ نومسلموں کی کثرت ہو گئی۔ اور وہ اپنے بادشاہوں کے

۵۱ یہ فیج اعوج کے زمانہ میں ہو گا۔ جبکہ وراثت کے طور پر یا طاقت کے زور پر بادشاہ بنکر خلیفہ اور امام اور امیر کہلائینگے۔

عزل ونصب کے موروثی خیال کو لیکر مرکز اسلام پر ٹوٹ پڑے۔ ہر چند ان کو سمجھایا گیا کہ ہمارے ہاں کوئی عزل نہیں۔ مگر وہ باز نہ آئے۔ اور چونکہ ان کا جوش انتہا تک پہونچ چکا تھا۔ تو انہوں نے عزل سے مایوس ہوکر قتل خلفاء شروع کر دیا۔ اور خلافت گردی شروع ہوگئی۔ پس یہ ساری تباہی امکان عزل کی پیدا وار ہے۔

سر چشمہ باید گرفتن بمیل   چو پر شد نہ شاید گزشتن بپیل

مگر اس وقت مسلمانوں کی بعض فروگزاشتوں کی وجہ سے یہی مقدر ہو چکا تھا۔ لیکن انکے ترقی مقدر ہو چکی ہے۔ اور ان دونوں تقدیروں کی خبر سیدنا حضرت مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پہلے سے دے دی ہوئی ہے۔ لہٰذا امکانِ عزل کا یہ دوسرا وار بے وقت اور بے محل وار ہے۔ جو یقیناً خطا جائے گا۔

آٹھواں ثبوت

سارا کلام اللہ اور سب احادیث رسول اللہ جواز اور امکانِ عزلِ خلفاء سے پاک ہیں۔ ان مقدس کلاموں پر اس گند کا کوئی چھینٹا نہیں پڑا۔ گو منہ میں پانی آنے والوں نے چودھویں صدی تک اس کو خوب اچھالا ہے۔

نواں ثبوت

خلافت کی بیعت ایک دائمی معاہدہ ہے۔ جیسی کہ نبوت کی بیعت ایک دائمی معاہدہ ہے۔ تو اگر عزل جائز ہوتا۔ اور اس کا احتمال ہوتا۔ تو شریعت اسلام کبھی اس معاہدہ کو دائمی نہ رہنے دیتی۔ بلکہ ضرور اس میں کوئی شرط یا قید ایسی لگا دیتی کہ عزل کی صورت میں عہد شکنی کا جرم لازم نہ آتا۔ جیسا کہ یہ احتمال تھا۔ کہ کوئی خلیفہ لاعلمی کی وجہ سے یا اصل صورت عمل کی ناواقفی کی وجہ سے کوئی ایسا حکم دیتا ہے کہ جس میں خدا کی نافرمانی لازم آتی ہے۔ اور نبی کی بیعت میں تو اس کا دور کا بھی احتمال نہ تھا۔ مگر وہاں بھی معروف میں اطاعت کہکر قید کر دیا تھا۔ کہ عہد شکنی کا احتمال نہ رہے۔ مگر شریعت نے بیعتِ خلافت کو دائمی رہنے دیا۔ پس دائمی معاہدہ کے بعد اگر خلیفہ کو معزول کیا جائے۔ تو ایک نہیں دو نہیں۔ ساری کی ساری قوم عہد شکن بن جائے گی۔ حالانکہ ان العھد کان عنہ مسئولا۔ کا وعید موجود ہے۔

دسواں ثبوت۔ اسلام کا یہ کمال تعلیم و تربیت ہے۔ کہ جو سبق نہایت اہم ہو

اس کو زبانی یا تصویری رنگ میں روزانہ ورد اور وظیفہ بنا دیتا ہے۔ اور اس میں کیا شک ہے۔ کہ خلفاء جو کہ ملت مسلمہ کے لئے ابوابِ سعادت ہیں۔ ان کا ادل وبدل اور ان کی خلاف ورزی اس کے لئے تباہ کن تھے۔ اس لئے یہ سبق نہایت اہم تھا۔ تو اسلام نے خلافت کے (جو کہ امامتِ کبرےٰ ہے) متوازی ایک امامت صغریٰ رکھدی۔ اور اس کو پانچوں نمازوں میں لازمی قرار دے دیا۔ تا کہ ایک دن میں پانچ دفعہ امامتِ کبرےٰ کا نقشہ تصویری زبان میں سب مسلمان دہرالیا کریں۔ امامتِ صغریٰ کے انتخاب کے لئے شرط کردی۔ کہ اتقاکم واقراءکم واعلمکم بالسنة کو انتخاب کرو۔ لیکن جب ان میں اولوالامر یا امیر موجود ہو۔ تو وہ پہلے سے امام صلوٰة مقرر ہے۔ اور صلوا خلف کل برّ و فاجر۔ انہی کے متعلق ہے۔ پس نماز کے شروع سے اس کے خاتمہ تک ان کی امامت صغریٰ ہوتی ہے۔ اب اگر کسی کا خیال ہے۔ کہ اس میں نقص ہے۔ تو اس وجہ سے نہ وہ خود اس کی امامت سے علیحدہ ہو سکتا ہے۔ اور نہ ہی وہ اس امام کو اس مقام سے گرا سکتا ہے۔

اور پھر حکم دیدیا۔ کہ وہ جو غلطی کرے۔ اس کو مطلع کردو۔ لیکن اگر باوجود اطلاع کے پھر بھی وہ اپنی غلطی پر قائم رہے۔ تو باوجود اس کو غلطی پر یقین کرنے کے لازماً اس کی اطاعت کرو۔ اور اگر تم غلطی میں اس کی اطاعت چھوڑ کر صحیح نماز پڑھو گے تو تمہاری نماز نہیں ہو گی۔ پس یہی حال امامتِ کبرےٰ کا ہے۔